اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

بفیضِ نظـــر

شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد۔اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی، یادگارِ رازی، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

تصنیف : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (مکتبہ انوار المصطفیٰ)

اشاعت اُول : مارچ ۲۰۱۰

تعداد : ۱۰۰۰ (ہزار)

قیمت: 60 روپے

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

کراماتِ سیدنا غوث اعظم : بزرگان دین کی کرامتوں کا تذکرہ ایک ایسا موثر اور دل کش مضمون ہے کہ اس سے روح کی بالیدگی، قلب میں نور ایمان اور دل ودماغ کے گوشہ گوشہ میں ایمانی تجلیوں کا سامان پیدا ہوجاتا ہے جس سے اہل ایمان کی اسلامی رگوں میں ایک طوفانی لہر اور بدن کی بوٹی بوٹی میں جوش اعمال کا ایک عرفانی جذبہ ابھرتا محسوس ہوتا ہے۔ دورِ حاضر میں بزرگانِ دین کی عبادتوں، ریاضتوں اور اُن کی کرامتوں کا زیادہ سے زیادہ تذکرہ مسلمانوں میں جوش ایمان اور جذبۂ عمل پیدا کرنے کا بہت ہی مؤثر ذریعہ اور نہایت ہی بہترین طریقہ ہے۔ تاجدارِ ولایت حضرت محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کشف وکرامات اور مجاہدات وتصرفات کے لحاظ سے اولیاء کرام کی جماعت میں خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ کسی ولی کی کرامتیں اس قدر تواتر کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں جس قدر تواتر کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں۔ آپ کے کرامات حصر وشمار کی حد سے خارج اور تقریر وتحریر کی مجال سے باہر ہیں۔ کرامات کا یہ ایمان افروز مجموعہ، علماء کرام وعوام الناس کے لئے یکساں مفید، بلخصوص مقررین وواعظین کے لئے از حد مفید ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلٰی شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَیَّدَهٗ بِاَیۡدِهٖ اَیَّدَنَا بِاَحۡمَدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا   اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرۡسَلَهٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَهٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوۡا عَلَیۡهِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ سَرۡمَدًا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا   اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ   نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ   پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پکارے   تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

(فضائل و برکات کلمہ طیبہ مع جسمانی و رُوحانی امراض کا علاج)

برکاتِ توحید: اسلام کا سب سے اہم رکن کلمہ طیبہ ہے یہی کلمہ توحید ہے جسے پڑھ کر انسان صاحب ایمان بنتا ہے۔ کلمہ توحید کا پہلا جزء **لا الہ الا اللہ** ہے اسلام کے سارے نظام فکر و عمل کی بنیاد توحید پر ہے زمین و آسمان کی اس کائنات میں عبادت و بندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء **محمد رسول اللہ** رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار و تصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ ان دونوں جزوں (توحید و رسالت) کو دل و جان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 6/75-2-23 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

﴿اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی
بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ
اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ
اُمَّہٰتُہُمۡ﴾

(الاحزاب/۶)

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ
کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾

(الاحزاب/۳۲)

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	ازواج النبی ﷺ کی عظمت وفضیلت قرآن میں	۱۰
۲	ازواج مطہرات جنتی ہیں	۱۹
۳	امہات المؤمنین کی تعداد اور نام	۲۱
۴	سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۲
۵	سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح	۲۵
۶	اعلان نبوت اور دعوت اسلام	۳۰
۷	سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبول اسلام	۳۲
۸	رسول اللہ ﷺ کی اولاد کرام	۳۴
۹	فضائل سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۹
۱۰	سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۴
۱۱	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۸
۱۲	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل	۵۰
۱۳	سیدہ فاطمہ زہرا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۵۳
۱۴	آیت تیمّم کا نزول	۵۷
۱۵	واقعہ افک	۵۸
۱۶	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفائی پیش کرنا	۶۳
۱۷	حضرت مریم وحضرت عائشہ کی پاکی کی گواہی	۶۹
۱۸	سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۷۰
۱۹	حضور ﷺ سے نکاح	۷۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۰	واقعہ طلاق اور رجوع	۷۳
۲۱	سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۷۵
۲۲	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۷۶
۲۳	قبول اسلام اور نکاح اول	۷۷
۲۴	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حبشہ ہجرت	۷۷
۲۵	حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات	۷۹
۲۶	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دانشمندی	۸۲
۲۷	حضور ﷺ کی صحبت سے استفادہ	۸۶
۲۸	سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچوں کی پرورش	۹۰
۲۹	صدقہ کرنے کی ہدایت	۹۰
۳۰	امر بالمعروف	۹۰
۳۱	سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۹۲
۳۲	عقد اول	۹۲
۳۳	زید بن حارثہ	۹۲
۳۴	واقعہ طلاق	۱۰۰
۳۵	سیدہ زینت بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شرف زوجیت	۱۱۰
۳۶	نزولِ حجاب	۱۱۵
۳۷	سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل	۱۲۵
۳۸	سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۳۱
۳۹	رحمت عالم ﷺ کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے انکار	۱۳۴
۴۰	حارث بن ضرور کا مسلمان ہونا	۱۳۵

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۱۳۶	عبادت وذکر الٰہی	۴۱
۱۳۷	سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۲
۱۳۸	نکاح اول	۴۳
۱۴۲	سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا	۴۴
۱۴۳	حضور ﷺ کا احترام اور اسلامی غیرت	۴۵
۱۴۶	سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۴۶
۱۴۶	نکاحِ اول	۴۷
۱۴۶	سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب	۴۸
۱۴۷	حضور ﷺ سے نکاح	۴۹
۱۵۰	بنت ہارون علیہ السلام	۵۰
۱۵۲	محبت رسول اللہ ﷺ	۵۱
۱۵۳	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت	۵۲
۱۵۵	سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۵۳
۱۵۷	حضور ﷺ سے نکاح	۵۴
۱۵۹	مصاحبت رسول اللہ ﷺ	۵۵
۱۵۹	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعریف کرنا	۵۶
۱۶۲	حضور ﷺ کی مقدس کنیزیں	۵۷
۱۶۲	سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۵۸
۱۶۳	سیدہ ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۵۹
۱۶۴	سیدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۶۰
۱۶۴	سیدہ جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۶۱

صفحہ	عنوانات	نمبرشمار
۱۶۴	حاصل گفتگو۔ سبق آموز واقعات	٦٢
۱۶۸	تعدد ازدواج کا فلسفہ	٦٣
۱۷۴	عورتوں کو ایک شوہر کیوں؟	٦٤
۱۷۴	انبیائے کرام اور کثرت ازواج	٦٥
۱۷۸	ازواج مطہرات اسلام کی تعلیم وتبلیغ اور امت کی رہنمائی کا ذریعہ بنے	٦٦
۱۸۰	ازواج کے درمیان باری اور انصاف	٦٧
۱۸۶	امہات المؤمنین کی شان میں وہابیوں کی گستاخیاں	٦٨

عورتوں کا حج وعمرہ : منفرد انداز اور نہایت ہی آسان زبان و بیان کے ذریعہ عورتوں کے حج وعمرہ کے خصوصی مسائل اور زیارتِ بارگاہِ نبوی ﷺ کے آداب کو قلم بند کیا گیا ہے۔ زائرین حج کے لئے بہترین گائیڈ ہونے کے ساتھ ساتھ عامۃ المسلمین کے لئے حج وزیارتِ بارگاہِ رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ کتاب کے مطالعے سے آپ اپنے آپ کو عالمِ تصور میں حرمین شریفین میں محسوس کریں گے اور حج وزیارت کے رُوحانی لُطف سے سرشار ہوسکیں گے۔

عورتوں کی نماز : خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ......نماز کے خصوصی مسائل کا گلدستہ

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں جنس کو جسمانی طور پر اس طرح الگ الگ پیدا فرمایا کہ اُن کے تخلیقی نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے'لہذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اس لئے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد عورت میں نمایاں فرق ہے۔لباس' بال اور وضع قطع میں یکسانیت پیدا کر لینے سے جسمانی نظام کا فرق ختم نہیں ہو جاتا...... دونوں کی آواز میں تک فرق پایا جاتا ہے۔ جسمانی فرق کی وجہ سے کھڑے ہونے' جھکنے اور بیٹھنے کا انداز بھی مختلف ہو جاتا ہے۔۔نماز چونکہ جسمانی عبادت ہے اس لئے عورتوں کے لئے نماز ادا کرنے کا طریقہ بھی مَردوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کتاب میں نہایت سلیس انداز میں نماز کا طریقہ اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔۔کتاب کو اپنی انفرادیت کی وجہ سے ہندوپاک میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد الأنبيآء والمرسلين وعلىٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين .... أما بعدُ

ازواج النبی ﷺ

(امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

حضور نبی کریم ﷺ کی پاک بیبیوں (ازواج مطہرات) کو ساری امت کی مائیں (امہات المؤمنین) کہا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک کو جدا' جدا جب کہا جائے گا ام المؤمنین (مومنین کی ماں) کہا جاتا ہے حضور اقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے ان کی شان میں قرآن حکیم کی بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اوران کی رفعت شان کا بیان ہے۔

﴿اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ﴾ (الاحزاب/٦)

نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ اُن کے قریب ہیں اور آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو صراحۃ امت کی مائیں اور حضور ﷺ کو امت کے روحانی باپ قرار دیا۔

ایمان والوں کی مائیں کہنے کا راز یہ ہے کہ ایمان والوں کو دوسروں سے ممتاز کرنے کی علامت کو واضح کر دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ مومن' مسلمان اور صاحب ایمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات (پاک بیبیوں) کو اپنی ماں جانتا ہو'

وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب ولاء نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہو۔ اشرار کو ان کی فرزندی کا شرف نہیں مل سکتا۔

نیز حضور رسالت مآب علیہ التحیہ والتسلیمات کی ازواج مطہرات کی عزت افزائی فرمائی جارہی ہے کہ یہ مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اس تعلق کے باعث ہر مومن کا فرض ہے کہ ان کا اسی طرح احترام کرے جس طرح اپنی ماں کا احترام کرتا ہے اگر ان جسمانی ماؤں کا احترام نہ کرنے والا رحمت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے تو جو بدنصیب اپنی روحانی ماؤں کے متعلق گستاخیاں کرنے سے باز نہیں آتے انھیں اپنے حشر کا ابھی سے اندازہ کر لینا چاہے۔

ازواج مطہرات کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور ﷺ کی بیبیاں فرمایا یعنی نبی کریم ﷺ کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری رب العلمین ہے اور یہ منظوری فی الواقع ان کے لئے فضیلت عظمیٰ ہے جب کہ کوئی زن وشوہر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ان کے مابین عقد کا بارگاہ رب العزت میں کیا درجہ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے بھائی نہیں (دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ ہمارے بڑے بھائی ہیں) بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ روحانی والد اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ جن لوگوں نے سرور دو عالم ﷺ کو بڑے بھائی کا درجہ دیا ہے وہ پرلے درجے کے ظالم ہیں اس قسم کے نظریات وخیالات صرف ان لوگوں کے ہو سکتے ہیں جن کا تعلق اپنے رسول ﷺ سے ختم ہو چکا ہے۔

خیال رہے کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا مسلمانوں کی مائیں ہونا دو حکموں کے ضمن میں آتا ہے انتہائی تعظیم و تکریم کے اعتبار سے' اور دوسرا اُن سے نکاح حرام ہونے کی وجہ سے۔ میراث' پردہ' اولاد کی حرمت وغیرہ ان احکام میں نہیں۔

﴿**یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ**﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو' دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند'

حضور اقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے۔ '**النسآء**' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شان خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اور احکام جداگانہ ہیں۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں '**کاحد من الرجال**' ہیں یعنی آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مرد اپنے خصائص و کمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلندتر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہاں '**النسآء**' میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل و بہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿**فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ**﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامانِ مصطفیٰ علیہ السلام سب امتوں سے افضل۔

حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہا (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اور حضرت آسیہ (زوجہ فرعون) جنت میں حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں گی (مرقات، اشعۃ، تفسیر نعیمی)

الغرض تمام ازواج مطہرات جہاں بھر کی عورتوں سے افضل ہیں مگر پھر بھی ان میں آپس میں درجات ہیں حضرت خدیجہ الکبری اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما باقی ازواج سے افضل ہیں۔

فخر کائنات باعث ایجاد عالم، سلطان دنیا ودین ﷺ کی خانگی زندگی صرف آرام وآسائش کے اسباب سے ہی خالی نہ تھی بلکہ ضروریات زندگی بھی اکثر فراہم نہ ہوتی تھیں۔ مسلسل کئی کئی دنوں تک چولہے میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی اور کھجور وغیرہ پر بسر اوقات کی جاتی۔ اکثر جو کی روٹی یا گندم کے اَن چھنے آٹے کی روٹی دسترخوان کی زینت ہوتی۔ لباس کا معاملہ بھی خوراک سے مختلف نہ تھا۔ جیسا میسر آیا خود بھی پہن لیا اور امہات المؤمنین کو بھی دے دیا۔ امہات المؤمنین بڑے صبر وشکر سے یہ سب کچھ برداشت کرتی تھیں۔ کوئی مطالبہ نہیں، کوئی فرمائش نہیں، کسی چیز کے نہ ملنے کا شکوہ نہیں شکایت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی رفیقہ حیات بننے کی سعادت پر زندگی کی ساری مسرتیں اور راحتیں انھوں نے قربان کردی تھیں۔ اگرچہ وہ سب کی سب امیر کبیر، والدین کی بیٹیاں تھیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر تھیں جو مکہ کے خوشحال اور کامیاب تاجر تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لخت جگر تھیں) جو اپنے قبیلہ کے سردار تھے اسی طرح دیگر ازواج مطہرات کا بھی حال تھا۔ ماں باپ نے انھیں بڑے نازونعم سے پالا تھا اس وقت وہاں کے معاشرہ میں جن آسودگیوں کا تصور کیا جاسکتا تھا وہ سب انھیں میسر تھیں امیرانہ بلکہ شاہانہ ماحول میں زندگی بسر ہوئی تھی۔ یکایک اس

فرحت انگیز اور آرام بخش زندگی کو ترک کر کے امہات المؤمنین نے درویشانہ زندگی کو جس خوشی سے اپنایا اور جس خوبصورتی سے اسے نبھایا وہ انہی کا حصہ تھا وہ اس فقرو درویشی کی زندگی پر ناز کرتیں اور ان ساری کلفتوں کو اپنے لئے دارین کی سعادتوں کا باعث سمجھتیں۔

انسان قربان جائے حضور ﷺ کی ازواج طاہرات اور مسلمانوں کی ماؤں پر جنھوں نے زندگی کی ساری لذتوں کو ٹھکرادیا۔ فقروفاقہ' غربت درویشی کو قبول کیا اور مصطفےٰ علیہ اطیب التحیہ کی کنیز بننے کی سعادت کو نہ چھوڑا۔ باتیں کر لینا بہت آسان ہے لیکن عمل کر کے دکھانا ہر کسی کا بس نہیں۔

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (الاحزاب/۳۲) اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح (تم بے مثل نبی کی بے مثل بیبیاں ہو)

ساری امت کی بچیوں اور خواتین کے لئے تمہاری زندگی ایک نمونہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا بڑا اونچا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے تمھیں رفعت شان اور عظمت مقام عطا فرمایا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ﴾ (الاحزاب/ ۲۸) اے غیب بتانے والے نبی اپنی بیبیوں سے فرمادے۔

اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کو ازواج النبی ﷺ کے خطاب عالی سے یاد فرمایا تو یہ خطاب فی الواقع اس بات کا مظہر ہے کہ انھیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے اتصال حاصل ہے اور ان میں حضور ﷺ کے ساتھ اتحاد ظاہری ومعنوی اور وحدت ازواجی وایمانی پائی جاتی ہے۔

﴿يَـٰٓاَيُّهَـا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ﴾ (الاحزاب/ ۲۸) اے نبی مکرم ۔ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے ﴿يَـٰٓاَيُّهَا الـنَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ﴾ (الاحزاب/ ۵۰) اے نبی مکرم ۔ ہم نے حلال کر دی ہیں آپ کے لئے آپ کی ازواج ۔

دنیا میں کوئی میاں بیوی کا جوڑا دعویٰ سے یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ اس کے نکاح کا بارگاہ رب العلمین میں کیا درجہ ومقام ہے اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے متعلق ﴿اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ﴾ کا حکم فرما کر یہ اعلان کر دیا کہ نبی کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا پروردگار عالم کی منظوری سے ہے اور یہ منظوری فی الحقیقت ان کے لئے بہت بڑا اعزاز اور فضلیت عظیمہ ہے ۔

﴿يَـٰٓاَيُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ﴾ (تحریم/ ۱) اے نبی مکرم ! آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے ۔ آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں ۔

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عصر کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑا تھوڑا وقت ہر رفیقہ حیات کے پاس تشریف رکھتے ۔ ایک دفعہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں کسی نے شہد تحفہ بھیجا ۔ حضور ﷺ جب ان کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز ہوتے تو وہ بڑے اہتمام سے شہد پیش کرتیں ۔ حضور ﷺ کو طبعی طور پر شہد بہت پسند تھا اس لئے شوق فرماتے ۔ اس طرح زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں معمول سے زیادہ قیام ہو جاتا ۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مسرت کی حد نہ تھی ۔ انھیں اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اپنے سرتاج کے روئے زیبا کے دیدار کا موقع زیادہ ملتا ۔ لیکن جن امہات المؤمنین کے حصہ سے یہ لمحے صرف ہوتے ان کے لئے یہ صورت حال ناقابل برداشت ہوتی گئی ۔ محبت جتنی زیادہ ہوتی ہے

رقابت کا جذبہ اتنا ہی قوی ہوتا ہے۔ ازواج مطہرات کے دلوں میں حضور ﷺ کی بے پناہ محبت تھی حضور ﷺ نے ایک موقع پر ازواج مطہرات (حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی دلجوئی اور خوشنودی کی خاطر ایک حلال چیز شہد سے اجتناب کرنے کی قسم کھالی۔ (شہد استعمال نہ کرنے کی اپنے آپ پر پابندی عائد کر لی) جس سے حضور ﷺ کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ اس کے محبوب کو تکلیف پہنچے اس لئے فرمایا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ آپ کو اپنی ازواج کی خوشنودی مطلوب ہے تو مجھے آپ کا آرام اور آپ کی راحت مرغوب ہے ایسی ناروا پابندی کی اجازت میں آپ کو کیوں کر دے سکتا ہوں۔

علامہ ابی حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر 'البحر المحیط' میں تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہاں ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾ سے خطاب فرما کر اپنے حبیب ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور شرف ندا سے سرفراز فرمایا ہے **لم تحرم سوال تلطف** یعنی ازرہ لطف ومحبت دریافت کیا ہے اے حبیب ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ پہلے بڑے احترام سے خطاب فرمایا پھر سوال کیا جس طرح ﴿**عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ**﴾ (التوبہ/۴۳) اللہ تمہیں معاف کرے تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا)۔۔میں ہے پھر فرماتے ہیں تحریم سے مراد تحریم شرعی نہیں جس طرح وحی الٰہی سے کسی چیز کو جو پہلے حلال تھی حرام کر دیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے بلکہ یہاں تحریم سے مراد امتناع ہے یعنی کسی چیز کے استعمال سے رک جانا۔ جیسے کوئی شخص کسی حلال اور مباح چیز کے استعمال کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھ لیتا ہے اور کبھی یہ امتناع کسی کی دلجوئی کے لئے ہوتا ہے جس کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔

علامہ آلوسی نے بھی تحریم کا مفہوم امتناع ہی بیان کیا ہے۔ (روح المعانی)

مطلب یہ ہے کہ آپ ایک حلال چیز کو استعمال کرنے سے کیوں اجتناب کرتے ہیں (شہد تو آپ کو فطری طور پر پسند ہے) اللہ تعالیٰ کو آپ کی ہر ہر ادا کا خیال ہے۔

حلال کی تحریم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کسی حلال چیز کو حرام اعتقاد کرلیا جائے۔ یہ ممنوع ہے بلکہ کفر ہے اور نبی معصوم سے اس طرح کا عمل ممکن نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حلال کو حلال ہی سمجھا جائے لیکن اس کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔ایسا کرنا مباح اور حلال ہے اور حضور ﷺ کی تحریم کی یہی صورت تھی۔

شہد کو حرام کرنا (استعمال پر پابندی عائد کرلینا) اس لئے نہیں کہ آپ کو علم نہیں تھا بلکہ اس کی وجہ قرآن کریم نے خود بتادی ﴿ **تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِك** ﴾ کہ آپ اپنی ازواج مطہرات کی دلجوئی کرنا چاہتے تھے۔

یہ آیت شریف حضور نبی کریم ﷺ کی نعت کا گلدستہ ہے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ اس کے حبیب ﷺ کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑے۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی بیویوں کی مرضی چاہتے ہیں اور ازواج مطہرات کی خوشنودی کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ﴿ **تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِك** ﴾ سے یہ بات ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے افعال غلطی کے شائبہ سے بالاتر ہیں اور ہم حضور ﷺ کے کسی فعل کو خطاء یا غلطی کی طرف منسوب نہیں کرسکتے۔ جب حضور ﷺ ان پاک بیبیوں کی خوشنودی چاہتے ہیں تو یہ امر بھی ان کی فضیلت پر ایک روشن دلیل ہے اور فی الواقع یہ چیز زوجین کے مابین حسن معاشرت کی جان ہے اور امت کے لئے اسوہ حسنہ۔

﴿ **اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا** ﴾

(الاحزاب/۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے دور کردے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک وصاف کردے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ اور آپ کی اولاد پاک کی شان رفیع میں یہ آیت تطہیر نازل فرمایا۔ اس آیت کریمہ سے ماقبل کی آیات میں اول سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ہیں اس لئے اہل البیت کے لفظ کا خطاب بھی انھیں کے لئے ہے۔ اس کی تائید عرف عام سے بھی ہوتی ہے کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی ہی کو کہا جاتا ہے اہل البیت گھر والی کا ترجمہ ہے اس لفظ کو وسعت دے کر ہم گھر والوں کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں بیوی کے علاوہ بچوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔ غرض نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت علی مرتضیٰ، حضرات حسنین کریمین (امام حسن وامام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات واحادیث کے جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی مذہب ہے علمائے اہلسنت کا۔

آیت تطہیر (پاکی کی آیت) میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج مطہرات رسول ﷺ کے اہل بیت ہیں اس واسطے ازواج کے ساتھ مطہرات استعمال کیا جاتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں نازل ہوئی جب کہ میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ **الست من اھل البیت** یارسول اللہ ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا **انك الیٰ خیرانت من ازواج النبی** (ﷺ) یقیناً آپ بھلائی پر اور نبی کے ازواج میں سے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ گھر میں رسول

کریم ﷺ کے علاوہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے تو سید عالم ﷺ نے سب کے اوپر چادر ڈال دی اور فرمایا **اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیر**۔اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے رجس (نجاست، گندگی) کو دور فرما اور انھیں خوب پاک فرما (تفسیر خازن)

جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ اہل بیت سے ازواج رسول اور اولاد رسول مراد ہے یعنی تمام امہات المؤمنین، مولا علی، سیدہ فاطمہ الزہراء، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (شرف المؤید۔:امام یوسف نبھانی علیہ الرحمہ)

اللہ تعالیٰ نے جب اہل بیت سے رجس و ناپاکی دور کرنے اور انھیں خوب ستھرا کرنے کا ارداہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ اس نے اپنا ارادہ پورا فرما کر انھیں طہارت کا اعلیٰ و کامل درجہ نصیب فرمادیا۔ اور یہ بہت بڑا شرف ہے اور یہی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان رفیع کا مقتضی ہے۔ سرورکونین ﷺ کا ارشاد ہے: **انا واھل بیتی مطھرون من الذنوب** (روح المعانی) میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

﴿**وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا**﴾ (الاحزاب/۳۴) (اے ازواج رسول) یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں بے شک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا، ہر بات سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور ﷺ کے گھروں کو ازواج مطہرات کے گھر فرمایا اور یہ بات اپنے اندر ایک عظیم شان رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے گھروں کو مہبط وحی الٰہی اور حکمت ربانی کا گھوارہ قرار دیا

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مکان کی عزت وتکریم مکین سے ہوتی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی الگ مستقل مکان ازواج مطہرات کے ان حجروں کے علاوہ تو تھانہیں تو یہاں ﴿ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ (تمہارے گھر اے ازواج النبی) لاکر یہ بات بھی مسلمانوں کو بتائی گئی کہ زوجین کریمین میں کمال اتحاد و یگانگت موجود ہے ان میں سے کسی کو حضور ﷺ کے دامن کرم سے علحدہ کرنا ایمان وغیرت ایمان کے منافی ہے اب ازواج مطہرات کے لئے خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ انھیں بارگاہ الٰہی میں کس قدر عزت وحرمت کا مقام حاصل ہے پھر جب نزول وحی ان کے گھروں میں ہوتی ہے تو ازواج مطہرات سے بڑھ کر علوم ومعارف قرآنیہ اور حقائق ودقائق شرعیہ کا حامل ان سے بڑھ کر عورتوں میں اور کون ہوسکتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی ان پاکباز ماؤں کی تعظیم وتکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

ازواج مطہرات جنتی ہیں :

امام طبرانی اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **سالت ربی ان لاتنزوج الی احد من امتی ولا یتزوج الی احد من امتی الا کان معی فی الجنة فاعطانی ذالک** (صواعق محرقہ) میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس سے نکاح کروں اور جو میری امت میں سے مجھ سے شادی کرے وہ میرے ساتھ جنت میں ہو تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمالی ہے۔

شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میں اہل جنت کے سوا کسی سے نکاح نہ کروں اور اہل جنت ہی میں میری شادی ہو (صواعق محرقہ)

ان احادیث کی روشنی میں جو بات کھل کر سامنے آئی وہ یہ ہے کہ تمام ازواج رسول امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن جنتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ایک ام المؤمنین کا رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنا منشاء خداوندی کے مطابق تھا۔

دنیا کا سب سے بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو اپنی عظیم ترین ماؤں کے بارے میں اپنی ناپاک زبان دراز کرے۔ مومنین کی ان مقدس ترین ماؤں کا انکار کرنا یا ان کی شان عالی مرتبت میں بکواس کرنا دراصل اس بات کا ثبوت پیش کرنا ہے کہ مومنین کی بلند مرتبہ ماؤں سے ان کا کوئی ایمانی رشتہ نہیں ہے۔ مومن، مسلمان، صاحب ایمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو اپنی ماں جانتا ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ سے بدباطنوں کا قلبی نہ سہی رسمی تعلق بھی ہوتا تو امہات المومنین کی شان میں بکواس نہ کرتے تھے۔

اے اللہ! ہمیں ان پاک ماؤں کی عظمت کے طفیل بخش دے اور ہمیں دین اسلام پر قائم رکھ۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ **اللھم صل علی محمد وازواجہٖ وذُرّیاتہٖ کما صلیت علی آل ابراھیم بارك علیٰ محمد وازواجہٖ وذُرّیاتہٖ کما بارکت علیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔**

قصر شیعیت کی بنیادوں کو ڈھانے والی کتاب

حضور ﷺ کی صاحبزادیاں

حضور نبی کریم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں بکواس کرنا اور تہمت لگانا ان بدمذہبوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ روافض قطعاً محبان اہلبیت نہیں ہیں بلکہ وہ گستاخانِ اہلبیت ہیں۔ بدمذہب روافض کا باطل عقیدہ (تحریف قرآن) یہ ہے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں بلکہ منہ بولی اور صرف منسوب صاحبزادیاں ہیں۔ روافض صرف سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کو حضور نبی کریم ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی مانتے ہیں۔ اس کتاب میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں مدلل و منہ توڑ جواب دیا گیا ہے۔

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی تعداد گیارہ تک پہونچتی ہے ان کے نام یہ ہیں :

(۱) حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۴) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۶) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۸) حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۹) حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۰) حضرت صفیہ بنت حُیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۱) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تو حضور ﷺ کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نو بیویاں حضور ﷺ کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں ۔

ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریف النفس معزز، عقلمند خاتون تھیں ۔ نسب میں اعلیٰ شرافت میں ارفع مال و دولت میں سب سے زیادہ کامیاب اور متمول تاجرہ کے ساتھ ساتھ مکارم اخلاق کا پیکر جمیل تھیں ۔ عفت و پاک دامنی کے باعث آپ کا لقب زمانہ جاہلیت (قبل اسلام) میں بھی طاہرہ تھا رحم دلی' غریب پروری اور سخاوت آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں ۔ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بن اسد عرب کے مشہور تاجر اور قریش میں معزز و نامور سردار تھے ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا ان کا سلسلہ نسب بھی حضور ﷺ کے ساتھ لوی میں شامل ہو جاتا ہے سید عالم ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دو مرتبہ شادی ہو چکی تھی اور آپ کے دونوں شوہر فوت ہو گئے تھے ۔

پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ جس کا نام مالک تھا۔ ابو ہالہ بن ذرارہ تمیمی سے آپ کے تین لڑکے پیدا ہوئے ہالہ' طاہر اور ہند (رحمتہ للعالمین جلد دوم)

یہ تینوں بھائی صحابی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ابو ہالہ کی وفات کے بعد آپ کا عقد عتیق بن عائذ سے ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند ہے (خیال رہے کہ ہند ایسا نام ہے جو مرد اور عورت دونوں کے لئے رکھا جاتا ہے) حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسرے شوہر عتیق بن عائذ کی وفات کے بعد قریش کے کئی سرداروں نے آپ سے نکاح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپ نے تمام درخواستوں کو مسترد فرما دیا اور بیوہ رہتے ہوئے زندگی گذارنے کو ترجیح دی ۔ آپ کے والد بھی فوت ہو چکے تھے ان کا بہت بڑا تجارتی کاروبار تھا اور وہ اپنا سامان اپنے

ملازموں اور دوسرے لوگوں کو دے کر شام اور یمن کے بازاروں میں بھیجا کرتی تھیں ہمارے رسول پاک ﷺ نے روز مرہ کی زندگی میں بھی اور کاروبار میں بھی اپنی سچائی ایمانداری دیانت داری' اور انصاف پسندی کا ایسا ثبوت دیا کہ قریش کا بچہ بچہ آپ کی تعریف کرنے لگا اور سب لوگ آپ کو صادق (سچا) اور امین (امانت دار) کہہ کر پکارنے لگے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر شریف تقریباً پچیس سال کی ہوئی تو آپ کی امانت وصداقت کا چرچا دور تک پہنچ چکا تھا حضرت خدیجہ الکبریٰ کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار آدمی مل جائے تو اس کے ساتھ اپنی تجارت کا سامان و مال ملک شام بھیجیں۔ چنانچہ ان کی نظر انتخاب نے اس کام کے لئے حضور ﷺ کو منتخب کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کی امانت و دیانتداری کی بناء پر آپ کو اس کا دوگنا دوں گی۔ حضور ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمالی اور تجارت کا مال وسامان لے کر ملک شام روانہ ہوگئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ایک بااعتماد غلام 'میسرہ' کو بھی آپ کے ساتھ روانہ کر دیا تاکہ وہ آپ کی خدمت کرتا رہے جب آپ ملک شام کے شہر بصریٰ کے بازار پہنچے تو وہاں 'نسطورا' راہب کی خانقاہ کے قریب میں ٹھہرے۔ 'نسطورا' میسرہ کو بہت پہلے سے جانتا تھا حضور ﷺ کی صورت دیکھتے ہی نسطورا' میسرہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے میسرہ یہ کون شخص ہے جو اس درخت کے نیچے تشریف فرما ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں اور خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کا نام 'محمد ﷺ' اور لقب 'امین' ہے۔ نسطورا نے کہا کہ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے آج تک کبھی کوئی نہیں اترا۔ اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ نبی آخرالزماں یہی ہیں

کیونکہ آخری نبی کی تمام نشانیاں جو میں نے توریت وانجیل میں پڑھی ہیں وہ سب ان میں دیکھ رہا ہوں۔ کاش میں اس وقت زندہ رہتا جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے تو میں ان کی بھرپور مدد کرتا اور پوری جانثاری کے ساتھ ان کی خدمت گزاری میں اپنی تمام عمر گزار دیتا۔ (مدارج النبوۃ)

نسطورا راہب، حضور ﷺ کے قریب ہوگیا اور آپ ﷺ کے سر مبارک و قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور کہا:

امنت بك واشهد انك الذى ذكره الله تعالىٰ فى التورٰة فلما راى الخاتم قبله وقال اشهد انك رسول الله النبى الامى الذى مبشربك عيسىٰ ۔

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے پھر جب اس نے مہر نبوت کو دیکھا تو چوم لیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں نبی امی ہیں جس کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے (بحوالہ: خاتم النبین، امام محمد ابوزہرہ، ضیاء النبی جلد دوم علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری)

میسرہ نے جب راہب نسطورا کی یہ بات سنی تو حیران رہ گیا۔ راستہ میں اس نے یہ ایمان پرور منظر تو دیکھا تھا کہ جب بھی دھوپ تیز ہوجاتی تھی تو دو فرشتے حضور ﷺ پر سایہ کردیتے تھے۔ نسطورا نے میسرہ سے کہا۔ اے میسرہ میں تم کو نصیحت اور وصیت کرتا ہوں خبردار۔ ایک لمحہ کے لئے بھی تم ان سے جدا نہ ہونا اور انتہائی خلوص وعقیدت کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم النبین ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے۔

حضور ﷺ بصریٰ کے بازار میں بہت جلد تجارت کا مال فروخت کرکے مکہ مکرمہ واپس آگئے واپسی میں جب آپ کا قافلہ شہر مکہ میں داخل ہونے لگا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

بیٹھی ہوئی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ جب ان کی نظر حضور ﷺ پر پڑی تو انھیں ایسا نظر آیا کہ دو فرشتے آپ کے سر پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب پر اس نورانی منظر کا ایک خاص اثر ہوا۔اور وہ فرط عقیدت سے انتہائی والہانہ محبت کے ساتھ یہ حسین جلوہ دیکھتی رہیں پھر اپنے غلام میسرہ سے انھوں نے کئی دن کے بعد اس کا ذکر کیا۔میسرہ نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں یہی منظر دیکھتا رہا ہوں۔اس کے علاوہ میں نے بہت سی عجیب وغریب باتوں کا مشاہدہ کیا ہے پھر میسرہ نے نسطورا راہب کی گفتگو اور اس کی عقیدت ومحبت کا تذکرہ بھی کیا۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ سے بے پناہ قلبی تعلق اور بے حد عقیدت ومحبت ہوگئی اور یہاں تک کہ ان کا دل جھک گیا کہ انھیں آپ سے نکاح کی رغبت ہوگئی (مدارج النبوۃ)

حضرت خدیجہ لکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمانی آفتاب ان کے گھر اُتر آیا ہے اور اس کا نور ان کے گھر سے پھیل رہا ہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں ہے جو اس نور سے روشن نہ ہوا ہو۔ جب بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔انھوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ نبی آخر الزماں تم سے نکاح کریں گے (مدارج النبوۃ)

نکاح :

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دومرتبہ شادی ہوچکی تھی اور آپ کے دونوں شوہر فوت ہوگئے تھے ان کی عمر چالیس سال ہوچکی تھی بڑے بڑے سرداران قریش امراء اور روساء ان کے ساتھ عقد نکاح کے خواہش مند تھے لیکن انھوں نے سب پیغاموں کو ٹھکرا دیا۔اور وہ یہ طے کر چکی تھیں کہ اب چالیس سال کی عمر میں تیسرا

نکاح نہیں کروں گی لیکن سرورعالم ﷺ کے ظاہری اور باطنی کمالات پیغمبرانہ اخلاق وعادات کو دیکھ کراور آپ کے حیرت انگیز حالات سن کر یہاں تک ان کا دل آپ کی طرف مائل ہوگیا کہ خود بخود ان کے قلب میں آپ سے نکاح کی رغبت پیدا ہوگئی اور دوراندیش خاتون کی طرح فیصلہ کیا۔ کتب سیر میں ہے کہ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ کے ذریعہ خود ہی حضور ﷺ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔مشہور امام سیرت محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اس رشتہ کو پسند کرنے کی جو وجہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور ﷺ سے بیان کی ہے وہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے **انی قد رغبت فیك لحسن خلقك وصدق حدیثك** ۔یعنی میں نے آپ کے اچھے اخلاق اور آپ کی سچائی کی وجہ سے آپ کو پسند کیا (زرقانی علی المواہب)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی، حضور ﷺ تشریف لے گئے ۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ادب واحترام کے ساتھ اپنی خواہش کا اظہار کیا تو حضور ﷺ نے قبول کرلیا۔ اس باہمی رضامندی کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اب آپ اپنے چچا کے پاس تشریف لے جائیں اور ہمارے ہاں بھیجیں ۔ ابوطالب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ آپ میرے چچا عمرو بن اسد کے ہاں جائیں اور اپنے بھتیجے کے لئے میرا رشتہ طلب کریں۔ ابوطالب نے اس بات پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس طرح دونوں خاندانوں کے بڑے بزرگوں کی منظوری سے نکاح کے لئے تاریخ مقرر ہوئی۔ حضور ﷺ اپنے چچاؤں

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طالب اور خاندان کے دوسرے افراد، شرفاء بنی ہاشم، سرداران مضر کو اپنی برأت میں لے کر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور نکاح ہوا۔ حضور ﷺ کی پچیس سال اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل بنے۔

ابو طالب نے حضور ﷺ کی طرف سے وکالت کا فریضہ انجام دیا اس وقت نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ نکاح پڑھا۔ اس خطبہ سے بہت اچھی طرح اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے آپ کے خاندانی بڑے بوڑھوں کا آپ کے متعلق کیا خیال تھا اور آپ کے اخلاق و عادات نے ان لوگوں پر کیسا اثر ڈالا تھا۔

ابو طالب نے خطبہ پڑھا وہ مندرجہ ذیل ہے: **الحمدلله الذی جعلنا من ذریة ابرهیم وزرع اسماعیل وضئضئ معد وعنصر مضر، وجعلنا حضنه بینه وسواس حرمه وجعل لنا بیتاً محجوجا وحرمًا اٰمنًا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان ابن اخی هذا محمد ابن عبدالله (ﷺ) لایوزن برجل الا رجح به وان کان فی المال قلًا وان المال ظل زائل وامرٌ حائلٌ ومحمد (ﷺ) من قد عرفتم قرابته، وقد خطب خدیجه بنت خویلد۔ وقد بذل لها من الصداق مااٰجله وعاجله اثنتا عشرة اوقیه ذهبا ونشا وهو والله بعد هذا له، نبأٌ عظیمٌ وخطر جلیلٌ ۔**

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے معد کی نسل سے اور مضر کے اصل سے پیدا فرمایا۔ نیز ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا ہمیں ایک ایسا

گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اُس کا دنیا کے جس بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا اُس کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ ہے اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد (ﷺ) جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس نے خدیجہ بنت خویلد کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے۔ اور بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت بلند ہوگی۔ اس کی قدر و منزلت بہت جلیل ہوگی (بحوالہ: خاتم النبیین: امام محمد ابو زہرہ)

ابو طالب کے اس خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے جو حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے اور جوابی خطبہ دیا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ان عزتوں اور انعامات سے نوازا۔ جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمیں وہ فضیلتیں بخشیں جن کو آپ نے بیان کیا ہے۔ پس ہم سارے عرب کے سردار اور راہبر ہیں۔ اور تم بھی ان صفات سے متصف ہو۔ قبیلہ کا کوئی فرد ان کا انکار نہیں کرتا اور کوئی شخص تمہاری فضیلت کو رد نہیں کرتا۔ ہم اپنا تعلق تم سے استوار کرنے میں بڑا اشتیاق رکھتے ہیں۔ اے خاندان قریش کے سردار! گواہ رہو۔ میں نے خدیجہؓ دختر خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے۔

ابو طالب گویا ہوئے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کار خیر میں اے ورقہؓ، خدیجہ کے چچا بھی شریک ہوں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بولے۔

اشھدوا یا معاشر قریش انی قدانکحت محمدبن عبدالله (ﷺ) خدیجه بنت خویلد وشهد علیٰ ذلك صنادید قریش ۔

اے قبائل قریش ! گواہ رہنا میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے ساتھ کر دیا ہے اور اس پر قریش کے سردار گواہ مقرر ہوئے ہیں۔

ہادی انس و جان ﷺ کی یہ پہلی شادی مبارک تھی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اس اہتمام اور شان وشوکت کے ساتھ انجام پذیر ہوئی اور قیامت تک امت کے لئے ان گنت خیرات و برکات کا سرچشمہ بنی ۔اس وقت حضور ﷺ کا عنفوان شباب تھا۔عمر مبارک پچیس سال تھی اور سیدہ خدیجہ کی عمر چالیس سال اور اس سے پہلے وہ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔

اس طیبہ طاہرہ رفیقہ حیات کی آمد سے سرور عالم ﷺ کی حیات طیبہ میں ایک خوش آئند اور مسرت آگیں انقلاب رونما ہوا۔خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھرپور محبت اور شبانہ روز خدمت گزاری نے اس خلا کو بڑے سلیقہ سے پر کرنے کی سعی مشکور کی جو سیدہ آمنہ کے سایہ عاطفت کے اٹھ جانے سے حضور ﷺ بچپن سے ہی محسوس کرتے تھے ۔قبیلہ قریش کی اس معزز دانشمند اور دور اندیش خاتون کو حضرت عبدالمطلب کے جواں سال اور جواں بخت پوتے کے فضائل وشمائل نے ایسا گرویدہ کر دیا تھا کہ انہوں نے اپنا دل اپنی جان اور اپنا مال ومتاع سب کچھ ان کے قدموں پر نثار کر دیا تھا اور اس سودے پر وہ صرف خوش ہی نہ تھیں بلکہ نازاں تھیں اور شکر گزار تھیں کہ اس پیکر جمال وکمال نے انہیں اپنی چاکری میں قبول فرمایا ہے (ضیاء النبی جلد دوم ۔علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ عقد بڑا بابرکت ثابت ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریبا پچیس سال تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں۔ان کی زندگی میں حضور ﷺ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔اور حضور ﷺ کے ایک فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا باقی آپ کی تمام اولاد

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن نورانی سے پیدا ہوئی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی ساری دولت حضور ﷺ کے قدموں پر قربان کردی اور تمام عمر حضور ﷺ کی غمگساری اور خدمت میں نثار کردی۔ ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف سے حضور ﷺ کی مخالفت کا طوفان اٹھ رہا تھا ایسے کٹھن وقت میں صرف خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک ذات تھی جو رسول اللہ ﷺ کی مونس حیات بن کر تسکین خاطر کا باعث تھی۔ انھوں نے اتنے خوفناک اوقات میں جس استقلال اور استقامت کے ساتھ خطرات ومصائب کا مقابلہ کیا اور جس طرح تن من دھن سے بارگاہ نبوت میں اپنی قربانی پیش کی اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات میں ان کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے چنانچہ علامہ ولی الدین عراقی کا بیان ہے کہ ' قول صحیح اور مذہب مختار یہی ہے کہ امہات المؤمنین میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ افضل ہیں'۔

اعلان نبوت اور دعوت اسلام :

حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ کی ذات اقدس میں ایک انقلاب رونما ہوگیا اور آپ خلوت پسند ہوگئے دن رات خالق کائنات کی عبادت اور اپنی قوم کے بگڑے ہوئے حالات کے سدھار اور اس کی تدبیروں کے سوچ بچار میں مصروف رہنے لگے۔ ان دنوں حضور ﷺ کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے آپ کا ہر خواب اتنا سچا ہوتا کہ خواب میں جو کچھ دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی طرح روشن ہو کر ظاہر ہو جایا کرتی تھی۔ (بخاری شریف)

مکہ مکرمہ میں جبل نور پہاڑ کے اوپر ایک غار ہے جس کو غار حراء کہتے ہیں آپ اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر اس غار کے پرسکون ماحول کے اندر اللہ تعالیٰ

کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو کبھی خود گھر پر آ کر لے جاتے اور کبھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پانی غار میں پہنچا دیا کرتی تھیں۔آج بھی یہ نورانی غار اپنی اصل حالت میں موجود اور زیارت گاہ خلائق ہے۔

ایک دن آپ غار حرا کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا (یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے رسولوں تک پہنچاتے رہے ہیں) اس عظیم المرتبت فرشتے نے کہا کہ ﴿اِقْـرَأ﴾ 'پڑھیے' آپ نے فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ آپ سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر عرض کیا کہ پڑھیئے۔۔آپ نے پھر فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں۔۔تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور عرض کیا کہ ﴿اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّكَ الَّـذِیْ خَـلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ﴾ (سورۂ علق) (آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا' پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے' پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے' اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا) یہی سب سے پہلی وحی تھی جو آپ پر نازل ہوئی حضور ﷺ اپنے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غار میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا۔حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تسلی دی کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں خود کما کر مفلسوں اور محتاجوں کو عطا فرماتے ہیں۔مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق و انصاف کی خاطر سب کی

مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں حضرت ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو' موحد' تھے اور اہل مکہ کے شرک و بت پرستی سے بیزار تھے بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ بھائی جان آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیے۔ حضرت ورقہ بن نوفل نے کہا کہ بتائیے آپ نے کیا دیکھا ہے حضور ﷺ نے غار حراء کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔ یہ سن کر حضرت ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ کاش! میں آپ کے اعلان نبوت کے زمانے میں تندرست جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا حضرت جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی۔ کچھ دنوں بعد آپ ﷺ پر سورہ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور رب تعالیٰ کا فرمان اتر پڑا کہ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾ (المدثر) اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو (کنزالایمان)

ان آیات کے نزول کے بعد حضور ﷺ کو خداوند قدوس نے دعوت اسلام کے منصب پر مامور فرما دیا اور آپ خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغ اسلام کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبول اسلام:

تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ **خدیجہ اول خلق اللہ اسلم باجماع المسلمین لم یتقدمها رجل ولا امراۃ۔** یعنی اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب

سے پہلے ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام لائیں ۔مسلمانوں کا اس پراجماع ہے کہ کوئی مرد اور کوئی عورت آپ سے پہلے اسلام نہیں لایا۔ (الکامل ابن اثیر)

علامہ ابن ہشام اپنی سیرت میں رقمطراز ہیں۔

وآمنت بہٖ خدیجہ بنت خویلد وصدقت بماجاء ہٗ من اللہ ووازرتہ علیٰ امرہٖ وکانت اول من آمن باللہ وبرسولہٖ صدقت بما جاء منہ وخفف اللہ بذٰلک عن نبیہ ﷺ لایسمع شیئا مما یکرھہٗ من رد علیہ وتکذیب لہٗ فیحزنہٗ ذالک الا فرّج اللہ عنہ بھا اذا رجع الیھا تثبتہٗ وتخفف علیہ وتصد قہ وتھون علیہ امر الناس رحمھااللہ تعالیٰ ۔ نبی کریم ﷺ پر حضرت خدیجہ بنت خویلد ایمان لے آئیں۔حضور کی تصدیق کی اوررسالت کی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں حضور ﷺ کی ڈھارس بندھائی۔آپ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ پرایمان لے آئیں۔حضور ﷺ کی تصدیق کی۔اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعہ اپنے محبوب نبی کے بوجھ کو ہلکا کیا۔ جب مخالفین حضور ﷺ کے ساتھ تلخ کلامی کرتے یا جھٹلاتے تو حضور ﷺ کو بہت دکھ ہوتا لیکن حضور ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو ام المؤمنین ایسی گفتگو کرتیں کہ غم واندوہ کے بادل چھٹ جاتے، وہ حضور کو ثابت قدمی پرابھارتیں، اس غم کو ہلکا کرتیں، حضور ﷺ کی تصدیق کرتیں۔اس طرح لوگوں کی مخالفتوں کے باعث دل کو جوملال اوررنج پہنچتا اس کاازالہ کردیتیں۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پررحمتیں ہوں۔ (السیرۃ النبویہ ابن ہشام)

ایمان لانے میں سب سے سبقت لے جانے اور ہر مرحلہ پر نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی اورحوصلہ افزائی کرتے رہنے کا صلہ بارگاہ الٰہی سے ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سرورانبیاء کے پاس بھیجا۔

جب حضور ﷺ غار حراء میں تشریف فرما تھے انہوں نے آ کر عرض کی: **اقرا علیها السلام من ربها ومنی وبشرها ببیت فی الجنة من قصب لاصخب فیه ولانصب فقالت هوالسلام ومنه السلام وعلیٰ جبرئیل السلام وعلیك یارسول الله السلام ورحمة الله وبرکاته** یارسول اللہ! اپنے رب کی طرف سے اور میری طرف سے حضرت خدیجہ کو سلام پہنچائیے اور انہیں خوشخبری دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں موتیوں کا بنا ہوا ایک محل مخصوص کیا ہے جس میں کوئی شور نہیں ہوگا اور نہ کوئی کوفت۔ حضرت ام المؤمنین نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے ساری سلامتیاں اسی سے ہیں۔ جبرئیل پر سلام ہو۔ اور یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو نیز اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔ (السیرۃ النبویہ: احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ)

اس جواب میں بارگاہ صمدیت کے آداب کا جس طرح خیال رکھا گیا ہے اس سے جہاں آپ کی عقلمندی اور دانشمندی کا پتہ چلتا ہے اس طرح آپ کی ایمانی قوت اور یقین کی نور افشانیاں بھی نمایاں ہو رہی ہیں (ضیاء النبی جلد دوم۔ علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری)

رسول اللہ ﷺ کی اولادِ کرام

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں دیں۔ ان سب کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ کے پہلے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور انتقال بھی فرما گئے دو سال زندہ رہے حضور ﷺ کی کنیت 'ابوالقاسم' آپ ہی کے نام پر ہے۔

(۲) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں اعلان نبوت سے دس سال پہلے جب حضور ﷺ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی پیدا ہوئیں ۸ ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں یہ سب سے چھوٹے ہیں اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں انتقال فرما گئے۔ طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں۔

(۴) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا : حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت سے سات سال پہلے جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ سال تھی مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں ۲ ھ میں ۲۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(۵) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئیں ۹ ھ میں ۲۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(٦) حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ النساء فاطمہ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبوت کے پہلے سال میں پیدا ہوئیں جب کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ ھ کو سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

بھی ایک فرزند دیا ہے ان کا نام حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ بہت ہی چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔ حضور ﷺ کی سب سے آخری اولاد ہیں۔

(حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد کرام کی سوانح حیات میں ہم نے ایک مستقل رسالہ 'رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں' لکھا ہے جس میں تفصیلی حالات جمع کئے گئے ہیں)

آخری آرزو :

کتاب 'مبکیات' میں امام وقار رحمتہ اللہ علیہ سے مذکور ہے کہ جب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ دیر میرے سامنے تشریف رکھیں تا کہ میں آپ کا آخری دیدار کرلوں اور آپ کے دیدار کے ذوق سے توشہء آخرت تیار کرلوں۔

حضور ﷺ اُن کے سامنے بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی زندگی آپ کی خدمت اقدس میں بسر کی ہے اور اب قاصد اجل آنے والا ہے اور میں جارہی ہوں۔ میں التماس کرتی ہوں کہ قیامت میں مجھے آپ اپنے ساتھ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں میری بات کرتے ہوئے میری بخشش کی درخواست کرنا اور اس مشکل وقت میں میری سفارش وشفاعت فرمانا' علاوہ ازیں اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہوتو معاف فرما دینا۔ نیز یہ کہ میری فاطمہ چھوٹی ہے اور بغیر ماں کے رہ جائے گی اس پر دست رافت اور نگاہ شفقت رکھنا اس کے ساتھ ہی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ایک بڑی بات کہنا چاہتی ہوں مگر آپ کے سامنے عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ میں وہ بات فاطمہ کو بتا دیتی ہوں وہ آپ کی خدمت میں پیش کردے گی۔حضور ﷺ آنسو بہاتے ہوئے ان

کے سرہانے سے اٹھ کھڑے ہوئے اورسیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندر آ کر اپنی والدہ کے سامنے بیٹھ گئیں ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھیں فرمایا، بیٹی اپنے والدگرامی کی خدمت میں عرض کروکہ میری ماں کی خواہش ہے کہ آپ اپنی چادر مبارک جونزول وحی کے وقت زیب بدن شریف فرمایا کرتے ہیں میرے کفن کے لئے عطا فرمادیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ پر رحمت فرمائے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی والدہ محترمہ کا پیغام آپ کی خدمت میں عرض کردیا۔حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چادر مبارک عطا فرمادی اورفرمایا بیٹی یہ چادر اپنی ماں کو دکھادو تاکہ وہ خوش ہوجائیں۔

بہشتی کفن :

اس اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا یا محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آپ کوسلام بھیجا ہےاورفرمایا ہے کہ اپنی چادر مبارک سنبھال لیں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے اپنا سب کچھ اپنے راستے پر فدا کردیا ہے۔اس لئے ان کا کفن ہمارے ذمہ ہے ہم اسے اپنے کرم کی پوشاک عطا کریں گے اوراس کے لئے جنت سے پاکیزہ کفن بھیجتے ہیں اگر یہ روایت صحت کوپہنچتی ہے تو جنت کا کفن حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیتوں میں سے ہوگا (روضۃ الشہداء ملاحسین واعظ کاشفی)

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات:

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رحلت کے وقت حضور ﷺ ان کے حجرہ پاک میں تشریف لائے تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت میں شدت مرض کی شکایت پیش کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آپ نے اشکبار آنکھوں سے ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہوئے فرمایا۔ اے خدیجہ جنت آپ کی زیارت کی مشتاق ہے۔ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے موت کی فکر نہیں۔ میں تو آپ کی صحبت سے مفارقت کی وجہ سے روتی اور حسرت زدہ ہوں (روضۃ الشہداء)

حضور اقدس ﷺ کے قلب مبارک پر ابھی چچا ابو طالب کے انتقال کا زخم تازہ ہی تھا کہ ابو طالب کی وفات کے تین دن یا پانچ دن کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ مکہ میں سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمت عالم ﷺ کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کیا وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی تھی جس وقت دنیا میں کوئی آپ کا مخلص مشیر اور غم خوار نہیں تھا حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں کہ ہر پریشانی کے موقع پر پوری جانثاری کے ساتھ آپ کی غمخواری اور دلداری کرتی رہتی تھیں اس لئے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے آپ ﷺ کے قلب نازک پر اتنا عظیم صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام عام الحزن، غم کا سال رکھ دیا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ نکاح کے بعد پچیس سال تک زندہ رہیں اور ہجرت سے تین

سال پہلے رمضان ۱۰ نبوی میں وفات پائی بوقت وفات پنیسٹھ ۶۵ سال کی عمر تھی مقام حجون (قبرستان جنت المعلیٰ) میں مدفون ہوئیں ۔حضور ﷺ نے بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کی نعش مبارک کو زمین کے سپرد فرمایا (زرقانی) اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے ان کی نماز نہیں پڑھی گئی ۔

فضائل ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: **خیر نسائها مریم بنت عمران وخیر نسائها خدیجه بنت خویلد** (بخاری مسلم) تمام عورتوں سے مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد افضل ہیں ۔یعنی ہر ایک اپنے زمانہ میں سب عورتوں سے افضل ہے اب تا قیامت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں ۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی وفا شعار خدمت گزار زوجہ محترمہ کی پرخلوص خدمات کو شرف قبولیت سے نوازا اور اپنی نوید رحمت سے ایک روز جبرئیل امین علیہ السلام کو اپنے پیارے رسول ﷺ کے پاس بھیجا ۔اس سلسلہ میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ درج ذیل ہے ۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال اتٰی جبرئیل الی رسول الله ﷺ وقال یارسول الله هذه خدیجه قد اتت باناء فیه ادام...فاذا هی اتتک فاقرا علیها السلام من ربها ومنی وبشرها ببیت فی الجنة من قصب لاضحب فیه ولا نصب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک

روز حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ خدیجہ ہیں جو ایک برتن لے کر ابھی حاضر ہونا چاہتی ہیں اس برتن میں سالن ہے جب وہ حاضر خدمت ہوں تو ان کو ان کے رب کریم کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچایئے اور انہیں یہ مژدہ سنایئے کہ اللہ تعالیٰ نے موتیوں سے بنا ہوا ایک محل جنت میں ان کو عطا فرمایا ہے جس میں نہ کسی قسم کا شور ہوگا اور نہ پریشانی۔ (صحیح بخاری)

وعن عائشة قالت ماغرت علىٰ احد من نساء النبی ﷺ ماغرت علىٰ خديجة وما رائيتها ولٰكن كان يكثر ذكرها وربما ذبح الشاة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها فی صدائق خديجه فربما قلت له كانه لم تكن فی الدنيا امرلة الا خديجة فيقول انها كانت وكانت وكان لی منها ولد (بخاری مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنا رشک نہ کیا جتنا خدیجہ پر رشک کیا' حالانکہ میں نے انھیں دیکھا نہ تھا لیکن حضور ﷺ ان کا بہت ذکر کرتے تھے۔ جب بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی حضور ﷺ سے عرض کرتی گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھیں ! تو آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے تین سال پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبوبیت دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور ﷺ کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور ﷺ میری وفات کے بعد اس طرح تعریفیں فرماتے جیسے ان کی فرماتے ہیں۔

مسئلہ: دینی امور میں رشک جائز ہے خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی بڑی ہی محبوبہ زوجہ ہیں آپ کی محبوبیت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبوبیت سے کسی طرح کم نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ سارے نکاح ان کی وفات کے بعد کئے۔ حضور ﷺ کی ساری حقیقی اولاد (حضرت قاسم، سیدہ زینب، حضرت عبداللہ، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم) حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے سوائے حضرت ابراہیم کے وہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے ہیں۔ حضور ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری ملیں اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کنوارے ملے۔ آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں۔

حضور ﷺ اکثر خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے بکری ذبح فرماتے انھیں ثواب پہونچانے کے لئے اور اس کا گوشت ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ میت کو صدقہ وخیرات کا ثواب بخشنا سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ میت کے نام کا کھانا اس کے پیارے دوستوں کو دینا بہتر ہے اس سے میت کو دوہری خوشی ہوتی ہے ایک ثواب پہنچنے کی دوسرے اس کے دوستوں پیاروں کی امداد ہونے کی۔ چوتھے یہ کہ میت کو دنیا کے حالات کی خبر رہتی ہے تب ہی تو وہ اپنے پیاروں پر صدقہ کرنے سے خوش ہوتی ہے۔

اس حدیث میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہت سے صفات کی طرف اشارہ ملتا ہے یعنی وہ بہت روزہ دار تہجد گزار میری بڑی خدمت گزار، میری

تنہائی کی مونس، میری غمگسار، غار حراء کے چلنے میں میری مددگار تھیں اور میری ساری اولاد انھیں سے ہے وہ فاطمہ زہرہ کی ماں ہیں قیامت تک کے سیدوں کی نانی ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شمار کیا ہے۔

عن انس ان النبی ﷺ قال حسبك من نسآء العالمين مريم بنت عمران وخديجه بنت خويلد وفاطمته بنت محمد واٰسيه امراة فرعون -- رواه الترمذی ۔ راویت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام جہاں والی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کافی ہیں ۔(ترمذی)

مرد تو بہت کامل ہوئے مگر عورتوں میں یہ چار بے حد کامل اور سب سے افضل ہوئیں ۔

مسند میں امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کرتے تو کثرت سے ان کی مدح وثناء فرماتے مجھے ایک روز بڑی غیرت آئی میں نے عرض کی حضور ﷺ آپ کیوں اس خاتون کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں ۔جس کے دونوں ہونٹوں کے گوشے سرخ تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں حضور کو ہر لحاظ سے بہتر بیویاں عطا فرمائی ہیں ۔حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اس سے بہتر اللہ تعالیٰ نے مجھے کوئی اور بیوی نہیں دی وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے میرا انکار کیا انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ انہوں نے اس وقت اپنے مال سے میری دلجوئی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد عطا فرمائی جب کہ دوسری بیویوں کو اولاد سے محروم رکھا (زرقانی)

یہ خیال رہے کہ یہ ارشاد حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جب کہ ام المؤمنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم نبوت میں داخل نہیں ہوئی تھیں اور نہ ابھی ان کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے (ضیاء النبی)

امام طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا۔ اس حدیث کو امام سہیل نے بھی نقل فرمایا ہے۔ (زرقانی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن (حضور ﷺ کی سالی) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ کو خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آیا۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا **اللھم ھالة بنت خویلد** ۔اے اللہ خویلد کی بیٹی ہالہ ۔**فخرت**۔ تو میں نے اس بات پر رشک کیا (مسلم شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار حسانہ مرینہ نبی کریم ﷺ سے ملنے آئی۔ حضور ﷺ نے نہایت مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے رہے کہ ہمارے بعد تمہارا کیا حال رہا، وہ چلی گئی تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی جس سے ایسی عنایت سے آپ ﷺ باتیں فرما رہے تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، خدیجہ کی سہیلی ہے اُسے خدیجہ کے ساتھ بہت محبت تھی (رحمتہ العالمین جلد ۲)

خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفا شعاری، جاں نثاری، دانش مندی اور فیاضی کا اعتراف صرف فرزندان اسلام کو ہی نہیں بلکہ اغیار بھی آپ کی ان صفات جلیلہ کے صدق دل سے معترف ہیں۔

'کونستانس جورجیو' اپنی کتاب میں آپ کی خدمت میں یوں ہدیہ عقیدت وتحسین پیش کرتا ہے:

جس روز نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے منصب نبوت پر فائز ہونے کی اطلاع دی آپ اسی روز ایمان لے آئیں اوراسی دن سے اپنی دولت اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے خرچ کرنا شروع کر دی اور تادم واپسیں بڑی فیاضی سے اس روش پر قائم رہیں جس روز آپ نے وفات پائی ان کے پاس کھجور کی گٹھلی میں سیاہ نشان کے برابر بھی سیم وزر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ مسلمانوں میں دوہستیاں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اپنی ساری دولت' دعوت اسلامیہ کی ترقی کے راہ میں خرچ کرڈالی۔ وہ دوہستیاں حضرت خدیجہ اورحضرت ابوبکرصدیق ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے یہ دونوں بڑے دولت مند تھے اور جب انہوں نے وفات پائی تو ان کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ (نظرۃ جدیدۃ جلداول-ضیاء النبی)

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام زمعہ بن قیس ہے آپ کا نسب حضور ﷺ کے نسب شریف سے 'لوی' میں مل جاتا ہے۔سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام شموس بنت عمرو ہے۔ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے اپنے چچازاد بھائی سکران کے نکاح میں تھیں یہ میاں بیوی دونوں ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اوران دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ جب مکہ آئے تو سکران بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہوگئیں ان کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا حضرت عبدالرحمٰن نے جنگ جلولاء میں (١٦ھ) میں شہادت پائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب دیکھا کہ حضور ﷺ پیدل چلتے ہوئے ان کی طرف تشریف لائے اوران کی گردن پر اپنا مقدس پاؤں رکھ دیا۔ جب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میں یقیناً عنقریب ہی مر جاؤں گا اور حضور ﷺ تم سے نکاح فرمائیں گے۔ اس کے بعد دوسری رات میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خواب دیکھا کہ ایک چاند ٹوٹ کر ان کے سینے پر گرا ہے صبح کو انھوں نے اس خواب کا بھی اپنے شوہر سے ذکر کیا تو ان کے شوہر حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونک کر کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میں اب بہت جلد فوت ہو جاؤں گا اور تم میرے بعد حضور ﷺ سے نکاح کرو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسی دن حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے اور چند دن کے بعد وفات پا گئے (زرقانی۔مدارج النبوت)

حضور اقدس ﷺ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد بہت زیادہ مغموم اور اداس رہا کرتے تھے کیونکہ گھربار اور بچوں کا انتظام خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے متعلق تھا یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیں تاکہ آپ کا خانہ معیشت آباد ہو جائے اور ایک وفادار اور خدمت گزار بیوی کی صحبت و رفاقت سے آپ کا غم مٹ جائے۔آپ نے ان کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمالیا۔

چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی اور نکاح ہو گیا اور یہ امہات المؤمنین

کے زمرے میں داخل ہوگئیں ۔ نکاح کے وقت حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پچاس سال تھی ۔حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ام المؤمنین کے درجہ پر فائز ہونے کا سبب اصل ان کا اوران کے خاندان کا قدیم الاسلام ہونا اور اسلام کے لئے ہجرت حبش کرنا تھا۔حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے نبوت کے دسویں سال میں ہوا۔حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی زندگی بھر حضور ﷺ کی زوجیت میں رہیں ۔اور انتہائی والہانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ آپ کی وفادار اورخدمت گزار رہیں ۔ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ عظیم خاتون ہیں جو جذبہ ایثار کی دولت سے مالا مال تھیں ۔سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کے غموں میں شریک ہوئیں ۔ یہ سرورعالم ﷺ پر جس دور میں ایمان لائیں وہ دور اہل ایمان کے لئے مصائب وشدائد کا دور تھا اس وقت اسلام میں داخل ہونا گویا مشکلات وآلام کی وادی میں قدم رکھنا تھا۔حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چودہ سال خدمت اقدس کا موقع ملا ۔

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بوڑھی ہوگئی تو آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہیں ایسا نہ ہوکہ سرورعالم ﷺ مجھے طلاق دے دیں اور میں شرف صحبت سے محروم ہوجاؤں اور یہ خدشہ آپ کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب حضور ﷺ کے طبعی میلان کی بناء پر پیدا ہوا چنانچہ آپ نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالی وقار میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگرآپ میری باری کا دن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دینا چاہیں تو آپ کواس کا مکمل اختیار ہے تو آقا ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ پیش کش قبول فرمالی (مسلم وبخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے کیونکہ حقوق کا ہبہ

درست ہے ۔لیکن بعد میں چاہے تو اس سے رجوع بھی کر سکتی ہے اسی طرح اپنا نفقہ مہر وغیرہ معاف کر سکتی ہے۔بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دینے کا ارادہ فرمایا تھا انھوں نے عرض کیا کہ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی زوجیت میں اٹھوں مجھے طلاق نہ دیں ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (روح المعانی)

حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ امتیازی حیثیت رکھتی تھیں چنانچہ امام احمد نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کہ یہ حج اسلام ہے جو گردن سے ساقط ہو گیا اس کے بعد تم بوریا کو غنیمت سمجھنا (یعنی گھر سے نہ نکلنا) حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد تمام ازواج مطہرات سوائے سودہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حج کو جایا کرتی تھیں اور وہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وصیت سننے کے بعد ہم چوپایہ پر سوار نہ ہوں گی ۔ (سیرت رسول عربی)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ہی فیاض اور سخی تھیں ۔ ایک مرتبہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا ان کی خدمت میں بھیجا۔آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم ہیں۔آپ نے فرمایا کہ بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔حدیث کی مشہور کتابوں میں ان کی روایت کی ہوئی پانچ حدیثیں مذکور ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری شریف میں بھی ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے شاگردوں میں بہت ہی ممتاز ہیں۔ام المؤمنین سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۷۲ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری دور خلافت میں ۵۴ ھ میں وفات پائی (زرقانی)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں ان کی ماں کا نام زینب ام رومان ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ مدارج النبوت میں ہے کہ سیدہ عائشہ نے حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کی کنیت مقرر فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی بہن اسماء بنت ابی بکر کے صاحبزادے سے اپنی کنیت رکھ لو یعنی عبداللہ بن زبیر سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک روایت میں آیا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کے منہ میں ڈالا اور سیدہ عائشہ سے فرمایا یہ عبداللہ ہیں اور تم ام عبداللہ (مدراج النبوت)

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی خواہش اور ترغیب پر حضور ﷺ نے ان کو نکاح کا پیغام دے کرام رومان (والدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیجا۔ ام رومان نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر آئے تو ان سے تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ عائشہ تو حضور ﷺ کے بھائی کی بیٹی ہے کیا یہ جائز ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں' یہ نکاح جائز ہے رشتہ کے حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی کی لڑکی سے نکاح درست نہیں' دینی بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خوالہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ نکاح کے لئے تشریف لے آئیں چنانچہ حضور کریم ﷺ تشریف لے گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ماہ شوال سنہ ۱۰ مکہ معظّمہ میں سیدہ عائشہ کا نکاح کر دیا۔ اس وقت سیدہ عائشہ کی عمر سترہ سال تھی لیکن رخصتی ہجرت کے پہلے سال شوال میں مدینہ منورہ میں انیس سال کی عمر میں ہوئی حضور ﷺ نے ایک پیالہ دودھ سے لوگوں کی دعوت ولیمہ فرمائی (خواتین نگاہ نبوت میں۔ علامہ سید ذاکر حسین شاہ)

راوی کی غلطی کی وجہ سے سیرت کی کتابوں میں سترہ (۱۷) کے بجائے سات سال اور انیس (۱۹) کے بجائے نو سال ہو گیا اور غلط نقل کرنے والوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔۔جبکہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ﴿حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ﴾ کے پیش نظر نابالغ لڑکی کا نکاح ناجائز قرار دیا گیا ہے اور بلوغ کی شرط عائد کی گئی۔ قرآن مجید نے عورتوں کو مردوں کا اور مردوں کو عورتوں کا لباس قرار دیا ہے۔ارشاد ربّانی ہے: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرہ) عورتیں تمھارا لباس (زینت) ہو اور تم ان کا لباس ہو۔

اس ارشاد قرآنی کا مطلب یہ ہے تم اُن کی زینت ہو اور وہ تمھاری۔ تم اُن کی ضرورت ہو اور وہ تمھاری، لباس سے بدن ڈھانکا اور چھپایا جاتا ہے۔ شوہر بیوی اور بیوی شوہر کے خفیہ راز ایسے چھپاتا ہے جیسے بدن کو لباس۔ عورت مرد کے لئے ایسی خاص رہتی ہے جیسے بدن کے لئے اس کا کپڑا۔ عورت کو مرد اور مرد کو عورت کی ہر وقت ایسی ضرورت ہے جیسے ہر موسم میں کپڑے کی۔۔ایک نابالغ لڑکی مرد کا لباس (مرد کے لئے صائب الرائے اور مشیر) کیسے بنے گی اس پر خصوصی غور چاہیئے۔

حضور ﷺ نے اس شادی کو منجانب اللہ قرار دیا (مسلم شریف)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی تیسری بیوی ہیں۔ ازواج رسول ﷺ میں یہی وہ عالی مرتبت خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر (دودھ) سے پرورش ہوئی اور جن کا پہلا نکاح سرور عالم ﷺ سے ہوا۔

ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تین راتیں میں خواب میں یہ دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا اور مجھ سے یہ کہتا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو ناگہاں وہ تم ہی تھیں اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اس خواب کو پورا

کر دکھائے گا۔(مشکوٰۃ) کبھی تو خواب میں حضور ﷺ پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ریشمی ٹکڑے میں پیش کی جاتی تھیں کبھی حضرت جبریل علیہ السلام کی ہتھیلی پر آپ کی صورت نقش کی جاتی تھی ان دونوں واقعات کا ذکر احادیث میں ہے یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لئے منتخب ہیں یہ آپ کے لئے رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں سمجھ لو کہ رب تعالیٰ کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل :

آپ کے فضائل میں بہت سی احادیث صحیحہ وارد ہیں۔صحیح بخاری میں حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔مردوں میں تو بہت تکمیل کے درجہ کو پہنچے مگر عورتوں کے اندر صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہی تکمیل کو پہنچیں اور عائشہ کو تو سب عورتوں پر ایسی ہی فضلیت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر۔

ثرید یعنی روٹی شوربا بوٹیاں۔بہترین غذا ہے ساری غذاؤں سے افضل کہ وہ زود ہضم نہایت ہی مقوی بہت مزے دار چبانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے۔ایسے ہی سیدہ عائشہ صورت، سیرت، علم، عمل، فصاحت، فطانت، زکاوت، عقل، حضور ﷺ کی محبوبیت۔وغیرہ۔ ہزارہا صفات کی جامع ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ ساری عورتوں حتیٰ کہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی افضل ہیں۔ آپ بہت احادیث کی جامع، علوم قرآنیہ کی ماہر بی بی ہیں (مرقات۔شرح مشکوٰۃ)

اس فضلیت کی وجہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وہ کمالات روحانیہ ہیں جن کی وجہ سے ان کا منصب بارگاہ الٰہی میں نہایت بلند تھا اور جن کے وجود سے ان کو انوار نبوت سے بدرجہ اتم منور ہونے کی قابلیت حاصل ہوگئی ہے اسی کا ذکر صحیح بخاری کی اس حدیث میں ہے جسے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

'یہ عائشہ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر ازواج کے بستروں پر ایسا کبھی نہیں ہوا'

یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

'پیاری بیٹی ۔ جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتی' عرض کیا ضرور یہی ہوگا۔ ارشاد فرمایا کہ تب تم بھی عائشہ سے محبت رکھا کرو (بخاری ومسلم) یعنی اے فاطمہ ۔تم عائشہ صدیقہ سے محبت والفت کرواور کوئی بات ایسی نہ کرو جوانھیں تکلیف دے کیونکہ ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوگی ۔اس سے معلوم ہوا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت حضور ﷺ سے محبت ہے اور سیدہ عائشہ سے عداوت حضور ﷺ سے عداوت ہے سیدہ کی تکلیف حضور کی تکلیف ہے ۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ذات السلاسل کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا ۔کہتے ہیں میں نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ **یارسول ﷺ ای الناس احب الیك** ۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کولوگوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ **قلت من الرجال** ۔میں نے عرض کیا مردوں میں سے کون؟ **قال ابوھا** ۔ آپ نے فرمایا ان کے والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (جامع الترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمالات عالیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے بخاری ومسلم میں روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ یہ جبرئیل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ ان پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو مگر جو کچھ رسول اللہ ﷺ دیکھتے ہیں وہ میں نہیں دیکھتی (مشکوٰۃ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجود یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے گھر اور میرے پاس ہی حضور ﷺ کی خدمت میں آتے تھے مگر میں انھیں نہ دیکھتی تھی۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواج مطہرات کو حاصل نہیں ہوئیں۔

(۱) حضور ﷺ نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے میری براءت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔

(۴) نکاح سے قبل حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور ﷺ کو دکھلا دی تھی اور آپ تین راتیں خواب میں مجھے دیکھتے رہے۔

(۵) میں اور حضور ﷺ ایک ہی برتن میں سے پانی لے لے کر غسل کیا کرتے تھے یہ شرف میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

(۶) حضور اقدس ﷺ نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی امہات المومنین میں سے کوئی بھی حضور ﷺ کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئی۔

(۷) میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوا کرتی تھی یہ وہ اعزاز خداوندی ہے جو میرے سوا حضور ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔

(۸) وفات اقدس کے وقت میں حضور ﷺ کو اپنی گود میں لیئے ہوے بیٹھی تھی اور آپ کا سرانور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور اسی حالت میں حضور ﷺ کا وصال ہوا۔

(۹) حضور ﷺ نے میری باری کے دن وفات پائی۔

(۱۰) حضور ﷺ کی قبر انور میرے گھر میں بنی (زرقانی)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ قیامت تک فرشتوں، انسانوں اور جنات کا زیارت گاہ بنا کیونکہ حضور ﷺ کا یہی حجرہ آخری آرام گاہ بنا، خود صدیقہ ، صدیق کی بیٹی، سید الانبیاء کی دنیا و آخرت میں زوجہ۔

جن کا پہلو ہو نبی کی آخری آرام گاہ

جن کے حجرے میں قیامت تک نبی ہوں جاگزیں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن خصوصیات کا ذکر بطور فخر فرمایا کرتی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی فقرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لعاب کو حضور ﷺ کے لعاب کے ساتھ ملا دیا اور وہ اس طرح کہ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن مسواک لے کر آئے ۔رسول ﷺ کو ضعف تھا یہ دیکھ کر کہ حضور مسواک فرمانا چاہتے ہیں۔ میں نے مسواک لے کر پہلے اپنے دانتوں سے نرم کی اور پھر حضور ﷺ کو مسواک کرادی۔

یہ وہی ام المؤمنین ہیں کہ محبوب رب العلمین ﷺ اُن کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزہ میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا۔ حضور ﷺ اپنے لب ہائے مبارک خدا پسند، وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔ (افادات رضویہ)

حضرت فاطمہ زہرا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما :

حضرت فاطمہ زہراء افضل ہیں یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ افضل ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل ہیں۔ مگر فیصلہ یہ ہے کہ اولاً ان امور میں بحث نہ چاہیے جیسا کہ شامی باب الکفو میں نقل فرمایا بلکہ دونوں خواتین ہماری آقا ہیں۔ ایک تو محبوب کی محبوبہ ہیں دوسری محبوب کی لخت جگر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اگر قیامت میں کسی کی نعلین پاک ہاتھ آجائیں ہم فقیروں کا بیڑا پار ہے اگر فیصلہ ہی منظور ہے تو یوں کہہ

لوکہ بعض لحاظ سے حضرت خاتون جنت افضل ہیں اور بعض سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول ﷺ پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی کبھی بھی۔ پھر ہم نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا (ترمذی، مشکوٰۃ)

یعنی اصحاب رسول اللہ ﷺ کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوتے ان کے پاس یا تو اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا۔ ساری دنیا میں کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوئیں۔ آپ علوم قرآنیہ علوم حدیث کی جامع تھیں، بڑی محدثہ بڑی فقیہ۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کسی نے عرض کیا کہ اے ام المؤمنین قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حج وعمرہ میں صفا مروہ کی سعی واجب نہیں صرف جائز ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا ﴿ **فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا** ﴾ کہ ان کی سعی میں گناہ نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ سعی واجب نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا۔ **فلا جناح عليه ان لايطوف بهما**۔ دیکھو اس ایک جواب میں اصول فقہ کا کتنا دقیق مسئلہ حل فرما دیا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب، نہ کرنے میں گناہ۔ جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔ یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلیفہ دوم امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں فتویٰ دیا کرتی ہیں یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے اکابر حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضور ﷺ کے بعد

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیج کر حدیثیں پوچھا کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ نہ دیکھا (ترمذی، مشکوٰۃ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علاوہ قرآن وحدیث وفقہ کے عالم ہونے کے بڑی شاعرہ ۔علم میں بڑی کامل، فصاحت و بلاغت میں بے مثال عالمہ تھیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ وحدیث کے علاوہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا۔ وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل ہوا کرتا تھا۔ کیوں نہ ہوتیں کہ محبوبہ محبوب رب العلمین تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لخت جگر نور نظر تھیں ۔ہم سب کی باعث ناز قابل فخر امام محترمہ جن کے گیت قرآن گاتا ہے فقہ وحدیث کے علوم میں ازواج مطہرات کے اندر ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے دو ہزار دوسو دس حدیثیں انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے رویت کی ہیں ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اوراڑسٹھ حدیثیں وہ ہیں جن کو امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں تحریر کیا ہے ان کے علاوہ باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں عبادت میں بھی آپ کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بلاناغہ نماز تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ بھی رہا کرتی ہیں۔

سخاوت اور صدقات وخیرات کے معاملہ میں بھی تمام امہات المؤمنین میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں ۔ ام دردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا اس دن میں وہ روزہ دار تھیں ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں رکھا تاکہ آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگوا لیتی ۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انھیں کافی مہارت تھی ۔ حضرت عردہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان ۔ مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ نے رسول ﷺ کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول ﷺ کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے ۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں ۔ اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج و معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئی ۔ یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب وعجم کے اطباء آپ کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے

اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کرتی تھی اسی لئے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہوگئیں۔آپ کے شاگردوں میں صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور آپ کے فضائل ومناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا (زرقانی، سیرت مصطفےٰ)

آیت تیمّم کا نزول :

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾

جب تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو اور اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ (النساء/۴۳)

اگر پانی میسر نہ ہو اور غسل یا وضو کی حاجت ہو یا بیماری بڑھنے کا مکمل اندیشہ ہو تو غسل اور وضو کے بجائے تیمّم کرے۔ شریعت میں جو تیمّم رکھا گیا ہے امت کے لئے اس میں بڑی آسانی ہے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طفیل تیمّم کا حکم ملا۔ بخاری شریف میں آیت تیمّم کی شان نزول جو مذکور ہے وہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم لوگ مقام بیداء یا مقام ذات الجش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا حضور ﷺ اور کچھ لوگ اس ہار کی تلاش میں وہاں ٹھہر گئے رات کا وقت تھا اور پانی کہیں قریب موجود نہیں تھا چونکہ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھنے کا خیال تھا اس لئے بہت فکرمند

ہوئے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بلا وضو نماز کیسے پڑھ سکیں گے یہ سوچ کر وہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ سیدہ عائشہ نے کیا کیا۔حضور ﷺ اور صحابہ کو یہاں ٹھہرا لیا ہے حالانکہ یہاں پانی موجود نہیں ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور جو کچھ خدا نے چاہا انھوں نے مجھ کو (سخت وسست) کہا اور پھر (غصہ میں) اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچا مارنے لگے اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے اس وجہ سے (مار کھانے کے باوجود) میں ہل نہیں سکتی تھی۔صبح کو جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو وہاں کہیں پانی موجود ہی نہ تھا۔ ناگہاں حضور ﷺ پر تیمّم کی آیت نازل ہوگئی۔چنانچہ حضور ﷺ اور تمام اصحاب نے تیمّم کیا اور نماز فجر ادا کی۔اس موقع پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (خوش ہوکر) کہا کہ اے ابوبکر کی آل۔یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔پھر ہم لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا تو اس کے نیچے ہم نے ہار کو پایا (بخاری شریف)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا امت پر یہ بھی ایک احسان ہے۔

واقعہ افک:

(ایک بہت بڑا بہتان اور اللہ جل شانہ کی طرف سے برأت کا علان)

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّکُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡهُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ﴾ (سورۂ نور/۱۱)

بے شک جنھوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ہر شخص کے لئے اس گروہ میں اسے

اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

کذب بیانی اور بہتان تراشی کی انتہا کو افک کہتے ہیں۔ اس ایک لفظ سے ہی منافقین کی سازش کو بے نقاب کر دیا کہ اس کا صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سراسر جھوٹ افتراء اور بہتان ہے جس واقعہ کو زبان قدرت جھوٹ کا پلندہ کہہ دے اس کی مزید تردید کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن واقعہ کی سنگینی کے پیش نظر اور مسلمانوں کی تربیت کے لئے اس کو مزید وضاحت سے بیان فرمایا۔ یہاں اس سازش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو دشمنان اسلام نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت اور ہادی اسلام کی روز افزوں عزت وشوکت کو دیکھ کر کی اور جس میں حضور سرور ﷺ کی ذاتی عزت پر حملہ کر کے کمینگی کی انتہا کر دی۔ اس واقعہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود بیان فرمایا۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ سفر پر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ جس کے نام کا قرعہ نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ جب حضور ﷺ غزوۂ بنی مصطلق پر روانہ ہوئے تو حسب معمول قرعہ ڈالا گیا تو میرا نام نکلا۔ چنانچہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ہوگئی۔ اس وقت پردہ کے احکام نازل ہو چکے تھے۔ مجھے میرے ہودج (عماری اونٹ کا باپردہ کجاوہ) میں بیٹھا کر ہودج اونٹ پر رکھ دیا جاتا اور جہاں قیام کیا جاتا وہاں ہودج اتار دیا جاتا۔ جب جہاد سے فراغت ہوئی تو حضور ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ ہم مدینہ شریف کے قریب پہنچے اور رات بسر کی۔ رات کے پچھلے حصہ میں کوچ کی تیاری شروع ہوگئی۔ میں قضائے حاجت کے لئے باہر گئی۔ جب واپس آنے لگی تو دیکھا کہ میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا تھا میں اس کی تلاش میں پھر لوٹ گئی لیکن

جب واپس آئی تو لشکر وہاں سے روانہ ہو چکا تھا جو لوگ میرے ہودج کو رکھنے اور اتارنے پر مقرر تھے انھوں نے حسب عادت میرا ہودج اٹھایا اور اونٹ پر کس دیا انھیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں کیونکہ اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھی اور میں تو کم عمر تھی اس لئے ہودج میں میرے نہ ہونے کا احساس تک نہ ہوا۔ جب میں واپس آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ جب وہ مجھے نہیں پائیں گے تو میری تلاش میں یہاں آئیں گے۔ میں وہیں ٹھہر گئی۔ صفوان بن معطل کی یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہتے، جب لشکر کوچ کرتا تو وہاں پہنچتے۔ اگر کسی کی کوئی چیز پڑی ہوئی ملتی تو اسے اٹھا کر اس کے مالک تک پہنچا دیتے۔ میں چادر لپیٹ کر لیٹ گئی۔ اتنے میں صفوان آ پہنچے۔ ابھی صبح کا اندھیرا تھا۔ انھوں نے کسی کو دور سے سویا ہوا دیکھا تو قریب آئے۔ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے انھوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا، اُس نے مجھے پہچان گئے اور بلند آواز سے ﴿ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ پڑھا۔ اُن کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ انھوں نے اپنا اونٹ میرے قریب لا کر بٹھایا اور مجھے سوار کر کے چل پڑے۔ ہم دوپہر کے وقت لشکر سے آ ملے۔ عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین نے جب یہ دیکھا تو اس نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ جب میں مدینہ پہونچی تو بیمار ہو گئی اور ایک ماہ تک بیمار پڑی رہی۔ لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہوتا رہا لیکن مجھے قطعاً اس کا کوئی علم نہ تھا البتہ ایک بات مجھے کھٹک رہی تھی کہ میری علالت کے وقت جو لطف و عنایت حضور ﷺ مجھ پر پہلے فرمایا کرتے تھے وہ مفقود تھی۔ حضور ﷺ جب مزاج پرسی کے لئے تشریف لاتے تو صرف اتنا دریافت کرتے کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس سے مجھے شک گزرتا۔ تاہم مجھے اس شر انگیز پروپگنڈے کی خبر نہ تھی۔

بیماری کے بعد میں بہت نقاہت اور کمزوری محسوس کرنے لگی ۔ ایک رات میں ام مسطح کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے مدینہ سے باہر گئی ۔ واپسی میں ام مسطح نے مجھے سارا واقعہ سنا دیا ۔ یہ سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا ۔ جب میں گھر واپس آئی اور حسب معمول حضور ﷺ تشریف لائے تو سلام کیا اور اسی طریقہ پر مزاج پرسی فرمائی کہ کیا حال ہے ۔ میں نے عرض کی مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے ۔ مقصد یہ تھا کہ میں والدین سے اس خبر کے متعلق تفصیلی حالات دریافت کروں حضور ﷺ نے اجازت دے دی ، میں میکے چلی آئی ۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا ۔ **یاامتاہ مایتحدث الناس** ؟ امی جان لوگ یہ کیا باتیں بنا رہے ہیں ۔ انھوں نے کہا بیٹی زیادہ غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ۔ جب کوئی بیوی پاکیزہ صورت ہو اور اس کا شوہر اسے محبوب رکھے اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ میں نے کہا سبحان اللہ ۔ لوگ میرے متعلق ایسی باتیں کر رہے ہیں میں رات بھر جاگتی رہی ۔ اور روتی رہی صبح ہوئی تب بھی آنسو جاری تھے اور نیند کا نام ونشان تک نہ تھا ۔ حضور کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا پورا پورا علم ویقین تھا مگر چونکہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا اس لئے آپ نے اپنی طرف سے اپنی بیوی کی برأت اور پاک دامنی کا اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے اس درمیان میں آپ اپنے مخلص اصحاب سے اس معاملہ میں مشورہ فرماتے رہے تاکہ ان لوگوں کے خیالات کا پتہ چل سکے (بخاری شریف)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب آپ نے اس تہمت کے بارے میں گفتگو فرمائی تو انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے

کیونکہ مکھی نجاستوں پر بیٹھتی ہے تو بھلا جو عورت ایسی برائی کی مرتکب ہو خداوند قدوس کب اور کیسے برداشت فرمائے گا کہ وہ آپ کی زوجیت میں رہ سکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا تا کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑ سکے تو بھلا اس معبود برحق کی غیرت کب یہ گوارا کرے گی کہ کوئی انسان آپ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایسی قباحت کا مرتکب ہو سکے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گذارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ آپ کی نعلین اقدس میں نجاست لگ گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر آپ کو خبر دی کہ آپ اپنی نعلین اقدس کو اتار دیں اس لئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا معاذ اللہ اگر ایسی ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرما دیتا کہ آپ ان کو اپنی زوجیت سے نکال دیں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس تہمت کی خبر سنی تو انھوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بیوی۔ تو سچ بتا اگر حضرت صفوان بن معطل کی جگہ میں ہوتا تو کیا تو یہ گمان کر سکتی ہے کہ میں حضور ﷺ کی حرم پاک کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا؟ تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہوتی تو خدا کی قسم میں کبھی ایسی خیانت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مجھ سے لاکھوں درجے بہتر ہے اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدرجہا تم سے بہتر ہیں بھلا کیونکر ممکن ہے کہ یہ دونوں ایسی خیانت کر سکتے ہیں۔ (مدارک التنزیل)

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس معاملہ میں حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب مشورہ طلب فرمایا تو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا **اهلك ولا نعلم الا خيرا** ۔کہ یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم انھیں اچھی ہی جانتے ہیں ۔ان کے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ۔آپ ان افواہوں کی کچھ پرواہ نہ فرمائیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غم واضطراب سے بچانے کے لئے فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اتنے رنجیدہ خاطر کیوں ہیں؟ اگر تصدیق فرمانا چاہتے ہوں تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلاکر دریافت فرمایئے وہ حقیقت حال سے آگاہ کردے گی۔حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب آپ نے سوال فرمایا تو انھوں نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کوئی عیب نہیں دیکھا' اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہیں وہ گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر کھا جاتی ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفائی پیش کرنا:

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بات پر بجا طور پر فخر تھا کہ سب بیبیوں کا نکاح ان کے عزیز رشتہ داروں نے کیا مگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آسمان پر ہوا اور قرآن پاک میں نازل ہوا۔اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مقابلہ کی نوبت بھی آجاتی تھی کہ ان کو حضور اقدس ﷺ کی سب سے زیادہ محبوبہ ہونے پر ناز تھا اور ان کو آسمان کے نکاح پر ناز تھا۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن و جمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مثل تھیں لیکن اس

کے باوجود جب حضور ﷺ نے دریافت فرمایا توانھوں نے قسم کھا کر یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں خدا کی قسم میں تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اچھی ہی جانتی ہوں، بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی (بخاری باب الافک)

یہ تھی سچی دین داری ورنہ یہ وقت سوکن کے الزام لگانے کا تھا اور شوہر کی نگاہ سے گرانے کا۔ بالخصوص اس سوکن کو جولاڈلی بھی تھی مگر اس کے باوجود زور سے صفائی کی اور تعریف کی۔

سرورعالم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا **یامعشرالمسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ماعلمت علی اھلی الا خیرا وماعلمت علی اھلی من سوء ۔** اے گروہ مسلمین اس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے یا میری مدد کرے گا جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے خدا کی قسم میں اپنے اہل کے لئے خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور مجھے ان سے کسی غلطی کا کوئی علم نہیں ہے (بخاری باب الافک)

حضور ﷺ کی برسرمنبراس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کوحضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اورحضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کی برأت وطہارت اورعفت و پاک دامنی کا پوار پورا علم اوریقین تھا اوروحی نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کویقینی طور پر معلوم تھا کہ منافق جھوٹے اور ام المؤمنین پاک دامن ہیں ورنہ آپ برسرمنبرقسم کھا کران دونوں کی اچھائی کا مجمع عام میں ہرگز اعلان نہ فرماتے مگر پہلے ہی اعلان عام نہ فرمانے کی وجہ یہی تھی کہ اپنی بیوی کی پاک دامنی کا اپنی زبان سے اعلان کرنا حضور ﷺ مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ جب حد سے زیادہ منافقین نے شور وغوغا شروع کردیا توحضور ﷺ نے منبر پر اپنے خیال اقدس کا اظہارفرمایامگراب بھی اعلان عام کے لئے آپ کووحی الٰہی کا انتظار ہی رہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دن رات روتی رہی لحہ بھر کے لئے بھی نیند نہ آتی تھی میرے والدین کو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ اس طرح رونے سے اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا کہ ایک دن میں رو رہی تھی میرے والدین بھی میرے پاس بیٹھے تھے ایک انصاری عورت ملنے کے لئے آئی وہ بھی بیٹھ کر رونے لگی یہاں تک اسی حالت میں حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر اڑائی گئی ہے اگر تم پاک دامن ہو اور یہ خبر جھوٹی ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری براءت کا بذریعہ وحی اعلان فرمادے گا ورنہ تم توبہ واستغفار کرلو' کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے اور بخشش مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ میرے آنسو ایک دم خشک ہو گئے میں نے اپنے والدین سے کہا کہ حضور ﷺ کو اس بات کا جواب دیں تو دونوں نے معذوری ظاہر کی۔ میں نے جواب دیا کہ لوگوں نے بے بنیاد بات اڑائی ہے اور یہ ان کے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور کچھ اس کو سچ سمجھ چکے ہیں اس صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک دامن ہوں تو لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس بُرائی کا اقرار کرلوں تو سب مان لیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بری اور پاک دامن ہوں۔ اس وقت میری مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) جیسی ہے لہذا میں بھی وہی کہتی ہوں جو انھوں نے کہی تھی ﴿ **فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَاتَصِفُوْنَ** ﴾ (یوسف/ ۱۸) پس صبر ہی اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔۔ پھر میں منہ پھیر کر بستر پر لیٹ گئی۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری براءت فرمائے گا لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ میرے بارے میں آیات قرآنی نازل ہوگی۔ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھتی تھی۔

حضور ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے کہ نزول وحی کے آثار ظاہر ہونے لگے سردی کے موسم میں بھی نزول وحی کے وقت پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگے تھے جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو حضور ﷺ ہنستے ہوئے فرمایا کہ اے عائشہ تم خدا کا شکرادا کرتے ہوئے اس کی حمد کرو کہ اس نے تمہاری براءت اور پاک دامنی کا اعلان فرمادیا اور پھر آپ نے سورۂ نور میں سے دس آیتوں کی تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّـكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ ؕ لِكُلِّ امۡرِىٴٍ مِّنۡهُمۡ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ‌ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ‏ ۚ لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ مُّبِيۡنٌ‏ ؕ لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَاِذۡ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰۤـئِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ هُمُ الۡـكٰذِبُوۡنَ‏ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۚ اِذۡ تَلَـقَّوۡنَهٗ بِاَ لۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُوۡلُوۡنَ بِاَ فۡوَاهِكُمۡ مَّا لَـيۡسَ لَـكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا ‌ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ‏ ؕ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ قُلۡتُمۡ مَّا يَكُوۡنُ لَـنَاۤ اَنۡ نَّـتَكَلَّمَ بِهٰذَا ‌ۖ سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ‏ ؕ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ‌ ۚ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ‏ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ‏ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ﴾ (سورۂ نور/۲۰-۱۱) بے شک جنھوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اسے اپنے لئے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔ ہر شخص کے لئے اس گروہ میں اسے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ

حصہ لیا اُن میں سے اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سُنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھُلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ' پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو (معلوم ہو گیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب (جب تم ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مُونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سُنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنی) آیتیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ بیشک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی اُن لوگوں میں جو ایمان لاتے ہیں (تو) اُن کے لئے دردناک عذاب ہے دُنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) رحیم ہے (تو تم بھی نہ بچ سکتے)۔

ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد منافقین کا اٹھایا ہوا یہ طوفان تھما اور اُن کا منہ کالا ہو گیا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا آفتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اس طرح چمک اٹھا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں کی دنیا میں نور ایمان سے اجالا ہوگیا۔ اس طوفانی بہتان کا اگر چہ سرغنہ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی تھا لیکن اس نے شدومد سے بات کا چرچہ کیا کہ کئی سادہ لوح مسلمان اس کی لپیٹ میں آگئے (بخاری شریف)

حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں ایک خطبہ پڑھا اور سورۂ نور کی آیتیں تلاوت فرما کر مجمع عام میں سنا دیں اور تہمت لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت‘ حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی ان چاروں کو حد قذف کی سزاء میں اسی اسی کوڑے لگائے گئے (مدارج)

شارح بخاری علامہ کرمانی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت اور پاک دامنی قطعی ویقینی ہے جو قرآن سے ثابت ہے اگر کوئی اس میں ذرا بھی شک کرے تو وہ کافر ہے (بخاری شریف)

دوسرے تمام فقہاء امت کا بھی یہی مسلک ہے۔

(سورۂ نور کی دس آیات کی تفسیر اور واقعہ افک کا مفصل بیان ہماری کتاب قصص المنافقین من آیات القرآن میں ملاحظہ فرمائیں)

حضرت مریم وحضرت عائشہ کی پا کی کی گواہی:

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی یہاں ایک علمی نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مریم پر تہمت لگی۔ پا کی کی گواہی کس نے دی؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایام شیرخوارگی میں پا کی کی گواہی دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی۔ پا کی کی گواہی کس نے دی؟ یہ گواہی ایک شیرخوار بچے نے دی۔ رب کتنا بڑا قادر مطلق ہے کہ پا کی کی گواہی وہ شیرخوار بچوں سے دلا رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگی۔ اگر میرا رب چاہتا تو شیرخوار بچے پا کی کی گواہی دیتے۔ اگر میرا رب چاہتا تو مکے کی کنکریاں پا کی کی گواہی دیتیں۔ اگر میرا رب چاہتا تو درخت کے پتے پا کی کی گواہی دیتے۔ اگر میرا رب چاہتا تو دریا کے قطرے پا کی کی گواہی دیتے۔ اگر میرا رب چاہتا تو فلک کے ستارے پا کی کی گواہی دیتے۔ مگر میرے خدا نے فیصلہ عجیب فرمایا۔ اے محبوب معاملہ یہاں کا عجیب ہے۔ وہاں بچوں نے گواہی دی تھی۔ مگر یہاں تو انتظام یہ ہے کہ سب کو حکم مل چکا ہے کہ اے ستارو خاموش رہو۔ اے ذرو خاموش رہو۔ اے دریا کے قطرو خاموش رہو۔ اے پتھر وخاموش رہو۔ اے سنگریزو خاموش رہو۔ اے درخت کے پتو خاموش رہو۔ اور اے محبوب تم بھی خاموش رہو۔ یہ تمہاری زوجہ کی بات ہے میں گواہی دوں گا۔ میں بچوں سے گواہی نہیں دلواؤں گا بلکہ دنیا کی کسی چیز سے بھی گواہی نہیں دلواؤں گا لہذا اے محبوب حکمت یہی ہے تم بھی خاموش رہو میں گواہی دوں گا۔

واقعی بڑا اچھا ہوگیا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے گواہی دی ورنہ اگر رسول گواہی دیتے اور بات رسول کی گواہی تک ہوتی، رسول جو کہتے وہ حدیث بنتی۔ اور جب حدیث یہاں تک پہونچتی تو نہ جانے راویوں کا کیا حال ہوتا، اور دشمن رسول حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان عظمت کے اوپر نہ جانے کیسے کیسے داغ لگاتا۔ حدیث میں جرح کرتا' راویوں سے ٹکراتا' متن سے الجھتا' کیا کرتا معلوم نہیں۔۔ لہذا' اہتمام یہ فرمایا گیا کہ اے محبوب تم نہ بولو۔ تم بولو گے تو حدیث بنے گی۔ میں گواہی دوں گا تو وہ قرآن کا جزو ہوگی۔ اب یہ قرآن ہے لہذا اب جو پاکی پر ایمان نہ لائے اس کا کفر اظہر من الشمس ہے۔

بیوقوف لوگ یہ سوچتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر معلوم ہوتا تو کیوں نہ بول دیتے۔ پاکی کی گواہی خود ہی دیدیتے۔ معلوم ہوتا ہے رسول کو خبر نہیں تھی۔ اے نادانوں۔ رسول کو معلوم ہے جب ہی تو خاموش ہیں کہ ادھر سے آیت آنے والی ہے کیوں بولوں (خطبات شیخ الاسلام)

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اوران کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔

آپ کا پہلا نکاح خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت بھی کی تھی حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں شدید زخمی ہو گئے اور بعد میں ان زخموں کی شدت سے وفات پا گئے۔

حضور ﷺ سے نکاح:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوگئیں ان کے شوہر حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ اُن کی شہادت ہوجانے کے بعد جب عدت ختم ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے لئے فکرمند ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا تو میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا '**فعرضت عليه حفصه**' اور ان سے حفصہ کے لئے کہا تم چاہو تو اپنی لڑکی حفصہ کا تم سے نکاح کردوں (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شادی کی ضرورت تھی ان کی اہلیہ کی وفات ہوگئی تھی)

انھوں نے جواب دیا کہ میں اپنے معاملہ میں غور کروں گا۔ میں نے چندروز انتظار کیا اور پھر ایک روز ان سے میری ملاقات ہوگئی تو کہنے لگے کہ مجھ پر ابھی یہی واضح ہوا ہے کہ فی الحال میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر میری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ میں نے ان سے کہا **ان شئت زوجتك حفصه** ۔ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا آپ کے ساتھ نکاح کردوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے اور انھوں نے بھی کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے اس طرز عمل کے باعث ان پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ غصّہ آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بارے میں شکایت کی کیونکہ شادی کی ضرورت ہونے کے باوجود وہ خاموشی اختیار کئے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں حفصہ کے لئے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شوہر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر بتاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ۲ھ یا ۳ھ میں خود نکاح کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دیا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب تم نے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا تھا اور میں نے سکوت اختیار کیا تھا اس وقت ناگواری ہوئی ہوگی مگر چونکہ حضور ﷺ ان سے نکاح کا تذکرہ فرما چکے تھے اس لئے نہ تو میں قبول کرسکتا تھا اور حضور ﷺ کے ارادہ کو ظاہر کرسکتا تھا اس لئے سکوت کیا تھا۔ اگر حضور ﷺ ارادہ ملتوی فرما دیتے تو میں ضرور نکاح کر لیتا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور سید عالم ﷺ کی چوتھی زوجہ مطہرہ ہیں۔ آپ نہایت پاکیزہ مزاج شب زندہ دار اور بہت زیادہ عبادت گزار تھیں۔ آپ کی طبیعت مبارکہ میں ذرا سی تیزی ضرور تھی لیکن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت گزاری میں کبھی فرق نہ آنے دیا۔

یہ بہت ہی شاندار بلند ہمت اور سخاوت شعار خاتون ہیں حق گوئی حاضر جوابی اور فہم وفراست میں اپنے والد بزرگوار کا مزاج پایا تھا۔ اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں، تلاوت قرآن مجید اور عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزاج میں کچھ سختی تھی اس لئے حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ان کی کسی سخت کلامی سے حضور اقدس ﷺ کی دل آزاری نہ ہو جائے چنانچہ آپ بار بار ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اے حفصہ تم کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کر لیا کرو۔ خبردار کبھی حضور اقدس ﷺ سے کسی چیز کا تقاضا نہ کرنا۔ نہ حضور ﷺ کی کبھی ہرگز دل آزاری کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اگر حضور ﷺ تم سے ناراض ہو گئے تو تم خدا کے غضب میں گرفتار ہو جاؤ گی۔ یہ بہت عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ وحدیث میں بھی ایک ممتاز درجہ رکھتیں ہیں انھوں نے حضور ﷺ سے ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے پانچ حدیثیں بخاری شریف میں مذکور ہیں باقی احادیث دوسری کتب حدیث میں درج ہیں۔

علم حدیث میں بہت سے صحابہ اور تابعین ان کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں جن میں خود ان کے بھائی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت مشہور ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تین نسبتیں حاصل ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بھتیجی ہیں اور حضور انور ﷺ کی زوجہ ہیں (مرقات)

واقعہ طلاق اور رجوع:

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک موقع پر طلاق دے دی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی ہوئی طلاق سے رجوع کرلیں کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہیں یعنی نماز تہجد ادا

کرنے والی اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے صرف طلاق دینے کا ارادہ ہی فرمایا تھا طلاق نہیں دی تھی۔

مدارج النبوت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور وحی لائے کہ حکم الٰہی ہے کہ حفصہ سے رجوع فرمالیں کیونکہ وہ بہت زیادہ روزہ دار اور شب بیدار ہیں اور وہ جنت میں آپ کی زوجہ مطہرہ ہیں **فانها قوامه وانها زوجتك فى الجنة** وہ بہت عبادت کرنے اور روزے رکھنے والی ہے اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہے (رحمتہ للعالمین جلد دوم)

وفات: ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات شعبان ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کا زمانہ تھا اور مروان بن حکم مدینہ منورہ کا حاکم تھا اسی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک ان کے جنازہ کو بھی اٹھایا پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر تک جنازہ کو کاندھا دیتے چلتے رہے۔ ان کے دو بھائی حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے تین بھتیجے حضرت سالم بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عبداللہ اور حضرت حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو قبر میں اتارا اور یہ جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا ترسٹھ برس کی تھی (زرقانی جلد ۳)

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی پانچویں زوجہ مطہرہ ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد حضور ﷺ نے آپ سے نکاح فرمایا۔ آپ بڑی دریا دل صدقات وخیرات والی سخی خاتون تھیں۔ آپ غرباء ومساکین کونہایت فیاضی سے کھانا کھلاتی تھیں اسلام سے پہلے ہی ان کوام المساکین (مسکینوں کی ماں) کہا جاتا تھا کیونکہ مسکینوں کی خیر خبر بہت رکھتی تھیں۔

ماں کی جانب سے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں۔

نام ونسب: آپ کا نام زینب بنت خزیمہ بن حارث ہلالی ہے آپ کا نسب حضور ﷺ کے نسب سے معد بن عدنان پر جا کر ملتا ہے۔

عقد اول: حضرت ام المساکین کے پہلے شوہر کے بارے میں اختلاف ہے بعض مورخین نے کہا ہے کہ پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جوام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کے حقیقی بھائی اور حضور ﷺ کے پھوپی زاد بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے غزوۂ احد میں شہادت پائی اور بعض نے کہا ہے جن میں ابن سعد بھی شامل ہیں کہ پہلے آپ کا نکاح طفیل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا جو نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی تھے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو طلاق دے دی تو ان کے بھائی عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنی زوجیت میں لے لیا وہ بدر میں شہید ہوگئے۔

حضور ﷺ سے نکاح: اس کے بعد حضور ﷺ نے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ نے عرض کیا کہ میرے معاملے میں آپ خود مختار ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے ہجرت کے تیسرے سال ۳ھ (رمضان المبارک) ساڑھے بارہ اوقیہ حق مہر پر نکاح کرلیا۔

وفات: ام المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں آٹھ ماہ رہیں آپ نے ماہ ربیع الثانی ۴ھ میں مدینہ منورہ میں تیس سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

سیرت اور تاریخ لکھنے والوں میں سب کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حضور کریم ﷺ کی زندگی ہی میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے آپ کی بیویوں میں سے ان ہی کی وفات ہوئی۔

حضور ﷺ کی بیویوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو ہی بیبیاں ایسی ہیں جن کا وصال حضور ﷺ کے سامنے ہوا۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی چھٹی زوجہ مطہرہ ہیں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے آپ سے نکاح کیا اور اسی گھر میں ان کو ٹھہرایا جس میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہا کرتی تھیں آپ کا نام ہند ہے اور کنیت ام سلمہ ہے مگر یہ اپنی کنیت کے ساتھ ہی زیادہ مشہور ہیں باپ کا نام ابو امیہ سہل بن مغیرہ ہے جن کی

سخاوت کا عام شہرہ تھا سفر میں اپنے ساتھیوں پر بہت خرچ کیا کرتے تھے اس لئے ان کا لقب زادالراکب (مسافروں کے سفر کا سامان) پڑ گیا تھا والدہ کا نام عاتکہ تھا جو قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔

قبول اسلام اور نکاح اول : سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان مبارک ہستیوں میں ہیں جنھوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کیا۔ان کا پہلا نکاح چچازاد بھائی ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا تھا حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب سید عالم ﷺ کی حقیقی پھوپی تھیں۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہٗ حضور ﷺ کے رضائی بھائی بھی تھے (حضور ﷺ آپ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابولہب کی باندی ثوبیہ نے دودھ پلایا) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے میں سابقین اولین میں سے تھے۔ اُن کے متعلق لکھا ہے کہ دس اشخاص کے بعد مسلمان ہوئے یعنی وہ گیارہویں مسلمان تھے۔

ہجرت : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشہ کو ہجرت کی۔ وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھا اسی کے نام سے باپ کی کنیت ابوسلمہ اور ماں کی کنیت ام سلمہ مشہور ہوگئی۔ پھر حبشہ سے مکہ شریف واپس آ گئے تھے یہاں کفار مکہ نے اور ان کے اپنے قبیلہ بنو مخزوم نے ان پر ایسے مظالم ڈھائے کہ ان سے تنگ آ کر انھوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے اذن عام سے تقریباً ایک سال پہلے مدینہ شریف چلے جانا کا فیصلہ کرلیا۔ جب یہ دونوں میاں بیوی مدینے کو روانہ ہوئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میکے والوں نے راستہ روک لیا اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تمہاری ذات پر تو ہم کوئی اختیار نہیں رکھتے مگر تمہاری یہ بیوی اس کو ہم دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے تمہارے ساتھ جانے

نہیں دیں گے یہ کہہ کر انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بچے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اُن کی گود میں تھا زبردستی روک لیا اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تنہا مدینہ شریف کی جانب روانہ ہوگئے۔ ادھر جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ نبوعبدالاسد کو یہ حال معلوم ہوا تو غصے میں آکر کہنے لگے کہ خدا کی قسم جب ان لوگوں نے اپنی لڑکی کو ہمارے آدمی سے زبردستی چھین لیا ہے تو ہم بھی اپنے آدمی کے لڑکے کو ان کے پاس نہیں رہنے دیں گے یہ کہہ کر انھوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گود سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو چھین لیا۔ اس طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر اور بچے دونوں کی جدائی کے غم میں روتے ہوئے تقریباً ایک سال گزار دیا۔ آپ روزانہ مکہ معظّمہ سے باہر وادی ابطح میں نکل جاتی تھیں اور سارا دن روتی رہتی تھیں۔ آخر ایک دن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک قریبی رشتہ دار جو بنی مغیرہ کا ایک فرد تھا وہاں سے گذرا اور اس نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو اسے رحم آ گیا اور اس نے نبومغیرہ سے جا کر کہا کہ تم نے کیوں اس بے چاری مسکین عورت کو روک کر اسے دوگونہ فراق کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے؟ الغرض نبومغیرہ نے اپنے آدمی کی سفارش پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ اس پر بنوعبدالاسد نے بھی ان کا وہ بچہ (سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واپس کر دیا جو انھوں نے ایک سال قبل چھین لیا تھا۔

جب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو وہ اپنے بچے کو لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوگئیں۔ راستے میں بنوعبدالدار کے ایک شخص عثمان بن طلحہ جو اگرچہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے لیکن نہایت نیک دل انسان تھے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تنہا جاتے دیکھا تو ساتھ ہو لیئے اور آپ کو بحفاظت

مدینہ منورہ پہنچا آئے (حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ زمانہ جاہلیت میں کعبہ کی کلید (چابی) برداری کا منصب ان کے والد طلحہ کے سپرد تھا)

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ جیسا شریف آدمی نہیں دیکھا۔ فرماتی ہیں راستے میں جہاں پڑاؤ کرنا ہوتا یہ اونٹ کو بٹھا کر علحدہ کھڑے ہوجاتے اور جب میں اتر جاتی تو اونٹ کو کسی درخت سے باندھ کر خود کہیں علحدہ سوتے اور جب روانگی کا وقت آتا تو اونٹ کو میرے پاس بٹھا کر الگ ہوجاتے۔ جب میں سوار ہوجاتی تو اونٹ کی مہار تھام کر خود پیدل سفر کرتے جب مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو دور سے مجھے وہ بستی دکھا کر جہاں میرا شوہر رہتا تھا خود اسی طرح سے پیدل ہی واپس ہوگئے جس طرف سے آئے تھے (سیرت امہات المؤمنین بحوالہ سیرت ابن ہشام)

مدینہ منورہ میں سکونت: ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے شوہر کے پاس رہنے لگیں اور وہاں ایک لڑکا عمر اور دو لڑکیاں درہ اور زینب پیدا ہوئیں۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے غزوہ احد میں آپ کو چند گہرے زخم آئے کچھ عرصہ علاج کے بعد زخم مندمل ہوگئے تو حضور ﷺ نے آپ کو سریہ قطن پر بھیج دیا اس جنگ میں آپ کے زخم دوبارہ خراب ہوگئے اور اسی کے اثر سے بالآخران کی شدت سے ۳ جمادی الثانی ۴ھ کو وفات پاگئے اور بوقت شہادت آپ کی زبان پر تھا۔' اے اللہ میرے اہل وعیال کی اچھی طرح

نگہداشت فرمانا' ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ تھیں بعد میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زینب رکھا گیا اوراس کی ولادت پرعدت بھی ختم ہوگئی۔

عدت گذر جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے انکارر کر دیا۔

حضور ﷺ سے نکاح :

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پہلے شوہر سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اگر مرد اورعورت دونوں جنتی ہوں اورعورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی اسی طرح مرد اگر دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اسے ملے گی۔ اس لیئے آ ؤ ہم تم دونوں عہد کرلیں کہ ہم میں سے جو پہلے اس دنیا سے چلا جائے دوسرا نکاح نہ کرے۔ یہ سن کر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم میرا کہا مان لوگی ؟ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ماننے کے لئے مشورہ ہی کر رہی ہوں۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم میرے بعد نکاح کر لینا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میرے بعد ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مجھ سے بہتر شوہر عطا فرما جو اسے نہ رنج پہنچائے نہ تکلیف دے۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں بہت ہی زیادہ مفید ہوئی اوراُن کی دعا اللہ جل شانہ نے قبول فرما کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیب فرمائی۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خود فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق یہ پڑھے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون ۔۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا**۔ ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے اللہ میری مصیبت میں مجھے ثواب دے اور اس سے بہتر اس کا بدل عنایت فرما' تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس کی (گئی ہوئی چیز) سے بہتر عنایت فرمائیں گے۔ جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی تو (مجھے یہ حدیث یاد آئی اور) دل میں کہا (کہ اس دعا کو کیا پڑھوں) ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کون ہوگا۔ لیکن چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد تھا میں اسے پڑھتی رہی اور اس دعا کو اپنا ورد بنالیا۔ اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ جل شانہ نے ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور کریم ﷺ کے نکاح میں آنے کا شرف عنایت فرمادیا (مدارج النبوت' سیرت امہات المومنین' مسلم شریف)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرابت و محبت کی وجہ سے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی خاطر ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے رسول کا حکم سر آنکھوں پر مگر میری جوانی ڈھل چکی ہے اور میں یتیم بچوں کی ماں ہوں (جن کی پرورش کا خیال کرنا ہے) مجھ سے نکاح کرنے سے کچھ فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ عمر زیادہ ہوگئی ہے مجھ سے اب اولاد بھی پیدا نہ ہوگی اور میری مزاج میں غیرت بھی بہت ہے (جس کی وجہ سے دوسری سوکنوں کے ساتھ رہنا مشکل ہے) حضور ﷺ نے فرمایا میری عمر تمہاری عمر سے زیادہ ہے اور تمہارے یتیموں کی پرورش اللہ اس کے رسول کے ذمہ ہے اور یہ جو تم کہتی ہو کہ میں بہت غیرت مند ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس عزت کا مداوا خود

فرمائے گا بچوں کی پرورش میں کوئی دشواری نہیں ہوگی میں بھی ان کا خیال کروں گا۔ تمہارا کوئی ولی میرے ساتھ رشتہ ہوجانے کو ناپسند نہیں کرے گا۔ اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضامند ہوگئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔ یہ نکاح ماہ شوال ۴ھ میں ہوا۔ (مدارج النبوت، سیرت امہات المومنین)

نکاح ہوجانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی گھر میں لے آئے جس میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہا کرتی تھیں۔ انھوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں تھوڑے سے جَو رکھے ہوئے تھے اور ایک پتھر کی ہانڈی اور ایک چکی دیکھی۔ تھوڑے سے جَو چکی میں ڈال کر آٹا پیسا اور میدہ تیار کیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کا یہ کھانا تھا (مدراج النبوت، سیرت امہات المؤمنین)

یہ ہے مومنین کی ماؤں کا طرز زندگی جنھیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے مثال عورتیں فرمایا ہے شادی کے پہلے ہی دن شوہر کی خدمت اور گھریلو کام کی شروعات۔ آج کل کی عورتیں پانچ جمعگیوں تک کچھ کام نہیں کرتی ہیں۔

دانشمندی: ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد عقل وفہم، علم ودانش اور فقہی مسائل میں تمام امہات المومنین میں ممتاز تھیں۔ تحمل، بردباری، صبر ورضا اور صاف گوئی میں اپنی مثال آپ تھیں۔ چونکہ آپ قدیم الاسلام تھیں اس لئے آپ نے بڑے بڑے مصائب وآلام اور شدائد برداشت کئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ سے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو مجھے بہت رنج ہوا (کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی توجہ ان کی طرف مجھ سے زیادہ ہوجائے)

جس کی وجہ یہ تھی کہ خوبصورتی میں ان کی شہرت تھی میں نے ترکیب سے ان کو دیکھا تو واقعۃ جتنی شہرت تھی اس سے بھی زیادہ حسین معلوم ہوئیں ۔

(تمام ازواج مطہرات کی فطری خواہش یہی رہتی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ حاضری میسر ہو اور قرب حاصل رہے)

الاصابہ میں لکھا ہے **وکانت ام سلمه موصوفه بالجمال البارع والعقل البالغ والرائ الصائب** ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زیادہ حسین تھیں عقلمندی اور صحیح رائے رکھنے والوں میں ان کا شمار تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کو بڑی الجھن پیش آئی تھی جسے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سلجھائی ۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ (٦ ھ میں) اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کیلئے روانہ ہوئے ۔مشرکین مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے مزاحمت کی اور آپ کو مقام حدیبیہ میں رُکنا پڑا۔ جانثار صحابہ چونکہ حضور ﷺ پر جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے اس لئے اس موقع پر بھی جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے مگر حضور ﷺ نے لڑائی کے بجائے صلح کرنا پسند کیا اور باوجود یہ کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لڑائی کے لئے مستعد تھے حضور ﷺ نے اس قدر رعایت کے ساتھ صلح کرنا منظور فرمالیا کہ مشرکین مکہ کی ہر شرط قبول فرمالی (جس میں بظاہر مشرکین کا نفع اور مسلمانوں کا صریح نقصان معلوم ہوتا تھا) جب صلح نامہ مرتب ہوگیا تو سید عالم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ (اب عمرہ کے لئے مکہ معظّمہ تو جانا نہیں ہے ۔اب تو واپسی ہی ہے کیونکہ صلح کی شرائط میں یہ بھی منظور کرلیا تھا کہ آپ عمرہ اس سال نہیں کریں گے آئندہ سال عمرہ کے لئے تشریف لائیں گے لہذا) اٹھو (اپنا اپنا احرام کھول دو) قربانی کے جانور ذبح کردو پھر سر منڈ والو (چونکہ احرام کھولنے

کوطبیعت گوارا نہیں کررہی تھیں اور مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ عمرہ کے لئے آئے تھے اس لئے عمرہ ہی کو جی چاہ رہا تھا اور احرام کھولنے سے اپنے سفر کا ضائع ہونا نظر آتا تھا صحابہ کرام کو رنج و ملال تھا لہذا تعمیل ارشاد میں تامل کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور صحابہ کرام کے رنج وغم کی کیفیت بیان فرمائی۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ انھیں معذور رکھیں ان پر ایک امرعظیم گذر رہا ہے ان کا خیال تو فتح مکہ کا تھا ان کو یقین تھا کہ وہ مکہ میں عمرہ بجالائیں گے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ سب احرام کھول دیں تو آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے اپنا احرام اتار دیں' چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے احرام کھول دیا ہے تو سب احرام کھولنے پر راضی ہوگئے اور اپنے اپنے جانور ذبح کرڈالے اور آپس میں ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور سب نے احرام کھول دیا اور سب لوگ مدینہ منورہ واپس چلے گئے (بخاری شریف 'سیرت رسول عربی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے اور تدبیر سے وہ مشکل حل ہوگئی اور یہ ان کی دانشمندی اور صواب رائے کی واضح دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ الاصابہ میں لکھتے ہیں: **واشارتھا علی النبی ﷺ یوم الحدیبیه تدل علی ونور عقلها وصواب رأیها** ۔ حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رائے دینے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑی عقلمند اور ٹھیک رائے رکھنے والی تھیں۔

درحقیقت یہ بڑی سمجھ کی بات ہے کہ انسان موقع کو پہچانے اور یہ سمجھ لے کہ اس

وقت لوگ اپنے مقتدیٰ کے قول پر توجہ نہیں دے رہے ہیں یا تذبذب وتامل کا مظاہرہ کر رہے ہیں لیکن اس کا عمل سامنے آئے گا تو اس کی اقتداء کر لیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت سے خوب فائدہ اٹھایا اور علوم حاصل کئے :

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے نکاح میں آگئیں تو آپ کی مصاحبت کو بہت غنیمت جانا اور برابر آپ کے ارشادات محفوظ کرتی رہیں اور آپ سے سوال کر کے اپنا علم بڑھاتی رہیں پھر اس علم کو انھوں نے پھیلایا۔حسن وجمال اور عقل ورائے کے ساتھ ساتھ فقہ وحدیث میں بھی ان کی مہارت خصوصی طور پر ممتاز تھی۔ حدیث شریف کی کتابوں میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات سے ۳۷۸ (تین سو اٹھتر) احادیث ملتی ہیں۔حدیث میں بہت سے صحابہ وتابعین ان کے شاگرد ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی ان کے شاگردوں میں شمار کیا جاتا ہے (الاصابہ) محمود بن لبید فرماتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سب ہی ازواج مطہرات آپ کے ارشادات کو یاد کرتی تھیں لیکن حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہم پلہ اس میں اور کوئی بیوی نہ تھی (ابن سعد)

مروان ابن الحکم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسائل دریافت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اور کسی سے کیوں پوچھیں جب کہ ہمارے اندر حضور نبی کریم ﷺ کی بیویاں موجود ہیں (مسند امام احمد بن حنبل) اگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو خاصی تعداد میں جمع ہو سکتے ہیں اور ان کے مجموعہ کا ایک رسالہ بن سکتا ہے۔ (اعلام الموقعین) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات سننے کا بہت شوق تھا' ایک مرتبہ بال گوندھ رہی تھیں کہ

حضور نبی کریم ﷺ خطبہ کے لئے (مسجد نبوی ﷺ میں) کھڑے ہوئے۔ زبان مبارک سے نکلا تھا کہ **ایھا الناس** (اے لوگو) تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سن لیا (کیونکہ ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی سے ملے ہوئے تھے) آواز سنتے ہی بال باندھ کر کھڑی ہوگئیں اور پورا خطبہ سنا (مسند امام احمد)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے سر کی مینڈھیاں بہت سختی سے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لئے ان کو کھولا کروں؟ فرمایا نہیں' بس اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین بار لپ بھر کر پانی ڈال لیا کرو (جس سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں) اس کے بعد (سارے بدن پر) پانی بہا لیا کرو۔ ایسا کرنے سے پاک ہو جاؤ گی (مسلم شریف)

مسئلہ :۔عورت کے لئے غسل میں سر کے بالوں کی جڑوں کو تر کرنا فرض ہے سر کے سارے بالوں کا بھگونا فرض نہیں بشرطیکہ مینڈھیاں بندھی ہوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سکھلایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ پڑھا کرو۔ **اللهم ان هذا اقبال ليلك وادبار نهارك واصوات دعائك فاغفرلی** ۔اے اللہ یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور تیرے بلانے کی آوازوں کا وقت ہے پس مجھے بخش دے (مشکواۃ شریف)

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ دولت کدہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے وہ چونکہ نابینا تھے اس لئے یہ سمجھ کر کہ ان سے کیا پردہ کرنا ہے دونوں بیبیاں بیٹھی رہیں اور پردہ نہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو نہیں دیکھ سکتے۔ پھر پردہ کی کیا ضرورت؟ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو (مشکواۃ، ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتی ہیں اور عورتوں کو مرد کے مقابلہ میں آدھی میراث ملتی ہے (اس کا سبب کیا ہے) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (النساء/۳۲) یعنی ہوس (تمنا) مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک پر (جمع الفوائد)

ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قرآن میں عورتوں کا ذکر کیوں نہیں ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جمع الفوائد) ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب/ ۳۵) بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور ایمان والے اور ایمان والیاں، اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں، اور سچے اور سچیاں، اور صبر والے اور صبر والیاں، اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، اور روزے والے اور روزے والیاں،

اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں' اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں' ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے (کنزالایمان)

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی ایک وعظ کے موقع پر سنا کہ جس پر جنابت کا غسل فرض ہوا اور صبح ہو جانے تک غسل نہ کیا تو اب روزہ نہ رکھے (کیونکہ اس کا روزہ نہ ہوگا) میں نے اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا یہ تو عجیب مسئلہ بتایا۔ اس کے بعد میں اور والد' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس پہنچے اور ان سے تحقیق کی تو دونوں نے جواب دیا (یہ مسئلہ غلط ہے کیوں کہ) رسول اللہ ﷺ کو جنابت کی حالت میں صبح ہو جاتی تھی اور آپ روزہ رکھ لیتے تھے اور یہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں بلکہ مباشرت کی وجہ سے ہوتی تھی۔

یہ جواب سن کر ہم دونوں باپ بیٹے مروان بن الحکم کے پاس پہنچے اس وقت وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ ان سے والد نے اس کا تذکرہ کر دیا تو انھوں نے فرمایا میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ ضرور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے قول کی تردید کرو' لہذا ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے والد نے سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جواب نقل کر دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ ان دونوں نے یہ مسئلہ اس طرح بتایا ہے؟ والد نے فرمایا۔ جی ہاں انھوں نے یہی جواب دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہی زیادہ جانتی ہیں

مجھے تو فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بتایا تھا اور میں نے خود حضور نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا ہے۔ یہ فرما کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فتوے سے رجوع فرما لیا (جمع الفوائد)

ایک مرتبہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے طرز پر قراءت کر کے بتائی کہ آپ ایک ایک آیت پڑھ کر ٹھہرتے ﴿**بسم اللہ الرحمن الرحیم**﴾ پڑھ کر ٹھہرتے۔ پھر ﴿**الحمدللہ رب العلمین**﴾ پڑھ کر ٹھہرتے۔ ﴿**الرحمن الرحیم**﴾ پڑھ کر ٹھہرتے پھر ﴿**مالك يوم الدين**﴾ پڑھ کر: توقف فرماتے (غرضکہ آپ اسی طرح علحدہ علحدہ آیات کر کے پڑھتے تھے جمع الفوائد)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے حکم فرماتے تھے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو جن میں پہلا پیر یا جمعرات ہو (ابوداود ونسائی)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لنگی اور تہبند کا لٹکانا جس میں فخر اور تکبر ہو منع ہے آدھی پنڈل تک ہونا چاہیے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ عورت کا کیا حکم ہے؟ فرمایا وہ آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچا کرلے۔ عرض کیا کہ اس سے تو کام نہیں چلے گا کیوں کہ کپڑا اوپر ہی ہو جائے گا اور جگہ دکھائی دیتی رہے گی۔ فرمایا اچھا آدھی پنڈلی سے ایک ہاتھ نیچا کرلیں اس سے زیادہ نہیں (مشکواۃ شریف)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچوں کی پرورش :

سید عالم ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچوں کی بہ نفس نفیس پرورش فرمائی اوران کی تعلیم وتربیت کا خاص لحاظ رکھا۔ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا ایک مرتبہ آپ کے ساتھ کھانے کو جو بیٹھا تو پلیٹ میں چوطرف ہاتھ ڈالنے لگا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ﴿ **بسم اللہ الرحمن الرحیم**﴾ پڑھ کر کھایا کرواور اپنے داہنے ہاتھ سے کھایا کرواور اپنی طرف سے کھایا کرو (بخاری شریف)

صدقہ کرنے کی ہدایت :

ایک مرتبہ چند مساکین آگئے اور بہت ضد کر کے سوال کرنے لگے۔ان میں چند عورتیں بھی تھیں اس وقت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھر میں ایک اور خاتون موجود تھیں جن کو ام الحسین کہا جاتا تھا۔ انھوں نے ان مسکینوں سے کہا کہ چلو نکلو یہ سن کر ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے (کہ سوال کرنے والوں کو جھڑکیں اور بغیر کچھ دیئے واپس کر دیں) پھر ایک لڑکی سے فرمایا ان سب کو کچھ نہ کچھ دیدے اگر چہ ایک کھجور ہی ہو (الاستیعاب)

امر بالمعروف :

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی پابند تھیں۔ ایک روز ان کے بھیجتے نے دو رکعت نماز پڑھی چونکہ سجدہ کی جگہ غبار تھا اس لئے وہ

صاحبزادے سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑ دیتے تھے یہ دیکھ کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو روکا اور فرمایا یہ فعل حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک غلام (افلح) نے ایسا کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اے افلح اپنا چہرہ مٹی میں ملا (مسند امام احمد)

وفات :۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سال وفات کے بارے میں سیرت نگاروں میں اختلاف ہے لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ بوقت وفات آپ کی عمر ۸۴ چوراسی سال کی تھی۔ یہ بات یقینی ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ حرہ تک (اس عالم ناسوت میں) باحیات تھیں واقعہ حرہ ۶۳ھ میں پیش آیا۔ ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔ واقدی کا قول ہے کہ شوال ۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔ امام بخاری تاریخ کبیر میں ۵۹ھ لکھتے ہیں بقول ابن حبان امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آنے کے بعد آخر ۶۱ھ میں وفات پائی۔ ابراہیم عربی ۶۲ھ بتاتے ہیں مگر صحیح مسلم میں ہے کہ حارث بن عبداللہ بن ابی اور عبداللہ بن صفوان، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس لشکر کی بابت پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا یہ سوال اس وقت کیا گیا جب یزید بن معاویہ نے عقبہ کو لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف بھیجا اور واقعہ حرہ پیش آیا جو ۶۳ھ میں تھا اس لئے صاف ظاہر ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ حرہ تک زندہ تھیں۔ واللہ اعلم (زرقانی۔ سیرت رسول عربی)

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی پھوپی حضرت امیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاجزادی اور حضرت عبدالمطلب کی نواسی اورخاندان بنی ہاشم کی معزز خاتون تھیں حسن و جمال میں بھی یہ خاندان قریش کی بے مثال عورت تھیں۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہونے کے بعد حضور ﷺ کا نکاح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔حضور نبی کریم ﷺ کی یہ ساتویں زوجہ مطہرہ ہیں۔ یہ وہ عظیم خاتون ہیں جن کی وجہ سے اسلام میں دو ایسی رسموں کا قلع قمع ہوا جو اسلامی مزاج کے سخت خلاف تھیں ان میں ایک حضور نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہے جو عصبیت کی چکّی میں پسی ہوئی انسانیت پر ایک بہت بڑا حسان ہے اور دوسرا اپنے متبنیٰ کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح کرنا یہ بھی زمانہ جاہلیت کی ایک بری رسم تھی جو کہ اسلام نے ختم کردی۔

عقد اول : سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے جب انھوں نے طلاق دے دی تو اللہ رب العزت نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح سید عالم ﷺ کردیا۔

زید بن حارثہ : زید بن حارثہ نجیب الطرفین تھے والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدیٰ تھا۔ بچپن میں آپ کو ایک خزاقوں کے گروہ نے اٹھالیا اور مکہ کے

بازار میں لاکر بیچ دیا۔خریدنے والے حکیم بن حزام حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھیتجے تھے۔ انھوں نے چارسودرہم میں خریدکراپنی پھوپی (خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کودے دیا۔جب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوا تو انھوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبۃً سیدعالم ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپ نے اعلان نبوت سے قبل ان کو آزادفرما کراپنا بیٹا (متبنیٰ) بنالیااورلوگوں میں زید بن محمد ﷺ کے نام سے مشہور ہوگئے۔(سورۃ الاحزاب کے آغاز میں حکم دیا کہ متبنّیٰ تمہارا حقیقی بیٹا نہیں' یوں ہی صرف زبان ہلا دینے سے کسی کا بیٹا اپنا بیٹا نہیں بن سکتا۔اس لئے نہ ان کو اپنا بیٹا سمجھو نہ زبان سے ان کی فرزندی کی نسبت اپنی طرف کرو۔ اس ارشاد پرعمل کی ابتداء بھی ذات رسالت ماب ﷺ سے ہوئی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھیں زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارا جاتا تھا اب پھر اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوکر زید بن حارثہ کہے جانے لگے) زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین ان کی تلاش میں تھے وہ پتہ لگاتے لگاتے مکہ معظّمہ پہنچ گئے۔نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس دیا جائے۔حضور نبی کریم ﷺ نے منظور فرمالیا۔مگر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور ﷺ کے عنایات وکرم فرمائیوں کا اس قدر گہرا اثر تھا کہ انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور ماں باپ کے ساتھ جانے سے نکار کردیا۔ان کے والدین نے بھی جب دیکھا کہ ان کا بیٹا اس گھر میں بہ حالت غلامی نہیں بلکہ فرزندانہ تربیت پارہا ہے تو وہ بھی مطمئن ہوکر واپس چلے گئے۔حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین الی الاسلام میں سے تھے ان پر حضور نبی کریم ﷺ کی خاص توجہ تھی آپ اہم امور میں اُن سے کام لیتے اور لشکر کی قیادت تک ان کے سپرد

کر دیتے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کا نکاح اپنی پھوپی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دینا چاہا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عدم قبولیت کا اظہار کیا اور رخ پھیرا اس لئے وہ صاحب جمال اور خاندان قریش کی بے مثال خاتون تھیں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عدم قبولیت میں اپنی بہن کے ساتھ اتفاق کیا اور مکروہ سمجھا کہ ایک قریشہ کا نکاح آزاد کردہ غلام سے ہو (گو اسلام میں نکاح کے لئے نسب کی برابری دیکھنے کی بھی رعایت کی گئی ہے مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ غیر کفو میں نکاح جائز ہی نہ ہو) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عدم قبولیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے ماننا ہی چاہیے۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس بارے میں غور وفکر کرنے کی مہلت عنایت فرمایئے۔ رحمتہ اللعالمین ﷺ کی یہ حکم عدولی رب العالمین کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ فوراً جبرئیل امین احکم الحاکمین کا حکم لے کر فرش زمین پر اتر پڑے کہ کسی مومن مرد اور عورت کے لئے اس بات کی اجازت نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا رسول مکرم اسے کوئی حکم دے تو وہ انکار کر دے۔

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِيْنًا﴾

(الاحزاب ۳۳/ ۳۶) اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کچھ حکم فرما دیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا، وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

اس سے جو امر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ نبی مکرم کے حکم اور مشورہ میں فرق ہے حکم کے سامنے ہر ایک کو سرِ تسلیم خم کرنا ہوگا اور مشورہ میں اپنی رائے دینے کا اختیار ہے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے سامنے مومن کو اپنے ذاتی معاملات میں بھی کسی قسم کا حق نہیں ہوتا' اس لئے حضور نبی کریم ﷺ ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں۔ نیز حضور ﷺ کا حکم خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔

جب یہ ارشاد خداوندی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو فوراً حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کرنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود ان کا نکاح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا۔ مہر میں دس دینار ساٹھ درہم اور کچھ کپڑے گھریلو ضروریات کا سامان اور خورد و نوش کی چیزیں ان کے ہاں بھیج دیں (تفسیر الحسنات)

صاحب تفسیر ضیاء القرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگرچہ یہ آیت اس خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے یہ عام ہے۔ کسی مسلمان فرد' قوم' حکومت یا حکومت اسلامیہ کے مقرر کیے ہوئے کسی کمیشن اور قانون ساز ادارہ کو اس امر کا اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو نظر انداز کر کے اپنے لیے کوئی نئی راہ عمل تجویز کرے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اطاعت رسول کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں' ایک طرف ہم سچے مسلمان ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف ادنیٰ سے فائدہ کے لیے ہم احکام اسلام کو بڑی آسانی سے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ہماری اس دوغلی روش کے باعث اسلام رسوا ہو رہا ہے اور ہم اس چشمہ رحمت سے فیضیاب نہیں ہو رہے بلکہ دوسروں کی محرومی کا باعث بن رہے ہیں۔

یہاں صاف فرما دیا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کے رسول مکرم کے حکم سے سرتابی کی وہ کان کھول کرسن لے کہ وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ رشد وہدایت کے اجالے سے نکل کر گمراہی کے اندھیروں میں بہک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے بچائے آمین (تفسیر ضیاء القرآن)

زینب نبت جحش رضی اللہ تعالی عنہا کو اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ محبوب کبریا نے حکم دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ ﴿ **اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُه** ﴾ فرماتا ہے یعنی رسول کے حکم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کی نافرمانی کی چنانچہ ﴿ **وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ** ﴾ فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ رسول کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور رسول کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ رسول کی پکار اللہ تعالیٰ کی پکار ہے ﴿ **اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ** ﴾ اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر فورا حاضر ہو جاؤ۔ جب رسول کی پکار اللہ تعالیٰ کی پکار ہے تو ظاہر ہے کہ رسول کی پکار پر دوڑنے والا چونکہ اللہ تعالیٰ کی پکار پر دوڑنے والا ہے اس لئے حالت نماز میں اگر کوئی شخص رسول کی پکار پر دوڑے گا تو ہرگز اس کی نماز باطل نہیں ہوگی' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نماز میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم پر دوڑا ہے اس لئے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے جدا نہیں ہوا۔ رسول کی پکار پر دوڑنے والے کی نماز جب باطل نہیں ہوگی تو یقینی طور پر نماز میں رسول کو یاد کرنے اور حلیہ مبارکہ کا تصور کرنے والے کی نماز بھی باطل نہیں ہوگی بلکہ قبولیت نماز کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ قولی طور پر بھی تعلیم دیتے ہیں اور عمل کر کے دکھا کر بھی احکام و آداب سکھاتے ہیں۔ اس نکاح کے کر دینے سے آپ نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ غیر کفو میں شرعاً نکاح کر لینا درست ہے اور اس سے اسلام کی اس اہم تعلیم کا بھی پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دینداری کی بلندی تمام بلندیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو اس قدر واضح کیا کہ اپنی حقیقی پھوپی کی بیٹی کا نکاح ایک ایسے آزاد کردہ غلام سے کر کے دکھایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمابرداری میں سراپا محو تھا اور اس نکاح کے متعلق اپنے کلام پاک میں آیات نازل فرمائیں جو ہمیشہ پڑھی جاتی رہیں گی اور نسب پر فخر کرنے والوں کو دینداری کی تاکید کرتی رہی گی۔

صاحب تفسیر نعیمی حضرت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

اولاً تو یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم یکساں طور پر واجب العمل ہے۔ قرآن کے احکام اور احادیث کے احکام ایک ہی حکم میں ہیں۔ کیوں کہ یہاں فرمایا گیا ﴿اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُه﴾ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام فیصلہ فرمادیں اور ہونا بھی یہ چاہیئے کیوں کہ فرمان خدا حضور علیہ السلام ہی کے ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ حدیث و قرآن میں فرق صرف اس قدر ہے کہ قرآن کا مضمون اور عبارت یعنی کلمات وحی سے آئے اور حدیث کا مضمون تو وحی سے آیا۔ مگر کلمات حضور علیہ السلام کے ہیں۔ اسی لئے حدیث کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی' ہاں اگر یقینی طور پر ثابت ہو جاوے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس پر سارے احکام قرآن کے جاری

ہوں گے اور اس کا انکار کفر' اس سے قرآن کا نسخ جائز ہوگا۔ اور اگر اس کے حدیث ہونے میں شک ہے تو اس شک کی وجہ سے انکار کفر نہ ہوگا اور نہ اس سے نسخ قرآن ہو۔ نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج وغیرہ قرآن سے ثابت ہیں۔ اگر نماز کے اوقات ان کی تعداد کہ پانچ ہیں ان کی رکعتیں اسی طرح زکوٰۃ کا نصاب ادا کا طریقہ روزے کے فرائض طریقہ حج اس کے ارکان غرضکہ سب چیزیں احادیث سے ہی ثابت ہیں بلکہ یہ امر کہ قرآن کے تیس پارے ہیں اتنی سورتیں ہیں۔ یہ مکی ہے یہ مدنی اس میں فلاں جگہ آیت وغیرہ وغیرہ یہ سب احادیث ہی سے ثابت ہیں لہذا ماننا پڑے گا کہ احادیث دین میں ضروری ہیں۔

دوسرے یہ کہ حضور علیہ السلام مسلمانوں کی جانوں اور مالوں اور اولاد سب کے مالک ہیں جس طرح کہ مولیٰ کے حکم کے ہوتے ہوئے غلام کو کوئی حق ہی نہیں ہوتا کہ انکار کرے' اسی طرح حضور علیہ السلام کے حکم پر کسی کو انکار کا حق نہیں' لڑکیوں کے پیغام وسلام تو جگہ جگہ سے آیا ہی کرتے ہیں کسی کو منع اور کسی سے اقرار لڑکی والے کیا ہی کرتے ہیں۔ مگر یہ حضرت زید کا کیسا پیغام تھا کہ اس کے انکار کا نہ حضرت عبداللہ کو حق رہا نہ حضرت زینب کو' یہ پیغام نہ تھا بلکہ حکم مصطفےٰ تھا علیہ السلام۔ اسی طرح پیغام کے بعد خاص نکاح کے وقت لڑکی سے اذن لیتے ہیں کہ تیرا نکاح فلاں سے کردیں' لڑکی کو ہاں یا نہ کا اختیار رہتا ہے مگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کا بھی اختیار نہ رہا۔ یہ ہے سلطنت مصطفےٰ ﷺ

حضور ﷺ کا جو فرمان بطور شاہی حکم کے ہوگا اس کے نہ ماننے کا کسی کو حق نہ ہوگا اور جو فرمان کہ بطور مشورہ ہوگا اس کا قبول کرنا بہتر ہوگا مگر قبول نہ کرنے کا بھی حق ہوگا اسی لئے آیت میں فرمایا گیا ﴿ قَضَى ﴾ یعنی فیصلہ فرمادیں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ تعالےٰ عنہا آزاد ہوئیں ان کا نکاح حضرت مغیث سے ہو چکا تھا آزادی سے پہلے اس وقت ان کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ملا انہوں نے چاہا کہ نکاح فسخ کر دوں حضور علیہ السلام نے مغیث کی سفارش فرمائی کہ تم نکاح فسخ نہ کرو عرض کرنے لگیں کہ یا حبیب اللہ یہ حکم ہے یا مشورہ فرمایا۔مشورہ ہے' تو عرض کیا اگر مشورہ ہے' تو میں مغیث سے راضی نہیں ہوں اور نکاح فسخ کر دیا۔

تیسرا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اگر کوئی بھی حکم آقا و مولیٰ ﷺ کا اپنی طبیعت کے مطابق ہو تو اس پر حمد الٰہی ادا کرے اور اگر اپنی طبیعت یا اپنی رائے یا اپنی عقل کے خلاف ہو تو یہ قصور اپنی طبیعت اور عقل کا جانے اور اپنے کو اطاعت کرنے پر مجبور کرے' ان شاء اللہ اسی میں بہتری دیکھے گا۔اس حکم پر اعتراض کرنا بدبختی کی نشانی ہے۔دیکھو نکاح میں کفو کا لحاظ ہوتا ہے بظاہر حضرت زید حضرت زینب کے کفو نہ تھے مگر جب حکم رسالت مل گیا پھر یہ امور کیسے حکم سب پر مقدم ہے۔

روح البیان نے اس آیت کے تحت فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے مرشدِ کامل کے حکم کو بے چوں و چراں تسلیم کرے اور بے دھڑک اس پر اعتراض نہ کرے۔ مولانا روم فرماتے ہیں کہ سفر راہ طریقت کے لئے پیر کو اختیار کرو' ورنہ خطرہ ہے اور جب پیر پکڑ لیا تو سراپا تسلیم و رضا سے کام لو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خضر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تم میری کسی بات پر اعتراض نہ کرنا پھر فرماتے ہیں کہ اگر وہ کشتی توڑے تو دم نہ مارو اگر وہ بچہ کو قتل کرے تو سوال نہ کرو مگر یہ احکام مرشد کامل کے ہیں۔ناقص مرشد تو تباہی کا باعث ہے۔گمراہ پیر یا فاسق پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا سخت ظلم ہے۔ (شان حبیب الرحمٰن)

واقعہ طلاق :

ارشادنبوی ﷺ کے مطابق حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح تو کرلیا تھا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ عربی الاصل تھے مگر قریشی نہ تھے قریش کی لڑکیوں خصوصا اولاد عبدالمطلب کے لئے اشراف قریش میں کفوتلاش کئے جایا کرتے تھے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک سال یا کچھ زیادہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں رہےلیکن دونوں میں نباہ نہیں ہوا' طبیعتوں میں موافقت نہ ہوئی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی معمول کے مطابق عادات وحرکات کوحضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبر سمجھا کرتے تھے اوران کی نسبی شرافت کی بناء اپنے کواونچا سمجھنے اوراطاعت میں کوتاہی کرنے کی شکایت کیا کرتے تھے۔ مزاج اورطبیعت کا تفاوت قائم رہا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کواپنے عالی خاندان اورشریف النسب ہونے پرفخر تھا۔ آپ اپنے شوہر کے ساتھ وہ سلوک کا مظاہرہ نہ کرسکی جو رکھنا چاہیے تھا۔ جس کے سبب تلخ کلامی کی نوبت اکثر آتی رہتی تھی اور خانگی زندگی تلخیوں کا شکار ہوکر رہ گئی روزانہ کے اختلافات سے تنگ آکر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالی وقار میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوطلاق دینا چاہتا ہوں یہ بات سن کرحضور ﷺ کوبڑی تشویش ہوئی۔حضور ﷺ نے حضرت زید کوسمجھایا اورفرمایا کہ تم طلاق دینے سے باز آواوراس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو' ﴿اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾۔

مطلب یہ تھا کہ کل ہی کی بات ہے کہ میں نے بڑے شوق سے تمہارا نکاح کیا ہے

آج اگر تم طلاق دے دو تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے عزیزوں کی دل شکنی ہوگی لیکن حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ ممکن نہ رہا تھا۔ اصلاح احوال کے لئے انھوں نے سارے جتن کئے خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے ہر امکانی کوشش کی تھی لیکن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزاج کو بدلنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ (تفسیر الحسنات، مدارج النبوت، خزائن العرفان)

اگر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو طلاق دیتے تو ایسی سیدہ شریفہ کے لئے رسول اللہ ﷺ جیسا کفو اور کون ہوسکتا تھا؟ اس لئے حضور انور ﷺ کی خاطر اشرف میں آتا تھا کہ بصورت طلاق زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تطییب خاطر اور اس کے حقوق کی رعایت کے لئے ان سے نکاح کرلینا ضروری ہوگا مگر آپ اسے ظاہر نہ کرسکتے تھے۔ دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی یہ بتلا دیا گیا تھا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو طلاق دیں گے اس کے بعد زینب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں گی۔ اگرچہ منجانب اللہ یہ علم ہوگیا تھا کہ یہ واقعہ یوں ہی پیش آنے والا ہے لیکن دو وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلاق دینے سے روکا۔ اول یہ کہ طلاق دینا اگرچہ شریعت اسلام میں جائز ہے مگر پسندیدہ نہیں بلکہ ابغض المباحات یعنی جائز چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض و مکروہ ہے۔ دوسرے قلب مبارک میں یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ اگر انھوں نے طلاق دے دی اور پھر زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے ہوا تو عرب اپنے دستور جاہلیت کے مطابق یہ طعنے دیں گے کہ اپنے بیٹے (متبنیٰ) کی بیوی سے نکاح کرلیا اگرچہ قرآن نے اس دستور جاہلیت کو سورۂ احزاب کی ابتدائی آیات میں ختم کردیا ہے اس کے بعد کسی مومن کے لئے تو اس کے وسوسہ کا بھی خطرہ نہ تھا مگر کفار جو قرآن ہی کو نہیں مانتے وہ

اپنی جاہلانہ رسم یعنی منہ بولے بیٹے کو تمام احکام میں حقیقی بیٹے کی طرح سمجھنے کی بناء پر زبان طعن دراز کریں گے یہ اندیشہ بھی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلاق دینے سے منع کرنے کا سبب بنا۔ اس امر کی طرف آیت ذیل میں اشارہ ہے۔

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَااللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَی النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾ اور یاد کیجئے جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ تعالیٰ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی احسان فرمایا' اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن وتشنیع کا) حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

جو رسمیں کسی معاشرہ میں جڑ پکڑ جاتی ہیں لوگ ان کے اتنے گرویدہ ہو جاتے ہیں کہ ان سے دست کش ہونا پسند نہیں کرتے۔ خواہ وہ رسمیں لغو اور بیہودہ کیوں نہ ہوں۔ عوام الناس تو محض قدامت پسندی اور کورانہ تقلید کے باعث ان رسوم کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور اہل دانش وفہم اس خوف سے ایسا کرنے کی جراءت نہیں کرتے کہ اس طرح ان کا معاشرتی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ قوم ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جائے گی۔ اور لاقانونیت پھیل جائے گی۔ اس لیے عوام اپنے نقطہ نظر سے اور خواص اپنے اندیشوں کے باعث مروجہ رسوم کو نہیں چھیڑتے اور اگر کوئی شخص ان میں ردوبدل اور اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ عرب میں دیگر لغو رسموں کے علاوہ یہ بیہودہ رسم بھی تھی کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا متبنیٰ بنالیتا تو اسے وہی حقوق حاصل ہو جاتے جو حقیقی فرزند کو حاصل

ہوتے ہیں۔ وہ متبنیٰ بنانے والے کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہوتا۔ اس کی زوجہ کی بھی وہی حیثیت ہوتی جو سگے بیٹے کی بیوی کی ہو۔ وہ اجنبی لڑکا اس قبیلہ کا فرد شمار ہونے لگتا۔ اس طرح اس رسم کے باعث طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ نسب میں خلط ہو رہا تھا۔ بیٹا وہ کسی کا ہوتا لیکن متبنیٰ بننے سے اپنے خاندان سے کٹ جاتا اور دوسرے خاندان کا فرد شمار ہوتا۔ اگر کسی کی حقیقی اولاد نہ ہوتو اس کے دوسرے قریبی رشتہ دار اس کے مال متروکہ کے حقدار بنتے ہیں لیکن متبنیٰ ہونے کی صورت میں یہ اجنبی بچہ ان کے سارے حقوق کو غصب کر لیتا اور خونی اور نسبی قرابت رکھنے والے قریبی رشتہ دار بھائی بھتیجے محروم کر دیئے جاتے جو صریح ظلم تھا۔ پھر ایسے متبنی کی بہو کے ساتھ اگر بعینہ وہی سلوک کیا جائے تو حرمت مصاہرت کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ متبنی بنانے والے پر اس کے متبنی کی بیوی حرام' اس کی بیوی کی ماں حرام' اگر کوئی اس کی بیٹی ہو تو وہ حرام۔ یہ عورتیں جن سے نکاح حلال ہے ان سے اس رسم کے باعث نکاح حرام ہو جاتا تھا۔ اس جاہلانہ رسم سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں اور معاشرہ گوناگوں مشکلات میں مبتلا تھا لیکن سماج کے اس رواج کی اصلاح کرنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم فرماتے ہوئے جب حضور اکرم ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو حضور نے ان تمام رسوم ورواج کو ختم کر دیا۔ اگر حضور ﷺ سوسائٹی کے دباؤ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا جرأت مندانہ اقدام نہ فرماتے تو اور کون اصلاح کرتا۔ اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا تو قیامت تک ان محرومیوں کا سلسلہ جاری رہتا۔

سورہ پاک کے آغاز میں حکم دیا کہ متبنی تمہارا حقیقی بیٹا نہیں۔ یوں ہی صرف زبان ہلا دینے سے کسی کا بیٹا اپنا بیٹا نہیں بن سکتا۔ اس لیے نہ ان کو اپنا بیٹا سمجھو نہ زبان سے

اس کی فرزندی کی نسبت اپنی طرف کرو۔ اس ارشاد پر عمل کی ابتداء بھی ذات رسالتمآب سے ہوئی۔ حضرت زید جنہیں زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارا جاتا تھا اب پھر اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہو کر زید بن حارثہ کہے جانے لگے۔ ﴿وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ اَبۡنَآءَكُمۡ ذٰلِكُمۡ قَوۡلُكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ﴾ (الاحزاب) اورتمہارے لے پالکوں (متبنی) کوتمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمہارے کہے جانے لگے منہ کی بات ہے لیکن ابھی تک اس رسم ورواج کے کئی غلط اثرات باقی تھے جن کے متعلق قوم کے جذبات از حد حساس واقع ہوئے تھے ان کے خلاف سوچنا بھی ان کے اختیار میں نہ تھا اپنے متبنی کی زوجہ ان کے نزدیک بعینہ اس حیثیت کی مالک تھی اپنے حقیقی بیٹے کی بہو کی حیثیت تھی عرب کا قانون بھی اپنے بیٹے کی بیوی مطلقہ ہو یا بیوہ سے نکاح کی اجازت نہیں دیتا تھا۔قرآن نے بھی اس کی حرمت کو برقرار رکھا متبنی کی بیوی کی حیثیت بھی وہی تھی اس کے حرام ہونے میں انہیں قطعا کوئی شبہ نہ تھا۔ اسلام نے اس قبیح رسم اوراس پر مرتب ہونے والے نتائج کو منسوخ کر دیا۔

واقعہ کی صحیح صورت تو یہ ہے جو آپ کے سامنے بلاکم وکاست پیش کر دی گئی' لیکن یورپ کے متعصب اور تنگ نظر پادریوں نے جنہوں نے دنیا کو دھوکا دینے کے لیے مورخ محقق اور مستشرق کا لباس اوڑھ رکھا ہے تاریخ اسلام کے اس سادہ سے واقعے کو یوں اچھالا اوراسے ایسا رنگ دیا کہ اچھے اچھے سمجھ داران کے دام فریب میں پھنس گئے اور دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

آیئے! قرآن کریم کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جہاں جہاں انہوں نے ٹھوکر کھائی یا دانستہ اپنی بد باطنی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی نشاندھی کریں تاکہ حقیقت اپنی رعنائیوں کے ساتھ آشکارا ہو جائے۔

بعض غلط اور بالکل باطل روایات کا سہارا لے کر یہ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے ہوگیا تو ایک روز اچانک حضور ان کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت زینب بے دھیانی کے عالم میں بیٹھی تھیں۔ اچانک جب ان پر نظر پڑی تو حضور ان پر فریفتہ ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے: **سبحان الله مقلب القلوب** ۔ پاک ہے دلوں کو بدلنے والا۔ یہ آواز حضرت زینب نے سن لی۔ زید آئے ساری بات کہہ سنائی، حضرت زید نے یوں ہی مناسب سمجھا کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دیں تاکہ حضور ان سے نکاح کر سکیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ارادہ ظاہر کیا، حضور ﷺ نے زبان سے تو یہ فرمایا کہ زید اپنی زوجہ کو طلاق نہ دے اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے لیکن حضور ﷺ کی دلی خواہش یہی تھی کہ زید طلاق دیدے تو حضور ﷺ اُن سے نکاح کریں۔ محض ظاہر داری کے طور پر نبی کریم ﷺ نے انہیں طلاق دینے سے منع فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر عتاب فرمایا اور کہا کہ تم زبان سے کچھ کہہ رہے ہو اور دل میں کچھ چھپاتے ہو، میں تمہارے دل کے پوشیدہ رازوں کو ظاہر کر دوں گا۔ چنانچہ ان بدباطنوں نے اس آیت کے ان جملوں ﴿**اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخۡفِىۡ فِىۡ نَفۡسِكَ مَااللّٰهُ مُبۡدِيۡهِ**﴾ کا یہی معنیٰ لیا ہے اور اپنی خبث باطنی کے باعث بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں گستاخی کی جراءت کی۔

دل ہرگز برداشت نہیں کرتا کہ ان کی اس یاوہ گوئی کو لکھنے کی جرأت کرے لیکن جب تک اسے لکھا نہ جاتا اس کا رد ممکن نہ تھا پر آپ کو ایک عقیدتمند کی حیثیت سے نہیں ایک حقیقت پسند کی حیثیت سے ان کی اس ہرزہ سرائی میں غور کرنے کی دعوت دیتا

ہوں، صداقت خود بخود نکھر کر سامنے آ جائے گی۔

اگر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اجنبی خاتون ہوتیں، کسی غیر قبیلہ کی فرد ہوتیں، جنہیں حضور ﷺ نے کبھی نہ دیکھا ہوتا تو پھر اُن کی اس بے سر و پا حکایت کو ماننے کی وجہ بھی ہوتی کہ اچانک دیکھا اور دل میں اُن کی خوبصورتی کو دیکھ کر جذبہ الفت پیدا ہوا، حالانکہ واقعہ ایسا نہیں آپ حضور کی پھوپھی زاد ہیں، حضرت عبدالمطلب کی نواسی ہیں۔ حضور ﷺ کے سامنے ولادت ہوئی۔ حضور ﷺ کے گھر کے صحن میں ان کا بچپن گزرا۔ حضور ﷺ کی آنکھوں کے سامنے وہ جوان ہوئیں، صبح وشام اپنی پھوپھی کے ہاں آمدورفت رہتی۔ کونسی ایسی بات تھی جس کا حضور ﷺ کو علم نہ تھا۔ اُن کی زندگی کا کونسا ایسا پہلو تھا جو حضور ﷺ پر مخفی تھا اور اُس روز اچانک آشکارا ہوا اور محبت کا طوفان اٹھ آیا۔ نعوذ باللہ

اور سُنیے ۔حضرت زینب ان سعادتمند خواتین میں سے تھیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں ایمان سے مشرف ہوئیں، پھر حضور ﷺ کی ہجرت کے بعد مکہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آ گئیں۔

مزید غور فرمایئے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اور اُن کے بھائی نے یہ خیال کیا کہ حضور ﷺ اپنی ذات اقدس کے لیے رشتہ طلب فرما رہے ہیں۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے بطیّب خاطر بصد مسرت اس پیغام کو قبول کیا۔لیکن جب پتہ چلا کہ یہ پیغام زید کے لیے تھا تو پھر وہ صورت حالات پیدا ہوئی جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو کوئی غیرت منداور حقیقت پسند شخص اس داستان

سراپا ہذیان کو قبول نہیں کرسکتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب حضرت زینب کنواری تھیں اور حضور ﷺ کے حرم کی زینت بننے کو اپنے لئے اور اپنے کنبہ کے لیے باعث صد عزت محسوس کرتی تھیں۔ اس وقت تو حضور ﷺ کے دل میں کوئی کشش پیدا نہ ہوئی اور جب ایک سال سے زائد عرصہ آپ کے آزاد کردہ غلام کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرچکیں تو اچانک یہ صورت پیدا ہوگئی' جو اُن عقل کے اندھوں کو نظر آنے لگی۔

آپ پوچھ سکتے ہیں کہ پھر قرآن کریم کے ان جملوں کا مطلب کیا ہے۔(۱) ﴿اَمۡسِكۡ عَلَيۡكَ زَوۡجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ﴾ کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔حضور ﷺ کو یہ فرمانے کی کیا وجہ تھی۔ (۲) ﴿تُخۡفِىۡ فِىۡ نَفۡسِكَ﴾ وہ کیا بات تھی جسے حضور ﷺ اپنے دل میں چھپانا چاہتے تھے۔ (۳) ﴿وَتَخۡشَى النَّاسَ﴾ کا معنی کیا ہے۔ حضور ﷺ لوگوں سے کیوں خوف فرما رہے تھے؟

آیئے یہ بھی سن لیجئے تاکہ آپ کے دل کی ہر خلش دور ہو جائے۔ بفضلہٖ تعالیٰ

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد نبوی کے مطابق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح تو کرلیا تھا لیکن مزاج اور طبیعت کا تفاوت قائم رہا۔ آپ کو اپنے عالی خاندان اور شریف النسب ہونے پر جو فخر تھا اس سے ان کی خانگی زندگی تلخیوں سے دوچار ہوتی رہتی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ وہ سلوک روا' نہ رکھتیں جو روا' رکھنا چاہیے تھا۔ تلخ کلامی کی نوبت اکثر آتی رہتی تھی۔ حضرت زید بھی غیرتمند جوان تھے۔ وہ آئے دن کی یہ بے عزتی اور تذلیل برداشت کرتے کرتے تھک گئے تھے۔ اُن کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے اُن کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ سال بھر کی ترش کلامی کے باعث زید دل

برداشتہ ہو گئے باہمی مودت والفت کی جگہ شدید نفرت نے لے لی اور طلاق کے بغیر اس الجھن کا انہیں کوئی حل نظر نہیں آتا تھا کیونکہ یہ نکاح حضور ﷺ نے خود کیا تھا۔ اس لیے ان کی یہ مجال نہ تھی کہ چپکے سے طلاق دے کر انہیں فارغ کر دیتے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ حاضر ہوئے اور اپنی ساری بپتا کہہ سنائی۔ حضور ﷺ کو بھی زید کے اس ارادے سے بڑی تشویش ہوئی اور یہ بالکل قدرتی عمل تھا۔ کل اتنا مجبور کر کے نکاح کیا اور آج زید نے طلاق دے دی' لوگ کیا کہیں گے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے انہیں یہی سمجھایا کہ تم طلاق دینے سے باز آؤ اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

کل میں نے بڑے شوق سے تمہارا نکاح کیا ہے آج اگر تم طلاق دیدو تو حضرت زینب اور ان کے عزیزوں کی دل شکنی ہوگی' لیکن حضرت زید کے لیے یہ ممکن نہ رہا تھا۔ اصلاح احوال کے لیے انہوں نے سارے جتن کیے تھے اور ہر امکانی کوشش کی تھی، لیکن حضرت زینب کے مزاج کو بدلنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

وہ بات جسے حضور ﷺ چھپا رہے تھے اور جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا وہ کیا تھی؟ اس کے متعلق وضاحت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین علیہ وعلیٰ ابیہ وجدہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ **اوحیٰ اللہ تعالیٰ ماوحی اللہ تعالیٰ بہ ان زینب سیطلقھا زید وتتزوجھابعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام**۔۔ (روح المعانی قرطبی) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر یہ وحی فرمائی تھی کہ زید حضرت زینب کو طلاق دے دیں گے اور آپ اُن سے نکاح فرمائیں گے مفسرین میں سے اہل تحقیق کا یہی قول ہے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ﴿زَوَّجۡنَاکَهَا﴾ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسکی حکمت بھی خود ہی بیان فرما دی کہ پہلے جو

رسم چلی آ رہی ہے کہ اپنے متبنیٰ کی زوجہ سے نکاح حرام ہے اس کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ لوگ اس رسم قبیح کے باعث جن پریشانیوں سے دوچار ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

ایک بار پھر ﴿وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ کے کلمات پر بھی غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بتا دیا کہ اس رسم بد کو ختم کرنے کے لیے اس کا فیصلہ یہ ہے کہ زید طلاق دے گا اور آپ اُن سے نکاح کریں گے۔ حضور ﷺ جانتے تھے کہ کفار و منافقین اس پر بہتان طرازی کا طوفان برپا کر دیں گے' حقیقت کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں گے اور پروپگنڈہ کا جو مؤثر موقع انہیں ملا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ اُن کی زبان درازیوں کے باعث ہوسکتا تھا کہ بعض کمزور ایمان والے پھسل جائیں' یہ اندیشہ تھا جو حضور ﷺ دل ہی دل میں محسوس فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ ایسے اندیشوں کو اس کا محبوب رسول پرکاہ کی بھی وقعت دے۔ جھوٹ کے طوفان باندھنے والے باندھا کریں۔ دین اسلام کا پرچم سرنگوں نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ کی عزت وعظمت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اگر کوئی بدبخت ان کی ہرزہ سرائی سے متاثر ہو کر اسلام سے اپنا رشتہ توڑتا ہے تو آپ کو میرے محبوب! کیا پروا' ایک بار نہیں سو بار انہیں روٹھنے دو۔ اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں **اما ماروی ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم هوی زینب امراءة زیدوربما اطلق بعض المجان لفظ عشق فهذا انما یصدرعن جاهل لعصمة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم علیٰ مثل هذا اومستخف بحرمته** (قرطبی) کہ یہاں جو افسانہ گھڑا گیا ہے یہ اُن لوگوں کی طرف سے ہے جنہیں نبی کریم ﷺ کی عصمت کا علم نہیں ہے یا انہوں نے دانستہ شانِ نبوت کو گھٹانے کی کوشش کی۔ علامہ آلوسی کی بھی یہی رائے ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شرف زوجیت :

مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی ہے اس واقعہ سے فطری طور پر حضور ﷺ کے قلب نازک پر صدمہ گزرا۔ چنانچہ جب ان کی عدت گزر گئی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کا رابطہ کلی طور پر منقطع ہو گیا تو محض حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلجوئی کے لئے حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو اپنے نکاح کا پیغام دے کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا۔ یہ خوشخبری سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مشورہ لئے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتی ہوں یہ کہہ کر استخارہ کرنے کے لئے نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں (فتح الباری)

دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی کہ خداوندا۔ تیرے رسول نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو ان کے ساتھ میرا نکاح فرما دے۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ دعا فوراً ہی قبول ہوگئی اور حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾

(الاحزاب/۳۷) پھر جب پوری کرلی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اسکا آپ سے نکاح کر دیا تاکہ (اس عملی سنت کے بعد) ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ پورا کرلیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہر حال میں ہوکر رہتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا اور اس جاہلانہ رسم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر کے رکھ دیا۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ فرمادیا ہے۔ یہ سن کر حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضور ﷺ کی خادمہ تھیں دوڑتی ہوئی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچیں اور یہ آیت سنا کر خوشخبری دی۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انعام میں عطا فرمادیئے اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔ (مدارج النبوت)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بغیر اجازت ہی مکان میں چلے گئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے میرے ساتھ نکاح فرمالیا۔ ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کردیا ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے اس نکاح کے گواہ ہیں۔ آیت کا نازل ہونا ہی نکاح تھا۔

اس واقعہ نکاح سے کئی چیزیں معلوم ہوئیں:

(۱) جسے کوئی شخص اپنا بیٹا بنالے تو وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا ہے۔ منہ بولے بیٹے (متبنیٰ) کی بیوی سے نکاح درست ہے جب کہ وہ طلاق دیدے اور عدت گذر جائے

(۲) عورت یا مرد کے پاس جب کسی کے نکاح کا پیغام پہنچے تو اسے اس بارے میں

استخارہ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینے میں نفع ہے دیکھو حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا لیکن پھر بھی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیغام پہنچنے پر استخارہ کیا۔ (۳) سب مومن آپس میں ایمانی بھائی ہیں' عداوت اور بغض ایمان والوں کا کام نہیں۔ مرد عورت کا جب نکاح ہو جاتا ہے تو ان دونوں میاں بیوی میں اور ان کے خاندانوں میں ایمانی برادری کے ساتھ ساتھ ایک تعلق اور بڑھ جاتا ہے لیکن اگر وہ تعلق ٹوٹ جائے (مثلاً یہ کہ شوہر بیوی کو طلاق دیدے) تو آپس میں دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بلکہ ایمانی بھائی بہن اب بھی ہیں' دونوں ایک دوسرے کا احترام کرے۔ ایک دوسرے کا برا نہ چاہیں۔ غالباً یہی تعلیم دینے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔

جب یہ نکاح ہو گیا تو مخالفوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام کر دیا مگر خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اس پر یہ آیت نازل ہو۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾

(احزاب/ ۵) محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم النبین ہیں۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حریم نبوت میں رونق افروز ہوئیں تو بہتان تراشی کے جس طوفان کا اندیشہ تھا وہ امنڈ کر آ گیا اور بدباطن یہودیوں اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی کو اپنی زوجہ بنا لیا' کبھی ایسا اندھیر بھی ہوا تھا جیسے انہوں نے کر دکھایا چلو ہمارے رسم و رواج کو تو رہنے دو' وہ خود بھی آج تک یہی بتاتے رہے کہ بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا' اب پھر

خود اپنے بیٹے زید کی مطلقہ اہلیہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

ان کی اس ہرزہ سرائی کو قرآن حکیم نے اس جملہ سے ختم کر کے رکھ دیا کہ تم میں سے حضور کسی مرد کے باپ نہیں، جب باپ نہیں ہیں تو زید بیٹا کیسے بن گیا۔ وہ تو اپنے باپ حارثہ کا بیٹا ہے۔ تمہارا یہ اعتراض محض تمہارے خبث باطن کی پیداوار ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

﴿ اَبَـا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ ﴾ میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ یعنی حضرت فاطمہ زہرا، رقیہ وکلثوم و زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے والد ہیں مرد کے باپ نہ رہے حضرت ابراہیم وطیب وطاہر وقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ بچپن ہی میں وفات پاگئے ان کو مرد نہ کہا جائے گا (شان حبیب الرحمٰن)

باپ ہونے کی نفی کی اور اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کا اعلان فرما دیا۔ بیشک باپ اپنی اولاد پر بڑا مہربان اور شفیق ہوتا ہے لیکن رسول کو جو قلبی تعلق اپنی امت کے ہر ہر فرد سے ہوتا ہے اور جو لطف وکرم وہ فرماتا ہے اس کے مقابلہ میں باپ کی ساری شفقتیں ہیں۔ باپ کی مہربانیاں اولاد کی جسمانی اور مادی دنیا تک محدود ہوتی ہیں۔ رسول کی نگاہ کرم سے امتی کا جسم اور روح ظاہر اور باطن دل اور عقل سب فیض یاب ہوتے ہیں۔ باپ کی شفقتیں روز حشر کسی کام نہیں آئیں گی بلکہ سارے دنیاوی رشتے اس دن ٹوٹ جائیں گے۔ ﴿يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيۡهِ ﴾۔ (اُس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے) لیکن رسول کے لطف عنایت سے دنیا اور آخرت دونوں میں اس کا امتی شاد کام ہوتا ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

ولیمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ۵ھ میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوشرف زوجیت سے سرفراز فرمایا اُس وقت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۳۶ سال تھی حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر بھی نہیں فرمائی۔ اس دعوت ولیمہ میں حضور ﷺ نے تمام صحابہ کرام کونان وگوشت کھلایا ایک بکری ذبح فرما کر ولیمہ کیا گیا۔آپ کے طعام میں کئی معجزے ظاہر ہوئے اور نکاح زینب سے لوگوں کو جاہلیت کی عادت سے نکالا اور خاص شریعت وضع فرمائی (مدراج النبوت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس موقع پر آپ کی خدمت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ حریرہ بنا کر ایک برتن میں بھیج دیا اور تقریباً ۳۰۰ افراد نے خوب پیٹ بھر کر کھایا (مسلم شریف)

امام بخاری‘ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوشرف زوجیت بخشنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے تمام احباب کو ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی‘ روٹی اور گوشت سے سب مہمانوں کی تواضع فرمائی‘ مجھے سب صحابہ کو بلانے کے لئے مقرر فرمایا۔ ایک گروہ آتا کھانا کھا کر چلا جاتا تھا پھر دوسرا گروہ آجاتا تھا۔ یہ سلسلہ سارا دن جاری رہا۔ شام کے بعد مہمانوں کی آمد پھر شروع ہوگئی یہاں تک کہ کافی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے حضور کی طرف سے دعوت سب کو دی ہے کسی کو نہیں چھوڑا‘ سب نے بصد مسرت اس دعوت کو قبول کیا اور شریک ہوئے اور کوئی آدمی باقی نہیں رہ گیا‘ فرمایا کھانے کے برتن اٹھالو اور دسترخوان بڑھالو۔ (ضیاء النبی ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک

اس کھانے میں رکھا اور کچھ پڑھا۔ اس کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب نے کھالیا تب بھی ختم نہ ہوا۔ سب فارغ ہوگئے تو سید عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے انس اس کھانے کو اٹھالو میں نے اسے اٹھایا تو یہ فیصلہ نہ کرسکا کہ جب یہ کھانا میں نے لوگوں کے کھانے کے لئے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے (مسلم شریف)

غرض کہ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سینکڑوں صحابہ کرام کے کھالینے پر بھی سارا بچ گیا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے زیادہ ہے۔

نزول حجاب : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد رات گذرنے پر صبح کو ولیمہ کیا چنانچہ آپ نے لوگوں کو بلایا لوگ آئے اور کھانا کھا کر چلے گئے لیکن تین آدمی بیٹھے رہے انھوں نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا اور بہت دیر لگادی۔حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے بہت تکلیف ہوئی۔آپ چاہتے تھے کہ یہ لوگ چلے جائیں لیکن لحاظ کی وجہ سے مناسب نہ سمجھا کہ ان کو چلے جانے کے لئے فرمائیں۔حضور ﷺ پھر کچھ دیر کے لئے اس گھر سے تشریف لے گئے اس اثناء میں ازواج مطہرات سے ملاقات کی اور خیریت مزاج دریافت کی۔ پہلا حجرہ' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا وہاں گئے اور فرمایا **السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله وبركاته** انھوں نے عرض کی۔**وعليك السلام ورحمة وبركاته** پھر پوچھا **كيف وجدت اهلك بارك الله لك** آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسے پایا۔ اللہ تعالیٰ کی برکتیں حضور کے شامل حال ہوں۔اس طرح تمام امہات المومنین کے کمروں میں تشریف لے گئے اور انھیں اپنی زیارت سے شاد فرمایا۔حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ لوگ گفتگو میں مصروف تھے' لہذا آپ پھر واپس ہوئے

اور میں (انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کے ساتھ تھا حتیٰ کہ آپ پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے اور یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اب چلے گئے ہوں گے۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہو گیا اس مرتبہ آ کر دیکھا کہ لوگ چلے گئے ہیں اس کے بعد آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آیت نازل ہو گئی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ نکل گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ اندر جانے لگا' لہٰذا آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کا حکم نازل ہوا اور لوگوں کو پردہ کی نصیحت ہوئی۔ جو آیت اس وقت نازل ہوئی یہ ہے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب/۵۳)

اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھر میں بجز اس صورت کہ تم کو کھانے کے لئے آنے کی اجازت دی جائے (اور) نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے اندر چلے آؤ پس جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ۔ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کی باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں اور چپ رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کی شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز تو مانگو پس پردہ ہو کر۔ یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے تمہارے دلوں کے لئے نیز ان کے دلوں کے لئے (ضیاء القرآن)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پہلے میں نے سنی' یہ بھی فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے باہر نکل کر لوگوں کو یہ آیات سنا دیں (مسلم شریف) آیت پردہ میں اس تساہل کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ کبھی استاد کی اہل خانہ اپنے شاگردوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں سمجھتیں اس آیت سے تنبیہ فرمادی کہ جب مسلمانوں کو ازواج مطہرات کے ہاں گھس آنے کی اجازت نہیں تو اور کون ہے جو اس اجازت کا مستحق ہو شیطان کسی وقت بھی دل میں فاسد خیال پیدا کرسکتا ہے پردے کا حکم جو تمہیں دیا گیا ہے اس میں ہرگز تساہل نہ کرو بلکہ سختی سے اس پر عمل کرو۔

پَردہ کیا ہے:

پَردہ عِفت اور پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔

پردہ دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

پَردہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔

پَردہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

پَردہ ایمان کی علامت ہے۔

پَردہ حیاء کی علامت ہے۔

پَردہ غیرت کی علامت ہے۔

بے پَردگی کیا ہے:

بے پَردگی موجب لعنت ہے۔

بے پَردگی ہولناک تباہی ہے۔

بے پَردگی جہنمی عورتوں کی نشانی ہے۔

بے پَردگی قیامت کے روز روسیاہ کرے گی۔
بے پَردگی نفاق کی علامت ہے۔
بے پَردگی رسوائی کا ذریعہ ہے۔
بے پَردگی گناہ کی جڑ ہے۔
بے پَردگی شیطانی طریقہ ہے۔
بے پَردگی یہودیوں کا طریقہ ہے۔
بے پَردگی زمانہ جاہلیت کی گندگی ہے۔
بے پَردگی انحطاط اور پس ماندگی کا ذریعہ ہے۔
بے پَردگی عظیم فتنے کا دروازہ ہے۔

عورتوں کے لئے پردہ بہت ضروری چیز ہے اور بے پردگی بہت ہی نقصان دہ ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں ہیں ۔۔ ایسی مائیں کہ تمام جہاں کی مائیں اُن کے قدم پاک پر قربان۔ اگر امہات المؤمنین مسلمانوں سے پردہ نہ کرتیں تو ظاہراً کوئی حرج نہیں تھا' کیونکہ اولاد سے پردہ کیسا؟ مگر قرآن کریم نے ان پاک بیویوں سے خطاب کر کے فرمایا
﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾ (الاحزاب/۳۳)
تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا۔

امہات المومنین کو اپنے گھروں میں سکون و وقار سے ٹھہرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور بلاضرورت گھروں سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جا رہی ہے اور زمانہ جاہلیت میں عورتیں جس طرح بن ٹھن کر بازاروں میں بے حجاب پھرا کرتی تھیں اور اپنے حُسن

وجمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس سے سختی سے روکا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہاں خطاب صرف ازواج الرسول سے ہے لیکن اُمت کی ساری خواتین کے لئے یہی حکم ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ناز وادا سے مٹکتی اور لچکتی ہوئی سرِ بازار ٹہلا کرتی تھیں اس سے باز رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اس آیت میں ازواج مطہرات سے کلام تھا' اب مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے۔

﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ (الاحزاب/۵۳)

یعنی اے مسلمانو ! جب تم نبی کریم (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی استعمالی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

دیکھو ازواج مطہرات کو اپنے گھروں میں ٹھہرنے کے لئے فرمایا گیا اور اب یہاں مسلمانوں کو ادب سکھایا جا رہا ہے کہ تمہیں حضور ﷺ کے اہلِ خانہ سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو' اندر گھس آنے کی قطعاً اجازت نہیں' یہ طریقہ کار تمہارے لئے اور امہات المومنین کے لئے قلب کی پاکیزگی کا باعث ہے۔ یہاں اس تساہل کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ کبھی اُستاد کی اہلِ خانہ اپنے شاگردوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں سمجھتیں۔ اس آیت سے تنبیہ فرما دی کہ جب مسلمانوں کو ازواجِ طاہرات کے ہاں گھس آنے کی اجازت نہیں تو اور کون ہے جو اس رخصت کا مستحق ہو۔ شیطان کسی وقت بھی دل میں فاسد خیال پیدا کر سکتا ہے۔ پردے کا حکم جو تمہیں دیا گیا ہے اس میں ہرگز تساہل نہ کرو بلکہ سختی سے اس پر عمل کرو۔

اسلام کے نزدیک عفت وعصمت کی جو قدر و منزلت ہے اس کے پیشِ نظر یہ احکام صادر فرمائے جا رہے ہیں۔ ان راستوں کو ہی بند کیا جا رہا ہے اُن اسباب کا ہی قلع قمع کیا جا رہا ہے جن کے ذریعہ اس متاعِ گرانمایہ کے لُٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کوئی

زیرک قیمتی جواہرات رکھ کر اپنے گھر کے دروازے چوروں کے لئے نہیں کھولتا' جو لوگ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ ان کے گھروں کی خواتین' ان کی بچیاں' بہنیں پختہ کردار کی مالک ہیں' وہ اگرچہ قیمتی اور بھڑکیلے ملبوسات پہن کر بے پردہ گھومتی رہیں تو اُن کی عزت و آبرو پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ انہیں ہم نرم سے نرم الفاظ میں' بھولا' کہہ سکتے ہیں اور اُن کا یہ بھولا پن انہیں ایک روز ایسے گڑھے میں پھینک دے گا جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ فطرتِ انسانی کے حیوانی تقاضوں کی شدت سے ان کی دانستہ چشم پوشی انہیں ایسے بھیانک نتائج سے دوچار کردے گی کہ اُن کا قلبی سکون برباد اور ذہنی توازن بگڑ کر رہ جائے گا۔ اُس وقت وہ پچھتائیں گے جب چڑیاں کھیت چُگ گئی ہوں گی۔ اس وقت وہ روئیں گے لیکن اُن کو اپنے درد کا درماں نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ**﴾ (النور/۳۱)

آپ مسلمان عورتوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (مردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مردوں سے علحدہ رہے۔ Men and woman (not allowed to look each other) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

(اپنی عصمتوں (Sexual Parts) کی حفاظت کریں ۔ ہر اس چیز سے حفاظت کی جائے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اس میں بدکاری، مس کرنا اور دیکھنا سب داخل ہیں ۔۔ بدنظری ، عاشقانہ افسانے اور ڈرامے Comic بے حیائی کے مناظر دکھانے والی فلمیں ڈرامے ، خیالات و جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے تصویریں Sexual Scene سے دوری اختیار کریں) اپنا بناؤ سنگھار و آرائش نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے (اجنبی وغیر مردوں پر اپنا سنگھار (Adornment) ، میک اپ ، خوشبو و پوڈر کی مہک نہ ظاہر کریں) دوپٹے واوڑھنیاں اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالیں رہیں (چادر ، برقع استعمال کریں) اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے ہم مذہب عورتوں پر (غیر مسلم عورتوں کے سامنے اپنی پوشیدہ زینت کی جگہوں کو کھولنا ممنوع ہے) یا اپنی باندیوں وکنیزوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو (عورت) کے خواہشمند نہ ہوں (شہوت والے مرد نہ ہوں' ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی جیسے عنین' نامرد' خصی وغیرہ) یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں (وہ بچے جو عورتوں کے خفیہ معاملات سے بے خبر ہوں ۔ جب کوئی لڑکا اگرچہ وہ نابالغ بھی ہو ان معاملات سے آگاہ ہو جائے تو ان سے اجنبیوں والا سلوک کیا جائے گا) زمین پر زور سے پاؤں نہ ماریں جس سے انکا چھپا ہوا سنگھار معلوم ہو جائے ۔ (ہر وہ آواز جو رغبت اور دلکشی کا باعث ہو ممنوع ہے یعنی ہر وہ چیز جو عورتوں کو نامحرموں کی توجہ کا مرکز بنا دے اس سے بھی منع کیا گیا ہے ۔ بجنے والے زیور پازیب ، گھنگرو ، باجے دار جھانجن نہیں پہننا چاہئے' بھڑکیلے لباس

پہن کر، یا تیز خوشبو لگا کر مجمع عام میں جانا بھی عورت کے لئے جائز نہیں) اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تا کہ تم (دونوں جہانوں میں) بامُراد ہو جاؤ۔ (یعنی بلا چوں و چرا احکام الٰہی اور ارشاداتِ نبوی کی تعمیل کے لئے جھک جاؤ۔ اسی میں تمہارے دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اب اہلِ جاہلیت کے رسم ورواج کو اور اخلاق وعادات کو نہ چھوڑنا بڑی بے انصافی ہے۔۔ابن کثیر)

شریعت اسلامیہ فقط گناہوں سے نہیں روکتی اور اُن کے ارتکاب پر سزا نہیں دیتی بلکہ اُن تمام وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انھیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسان کو گناہوں کے طرف لے جاتے ہیں تا کہ جب گناہوں کی طرف لے جانے والا راستہ ہی بند ہوگا تو گناہوں کا ارتکاب آسان نہیں ہوگا۔ طبیعت میں ہیجان پیدا کرنے والے اور جذباتِ شہوت کو مشتعل کرنے والے اسباب سے نہ روکنا اور ان کی کھُلی چھٹی دے دینا اور پھر یہ توقع رکھنا کہ ہم اپنے قانون کی قوت سے لوگوں کو بُرائی سے بچالیں گے، بڑی حماقت اور نادانی ہے۔ اگر کوئی نظام ان عوامل اور محرکات کا قلع وقمع نہیں کرتا جو انسان کو بدکاری کی طرف ڈھکیل کر لے جاتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس بُرائی کو بُرائی نہیں سمجھتا اور نہ اُس سے لوگوں کو بچانے کی مخلصانہ کوشش کرتا ہے۔ اس کی زبان پر جو کچھ ہے وہ اس کے دل کی صدا نہیں بلکہ محض ریا کاری اور طمع سازی ہے۔ کسی کو بہتے ہوئے دریا میں دھکاّ دے کر گرا دینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار اپنے دامن کو پانی کی موجوں سے گیلا نہ ہونے دینا بہت بُری زیادتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'عورت، عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے

جب وہ باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے '(ترمذی شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور رہو (مسلم)

سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جائے اس لئے کہ اگر دن میں دفن کیا گیا تو کم از کم دفن کرنے والوں کو میرے جسم کا تو اندازہ ہو جائے گا' مجھے یہ بھی منظور نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ان المراۃ عورت فاذا خرجت استشرفھا الشیطان واقرب ما تکون بروجۃ ربھا وھی قعر بیتھا** یعنی عورت پردے کے اندر رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے (مطلب گھر سے باہر قدم رکھتی ہے) تو شیطان اس کو تاکتا ہے (یعنی اس عورت کو مسلمانوں میں بُرائی پھیلانے کا ذریعہ ونشانہ بناتا ہے) اور عورت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب تر اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں رہے۔ (بیہقی واحیاء العلوم)

سورہ نور کا آغاز زنا کاروں کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ یہاں ان راستوں کو ہی بند کیا جارہا ہے جو انسان کو اس جرم شنیع کی طرف لے جاتے ہیں۔ بدکاری کا سب سے خطرناک راستہ نظر بازی ہے اس لئے سب سے پہلے اس کو بند کیا جارہا ہے۔ پچھلی آیت میں مردوں کو حکم دیا گیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جب نگاہ کسی نامحرم کی طرف نہیں اُٹھے گی تو دل میں اس کی طرف کشش پیدا نہ ہوگی۔

جب کشش ہی ناپیدا ہوگی تو بدفعلی کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہوگا۔ آیت میں آنکھوں کو مطلقاً بند رکھنے کا حکم نہیں دیا جارہا' بلکہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے سے روکا جارہا ہے جس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑی سختی سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمایئے:

عن ابی أمامة یقول سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآلهٖ وسلم اکفلوا لی بست اکفل لکم بالجنة اذا حدث احدکم فلا یکذب واذا اؤتمن فلا یخن واذا وعد فلا یخلف وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم واحفظوا فروجکم (ابن کثیر)

اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں:

۱- اگر تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے
۲- جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے
۳- جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے
۴- اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو
۵- اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو
۶- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: **من یکفل لی مابین لحییه وبین رجلیه اکفل له الجنة** جو شخص مجھے دو باتوں کی ضمانت دے کہ جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور جو اُس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم ان النظر سهم من سهام ابلیس مسموم من ترکه' فحافتی ابدلته ایماناً یجد حلاوتها فی قلبہٖ
نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو اس کو میرے خوف سے ترک کرتا ہے میں اُسے ایمان کی نعمت بخشوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔
حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر اچانک کسی اجنبیہ پر نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ **فامرنی ان اصرف بصری** حضور ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو پھیر لوں۔ اچانک کسی نامحرم پر اگر نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن اگر دوبارہ دانستہ اس کی طرف دیکھے گا تو گنہگار ہوگا **فان لك الاولیٰ ولیس لك اللآخرة** یہ احادیث طیبہ تفسیر ابن کثیر سے منقول ہیں (پردے کے تفصیلی احکام ومسائل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'سُنّی بہشتی زیور اشرفی')

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل :

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل بہت ہیں۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے چند فضیلتیں ایسی حاصل ہیں جو کسی اور زوجہ میں نہیں ہیں۔ ایک یہ کہ میرے جد اور تمہارے جد ایک ہیں' دوسرے میرا نکاح آسمان میں ہوا' اور تیسرے یہ کہ اس قصہ میں جبرئیل علیہ السلام سفیر و گواہ تھے (مدارج النبوت)
سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات سے اکثر یہ کہا کرتی تھیں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی وہ یہ کہ تمام بیویوں کا نکاح تو ان کے باپ بھائی یا رشتہ داروں نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا لیکن حضور ﷺ کے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔

عبادت اور تقویٰ :

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گذار تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کے بارے میں فرمایا کرتیں **مارایت امراء ۃ قط خیرا فی الدین من زینب ۔ واتقٰی للہ واصدق حدیثا واوصل للرحم واعظم امانۃ وصدقہ** میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو دین کے معاملہ میں یا تقویٰ راست گوئی صلہ رحمی میں اور امانت وصداقت میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ بہتر ہو۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمال میں بھی ممتاز تھیں۔ اس لئے ازواج مطہرات میں سے وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہمسری کا دم بھرتی تھیں۔ چنانچہ خود سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔**کانت تسامینی** وہ میرا مقابلہ کرتی تھیں۔

جب حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منافقین نے تہمت لگائی تو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صاف کھلے الفاظ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا اظہار کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سوال کرنے پر عرض کیا **یا رسول اللہ** ﷺ **احمیی سمعی وبصری ماعلمت الا خیراً** ۔ میں اپنے کانوں اور آنکھوں پر تہمت نہیں دھرتی ہوں واللہ میں تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خیر بھلائی کے علاوہ اور کسی کام میں نہیں جانتی ہوں۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرہیزگاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹ کہنے سے روک لیا اگر ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا تو سوکن کی عزت گھٹانے کے لئے جھوٹی باتیں بنا کر تہمت کو قوی کرسکتی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اوّاہ ہیں (یعنی بہت خشیت رکھنے والی ہیں) ایک صحابی اور موجود تھے انھوں نے سوال کیا اوّاہ کیا ہے ۔حضورﷺ نے فرمایا **الخاشع فی الدعاء والتضرع الی الله** دعا میں خشوع اور گڑگڑانا ہے (مسلم شریف)

صدقہ وخیرات :

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی سخی تھیں محنت مزدوری کرتی تھیں اور سارا مسکینوں پر صدقہ کر دیتی تھیں ۔ خیرات وصدقات کثرت سے کیا کرتی تھیں جس کی وجہ سے ان کا لقب ماویٰ المساکین ۔مسکینوں کا ٹھکانا ۔ام المساکین ۔مسکینوں کی ماں پڑ گیا تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق فرمایا **وکانت صالحه صوامه قوامه صناعا تصدق بذلك كل على المساكين** ۔ وہ بڑی ہی نیک تھیں روزے بہت رکھتی تھیں راتوں کو نماز پڑھتی تھیں ہاتھ کی محنت سے کما کر سارا مسکینوں پر خیرات کر دیتی تھیں ۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کوئی عورت میں نے نہیں دیکھی جو اپنی جان کو محنت میں کھپا کر مال حاصل کر کے صدقہ کرتی ہو اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتی ہو (مسلم شریف)

حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا:

اسرعكن لحوقا بی اطولكن يدا یعنی تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے وہ سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملے گی ۔

ہم آپس میں اپنے ہاتھ ملاتی تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں اور وہ کون خوش نصیب ہے جو سب سے پہلے بارگاہ رسالت میں شرف باریابی حاصل کرے گی ۔لیکن

جب سب سے پہلے حضرت زینب فوت ہوئیں تو ہمیں پتہ چلا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت اور فیاضی تھی ۔ **وکانت زینب اطولنا یدا لانها کانت تعمل بیدھا وتتصدق** اور حضرت زینب جو سب سے زیادہ اس لحاظ سے لمبے ہاتھ والی تھیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں ۔ (مدارج النبوت ۔ضیاء النبی)

اس حدیث شریف میں مخبر صادق حضور نبی کریم ﷺ اس غیبی خبر کا اظہار فرما رہے ہیں کہ ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور مزید یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ (سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے وہ سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملے گی ۔ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو کل کی بھی خبر نہیں رہتی' کسی کے مرنے کی بھی خبر نہیں ہوتی ۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ تسلیم کرنے والے (دیوبندی) آخر کس دین کی خدمت کر رہے ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم مقرر کیا تھا جو انھوں نے صرف ایک سال قبول فرمایا اور بارگاہ خداوندی میں یہ عرض کیا **اللھم لایدرکننی ھذا المال من قابل فانه فتنة** اے اللہ آئندہ سال یہ مال میرے پاس نہ آئے کیونکہ یہ فتنہ ہے اس کے بعد پوری بارہ ہزار کی مالیت اسی وقت اپنے عزیزوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادی ۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو مزید ایک ہزار کی رقم بھیجی تاکہ اسے اپنے خرچ میں لائیں لیکن انھوں نے اس رقم کو بھی تقسیم فرمادیا (سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعا قبول ہوگئی اور آئندہ سال وفات پائی) ۔

حج بیت اللہ: سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا اس کے بعد کبھی حج کو نہ گئیں کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا تھا کہ اس حج کو کرلو پھر گھر میں بیٹھنا۔ سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نے اس کے بعد حج نہ کیا اور یہ فرمایا **واللہ لاتحرکنا بعدہ دابہ** اللہ کی قسم اب تو آپ کے بعد ہم کسی جانور پر سوار تک نہ ہوں گے۔ ہاں دیگر امہات المومنین حج کو جاتی تھیں غالبًا انھوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کا یہ مطلب سمجھا کہ خواہ مخواہ بلاوجہ گھر سے نکلنے کو منع فرمایا ہے اس میں حج کو جانے کی ممانعت داخل نہیں اور اگر حج سے روکا بھی ہے تو شرعی طور پر نہیں بلکہ شفقت کی وجہ سے روکا ہے لہذا طاقت ہوتے ہوئے حج کرنا مناسب جانا۔

روایات حدیث: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گیارہ حدیثیں حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں مذکور ہیں باقی نو حدیثیں دوسری کتب احادیث میں لکھی ہوئی ہیں۔

وصیت: سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات کے وقت فرمایا کہ میں نے اپنے لئے کفن تیار کیا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی میرے لئے کفن بھیجیں گے لہذا تم ایسا کرنا کہ دونوں میں سے ایک صدقہ کردینا چنانچہ ان کی بہن حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کفن کو صدقہ کردیا جسے وہ خود تیار کرکے چھوڑ گئی تھیں (الاصابہ) سبحان اللہ دنیا سے چلتے چلتے صدقہ کرنے کا خیال رہا اور اس کی وصیت کی۔

امہات المومنین میں سرکار دوعالم ﷺ کے بعد سب سے پہلے آپ کا انتقال

ہوا، حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں خبر بھی دے دی تھی ۔سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۵۱ سال کی عمر میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضور ﷺ سے نکاح کے وقت آپ کی عمر ۳۷ سال تھی چھ سال حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں ان کی وفات کی خبر جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچی تو فرمایا ۔**ذهبت حميدة مفروعة اليتمىٰ والارامل** پسندیدہ خصلت والی، فائدہ دینے والی یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے والی دنیا سے چلی گئی ۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوسری امہات المومنین نے غسل اور کفن دیا ان کے لئے مسہری بنائی گئی جس میں جنازہ رکھ کر جنت البقیع قبرستان لے جایا گیا ۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دے دیا کہ مدینہ منورہ کے ہر کوچ و بازار میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نماز جنازہ کے لے حاضر ہو جائیں ۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۔سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بھانجے محمد بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قبر شریف میں اتارا اور جنت البقیع میں مدفون ہیں ۔(مدارج النبوۃ)

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی آٹھویں زوجہ مطہرہ ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد حضور ﷺ ۵ھ میں سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ بہت عظیم خاتون تھیں یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرور کی بیٹی ہیں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح اپنے قبیلے کے ایک شخص مسافح بن صفوان سے ہوا تھا جو غزوہ بنی مصطلق میں مارا گیا۔ اس غزوہ میں قبیلہ بنی مصطلق کو شکست ہوئی۔ قبیلے کا سردار حارث بن ابی ضرور جان بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن بڑی بھاری تعداد میں قیدی ہاتھ آئے ان قیدیوں میں حارث بن ابی ضرور کی بیٹی برہ (جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بھی شامل تھیں۔ حضور ﷺ نے ان قیدیوں کو اپنے صحابہ میں تقسیم فرما دیا جب قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس تقسیم میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ اس وقت ایک لونڈی کی حیثیت میں تھیں لیکن آخر وہ ایک رئیس زادی ایک نامور قبیلے کی چشم و چراغ تھیں اس لئے انھیں لونڈی بن کر رہنا سخت دشوار تھا۔ چنانچہ انھوں نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مکاتبت (مقررہ رقم ادا کرنے کی صورت میں آزادی حاصل کرنا) کی درخواست کی اور وہ انھیں نو اوقیہ (تیس تولے) سونے کے بدلے آزاد کرنے پر راضی ہو گئے۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رقمی معاملہ طے کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے قبیلے کے سردار اعظم حارث بن ضرور کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں۔ ثابت

بن قیس نے مجھے مکاتبہ بنا دیا ہے مگر میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اس لئے آپ اس وقت میری مالی امداد فرمائیں کیونکہ میرا تمام خاندان اس جنگ میں گرفتار ہو چکا ہے اور ہمارے تمام مال وسامان مسلمانوں کے ہاتھوں میں مال غنیمت بن چکے ہیں اور میں اس وقت بالکل ہی مفلس و بے کسی کے عالم میں ہوں۔ رحمتہ اللعالمین ﷺ کو ان کی فریاد سن کر ان پر رحم آ گیا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمہارے ساتھ کروں تو کیا تم اس کو منظور کرلوگی؟ انھوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کیا فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے بدل کتابت کی تمام رقم میں خود تمہاری طرف سے ادا کردوں اور پھر تم کو آزاد کر کے میں خود تم سے نکاح کرلوں تاکہ تمہارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے۔ یہ سن کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادمانی ومسرت کی کوئی انتہا نہ رہی انھوں نے اس اعزاز کو خوشی خوشی منظور کرلیا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے بدل کتابت کی ساری رقم ادا فرما کر اور ان کو آزاد کر کے اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرمالیا اور یہ ام المومنین کے اعزاز سے سرفراز ہوگئیں۔ (سیرت امہات المومنین، سیرت رسول عربی، سیرت المصطفے)

سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برہ (نیک عورت نیکوکار) تھا چونکہ اس نام سے بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہے جب اس نام کی عورت سے اس کا نام دریافت کیا جائے تو بتائے گی کہ میں برّہ ہوں اس سے اپنی تعریف ہوتی ہے اس لئے یہ نام ناپسند فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ (چھوٹی لڑکی) رکھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ایک اور لڑکی

کا نام بَرّہ تھا اس کا نام بدل کر آپ نے زینب رکھ دیا تھا ایک لڑکی کا نام عاصیہ (گناہگار) تھا' اس کا نام بدل کر آپ نے جمیلہ رکھا۔ ایک شخص کا نام حزن (سخت غمگین) تھا آپ نے اس کا نام بدل کر سہل تجویز فرمایا (مشکوٰۃ))

اور قاعدہ کلیہ کے طور پر فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہذا نام اچھے رکھا کرو (ابوداؤد) ۔۔ ناموں کے بارے میں ہم نے ایک رسالہ ''اسلامی نام'' کے عنوان سے لکھا ہے اسے ملاخط فرمائیں۔

جب حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں تو اُن کی عمر بیس سال کی تھی۔ جس وقت نکاح کی خبر سارے مدینہ منورہ میں گونج گئی اس وقت سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قوم وخاندان کے سینکڑوں قیدی صحابہ کرام کے گھر وں میں موجود تھے جو غلام بنا کر تقسیم کر دیئے تھے آزاد کر دیئے گئے کہ اب تو یہ سید عالم ﷺ کے سسرال والے ہوگئے' اُن کو غلام بنا کر کیسے رکھیں؟ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے اس بارے میں گفتگو بھی نہ کی تھی ۔مسلمانوں نے خود ہی میری قوم اور خاندان والوں کو آزاد کر دیا جس کی خبر میری ایک چچا کی لڑکی نے مجھے دی۔خبر سن کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس واقعہ کے متعلق فرمایا۔حضور ﷺ کے جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سوگھرانے آزاد ہوئے۔ میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی بات ثابت ہو۔(زرقانی' سیرت رسول عربی)

سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے سو گھرانے آزاد ہوئے جن میں تقریباً سات سو آدمی تھے اس قسم کی مصلحتیں حضور ﷺ کے ان سب نکاحوں میں تھیں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ جب بنوالمصطلق سے جہاد کرنے کے لے مدینہ منورہ سے میرے قبیلے پہنچے تھے تو اس سے تین روز پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مدینہ سے چاند چل کر میری گود میں آ کر گرا' میں نے کسی کو اپنا خواب ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا حتیٰ کہ آپ جہاد کے لئے تشریف لے گئے اور جب ہم قید کر لئے گئے تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونے کی امید بندھ گئی جو الحمدللہ پوری ہوئی اور مجھے سید عالم ﷺ نے آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لے لیا (زرقانی 'سیرت رسول عربی' سیرت المصطفیٰ)

رحمت عالم ﷺ کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے انکار:

جب سید عالم ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے ان سے اپنا نکاح فرما لیا تو ان کے والد حارث بن ضرور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میری بڑی بیٹی معزز ہے جسے قید بنا کر رکھنا گوارا نہیں ہے۔ لہذا آپ اسے چھوڑ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں اختیار دے دوں کہ چاہے چلی جائے اور چاہے تو میرے پاس رہے تو تم اس کو مناسب سمجھتے ہو۔ حارث نے جواب دیا کہ بہت مناسب ہے۔ اس کے بعد حارث اپنی بیٹی کے پاس آئے اور پورا واقعہ نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہی تو چلی جائے لہذا میرے ساتھ چل۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا **اخترت اللہ ورسولہ** (میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں) تمہارے ساتھ نہ جاؤں گی (الاصابہ)

حارث بن ضرور کا مسلمان ہونا :

حضور نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ (علم غیب) دیکھ کر سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جب بنوالمصطلق کو شکست ہوگئی تھی اور مسلمانوں نے ان کو قید کر لیا تھا جن میں سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں تو اس موقع پر حارث بن ضرور کسی طرح فرار ہو گئے اور قید ہونے سے بچ گئے لیکن بعد میں اپنی بیٹی کو مال دے کر چھڑانے کی نیت سے بہت سے اونٹ ساتھ لے کر مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ ان میں سے دو اونٹ جو اسے بہت پسند تھے اور جن کی جانب اس کی نیت بدل گئی تھی راستے ہی میں اس نے وادی عقیق کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا دیئے اور باقی اونٹ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حارث کے حاضر ہوتے ہی حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے دو اونٹوں کی بابت پوچھا جو انھوں نے راستے ہی میں چھپا دئے تھے اور اس گھاٹی کا نام بھی بتا دیا جہاں انھوں نے وہ اونٹ چھپا رکھے تھے۔ وہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ اس کی اطلاع آپ کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی نے نہیں دی۔ حارث کے اندھیرے دل میں حضور ﷺ کی صداقت اور آپ کی نبوت کا نور چمک اٹھا اور وہ فوراً ہی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (الاستیعاب)

حارث بن ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے دو بیٹے اور قوم کے بہت سے افراد بھی مسلمان ہو گئے۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دو اونٹ بھی لا کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے جو انھوں نے وادی عقیق کی گھاٹی میں چھپا رکھے تھے۔

پہلے واقعہ کواس واقعہ کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حارث بن ابی ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنی بیٹی سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے جانے کو کہا ہوگا لیکن وہ خود ان کے ساتھ نہ گئیں، بعض نے لکھا ہے کہ حضرت حارث بن ابی ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے تک حضور ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح نہ فرمایا تھا حارث بن ابی ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کے بعد حضور ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیغام بھیجا تو انھوں نے خود سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے کر دیا (واللہ اعلم)

حارث بن ابی ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئے۔ بدعقیدگی کے اس پر اشوب و پرفتن دور میں بد باطن عناصر حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار کرتے ہوئے اسلام سے خارج ہو رہے ہیں۔

عبادت وذکرالٰہی :

سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں۔ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر کے بعد (ان کے پاس تشریف لائے پھر فوراً ہی) باہر تشریف لے گئے وہ اپنے مصلے پر ہی مشغول عبادت تھیں۔ پھر بہت دیر بعد تشریف لائے جب کہ چاشت کا وقت ہو چکا تھا' آ کر دیکھا کہ وہ اب بھی مصلے پر بیٹھی ہوئی ہیں۔آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس وقت سے اسی طرح یہیں بیٹھی ہو جب سے باہر گیا ہوں (نماز فجر کے بعد سے تقریباً چار تا پانچ گھنٹے) انھوں نے عرض کیا' ہاں۔۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد

چار کلمے تین مرتبہ پڑھے ہیں جن کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ تم نے آج جس قدر ذکر کیا ہے اگران کے ساتھ رکھ کر تولا جائے تو وہ چاروں کلمات ہی بڑھ جائیں گے وہ چاروں کلمات یہ ہیں۔

سبحان الله وبحمدهٖ عدد خلقهٖ ورضٰی نفسهٖ وزنة عرشهٖ ومداد كلماتهٖ (مشکوٰۃ) گویا مقصود اصل اس کیفیت کی تعلیم فرمانا تھا کہ وہ اپنے ذکر میں اسے شامل کرلیں۔(مدارج النبوت)

وفات: ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۵۰ھ میں وفات پائی۔آپ کی عمر شریف بوقت وفات ۶۵ سال تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو بخاری، دو مسلم، اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی نویں زوجہ مطہرہ ہیں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام رملہ تھا بعض نے ہند بھی بتایا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپی تھیں۔ اُن کے والد ابوسفیان ہیں جو برسوں حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں لڑتے رہے بعد میں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاکیزہ مزاج، حمیدہ صفات عالی ہمت اور بہت زیادہ سخی اور نہایت ہی غیور خاتون تھیں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ابتدائے اسلام میں ایمان لائیں۔

نکاح اول: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا جو ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی تھا۔ دونوں میاں بیوی ابتدائے اسلام میں ایمان لائے۔ کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر جب مسلمانوں نے ۶ھ نبوی میں حبشہ کی طرف ہجرت کی تو ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کر گئیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا اس لڑکی کے نام سے ان کی کنیت ام حبیبہ مشہور ہوگئی۔ حبشہ میں اس وقت اصحمہ نامی بادشاہ کی حکومت تھی جو مذہبا عیسائی تھا۔ چونکہ شاہان حبشہ کا لقب نجاشی تھا اس لئے وہ اسی نام سے معروف ہے۔ عبید اللہ بن جحش پر ایسی بدنصیبی سوار ہوگئی کہ کچھ عرصہ بعد وہ اسلام سے مرتد ہوگیا اور شاہی مذہب سے متاثر ہوکر عیسائی (نصرانی) ہوگیا۔ ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کی یہ کہ انھوں نے حبشہ میں ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش کی صورت اچانک بہت ہی بدنما اور بدشکل ہوگئی وہ اس خواب سے بہت زیادہ گھبرا گئیں۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے اچانک یہ دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے اسلام سے مرتد ہوکر نصرانی دین قبول کرلیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کو خواب سنا کر ڈرایا اور اسلام کی طرف بلایا مگر اس بدنصیب نے توجہ نہ دی۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور اسی مذہبی اختلاف کی وجہ سے ان دونوں میں علحدگی ہوگئی۔عبیداللہ بن جحش خوب شراب پیتے پیتے نصرانیت ہی پر مر گیا۔

قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ عبیداللہ نے تو نجاشی کے مذہب سے متاثر ہوکر اسلام ترک کر دیا لیکن اس کے برعکس نجاشی اسلام سے اس قدر متاثر ہوا کہ عیسائیت ترک کر کے مسلمان ہوگیا۔(سیرت امہات المومنین، سیرت رسول عربی)

حضور نبی کریم ﷺ کا سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح :

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کی خاطر باپ بھائی عزیز و اقارب قبیلہ اور وطن کو چھوڑا تھا۔ پردیس میں شوہر کا سہارا تھا وہ بھی مرتد ہوگیا وہ سہارا بھی جاتا رہا۔سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام پر ثابت قدم رہیں۔اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نعم البدل عطا فرمایا۔سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کوئی شخص یا ام المومنین کہہ رہا ہے یہ خواب دیکھ کر میں چونک گئی پھر بعد میں اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ ۵ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے بدترین وسخت دشمن ابوسفیان کی بیٹی کی بیوگی، غریب الوطنی اوران کی حالت معلوم ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ نے ان کی دلجوئی کے لئے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔نجاشی کو جب یہ فرمان نبوت پہنچا تو اس نے اپنی ایک خاص لونڈی کو جس کا نام ابرہہ تھا سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کے پیغام کی خبر دی۔سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خوشخبری کو سن کر اس

قدر خوش ہوئیں کہ اپنے کچھ زیورات اس بشارت کے انعام میں ابر ہہ لونڈی کو انعام کے طور پر دے دیئے اور حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص کو جو اُن کے ماموں کے لڑکے تھے اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا۔ نجاشی نے اپنے شاہی محل میں نکاح کی مجلس منعقد کی اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے اس مجلس میں بلایا اور خود ہی خطبہ پڑھ کر سب کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا۔ بوقت نکاح یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله وانه الذى بشر بهٖ عيسىٰ ابن مريم ۔ اما بعد : فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى ان ازوّجه ' ام حبية بنت ابى سفيان فاحببت الىٰ ما دعا اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اصدقتها اربع مائة دنيار۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جو مالک ہے پاک ہے سلامتی دینے والا ہے امن عطا کرنے والا ہے، نگہبان، سب سے غالب، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر، میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ جن کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بشارت دی تھی اما بعد بے شک رسول اللہ ﷺ نے میری طرف لکھا کہ میں آپ کا ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان سے نکاح کر دوں، پس میں نے اسے پسند کیا جسکی طرف رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور چار سو دینار میں نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بطور مہر دیئے۔

اوراس کے بعداس نے قوم کے سامنے دینار رکھ دیئے۔ پھر خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوحضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وکیل تھے خطبہ پڑھا۔

الحمد لله احمده' واستعينه واشهد ان لااله الا الله وان محمدا عبده ورسوله ارسله' بالهدیٰ ودين الحق ليظهره' على الدين كله ولو كره المشركون ۔ اما بعد : فقداحببت ما دعا اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وزوجته ام حبيبة بنت ابى سفيان فبارك الله رسوله عليه السلام ۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں میں اس کی تعریف کرتا ہوں اسی کی جناب میں استعانت کی درخواست پیش کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے (محبوب) بندے اور اس کے رسول ہیں اس نے آپ ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ یہ مشرکوں کو ناپسند ہے۔ اما بعد بیشک میں پسند کرتا ہوں اس کو جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے بلایا میں نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا پس اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر برکتیں نازل فرمائے (رحمتہ اللعالمین، سیرت امہات المومنین، سیرت رسول عربی)

جب صحابہ کرام اس نکاح کی مجلس سے اٹھنے لگے تو نجاشی بادشاہ نے کہا کہ آپ سب تشریف رکھئے انبیاء علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ نکاح کے بعد کھانا تناول کیا جاتا ہے تمام صحابہ کرام نے کھانا تناول فرمایا اور اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہو گئے۔ امام بیہقی نے متعدد علماء کے حوالہ سے اس کی تاریخ ٦ھ بتایا ہے (ضیاء النبی)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچنا:

نکاح کے دوسرے دن نجاشی نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس خوشبو اور جہیز کا سامان بھیجا اور پھر حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حرم نبوی میں داخل ہوکر ام المومنین کا معزز لقب پایا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مبارک خواب جس میں کسی نے یا ام المومنین کہہ کر پکارا تھا صحیح ثابت ہوا۔ (سنن ابوداؤد شریف، سیرۃ المصطفیٰ)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان ذی شان کو عملی جامہ پہنا کر جن دلوں میں نبی الانبیاء اور ان کے حلقہ بگوشوں کیلئے بغض وعناد کے انگارے دہک رہے تھے انہیں محبت واخوت کے گلہائے رنگین میں بدلنے کا آغاز فرما دیا۔ ارشاد الٰہی ہے۔

﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الممتحنۃ/ ۷) یقیناً اللہ تعالیٰ پیدا فرما دے گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم (اس کی رضا کے لئے) دشمنی رکھتے ہو محبت۔ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا اور غفور رحیم ہے۔ (ضیاء النبی)

جب اس نکاح کی خبر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو اپنی ہار مان گئے چونکہ اس وقت تک حضور نبی کریم ﷺ سے لڑتے تھے اور مشرکین مکہ کو حضور نبی کریم ﷺ سے لڑانے میں بہت پیش پیش تھے اسلام اور داعی اسلام کا نام تک مٹا دینا چاہتے تھے اس لئے ان کو یہ کہاں منظور ہوتا کہ ان کی بیٹی حضور ﷺ کے نکاح میں جائے۔ نکاح کی خبر سن کر یوں بول اٹھے **هو انضحل لا يجدع انفه** (محمد) رسول اللہ ﷺ جو اں مرد ہیں ان کی ناک

نہیں کاٹی جاسکتی (یعنی وہ بلند ناک رکھنے والے عزت دار ہیں ہم ان کو ذلیل نہیں کر سکتے۔ ادھر تو ہم ان سے لڑتے رہے ادھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی۔ اس کہنے کا مقصد اپنی ہار مان لینا تھا)

حضور نبی کریم ﷺ کا احترام اور اسلامی غیرت :

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پاکیزہ ذات وحمیدہ صفات کی جامع اور نہایت ہی بلند ہمت اور سخی طبیعت کی مالک تھیں اور بہت ہی قوی الایمان تھیں ۔حضور سید عالم ﷺ کا بہت اعزاز واحترام کرتی تھیں۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری اپنی سیرت کی مشہور کتاب رحمۃ للعلمین میں لکھتے ہیں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ابوسفیان جب کفر کی حالت میں تھے اس وقت وہ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور مشرکین مکہ کی طرف سے صلح حدیبیہ کی میعاد یا معاملہ میں تجدید کرنا چاہتے تھے جب وہ اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی ملنے کے لئے گھر پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر کو لپیٹ دیا اور باپ کو اس پر نہ بیٹھنے دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا بیٹی میں نہیں سمجھا کہ تو بستر کو مجھ سے دور رکھنا چاہتی ہے یا مجھ سے بستر کو (تم نے اس بستر کو کیوں لپیٹ دیا۔ کیا میں اس بستر کے لائق نہیں ہوں یا یہ بستر میرے لائق نہیں ہے) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ یہ سدعالم ﷺ کا بستر ہے اور میں کبھی یہ گوارا نہیں کرسکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔

یہ سن کر باپ نے کھسیانا ہوکر کہا کہ بیٹی تو ہم سے جدا ہوکر بگڑ گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں اسلامی غیرت کا جذبہ بھرا

ہوا تھا یہ واقعہ حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کی ایک اعلیٰ ترین دلیل ہے اور کفر ونجاست سے نفرت کا واضح ترین سبب ہے۔

روایات حدیث : سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ٦٥ پینسٹھ احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں جن میں سے دو احادیث بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں اور ایک حدیث وہ ہے جس کو تنہا مسلم نے روایت کی ہے باقی حدیثیں حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے شاگردوں میں ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی صاحبزادی حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت مشہور ہیں۔

اتباع حدیث : حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی پابندی سے عمل کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے سنا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا چار ظہر سے پہلے، دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، دو فجر سے پہلے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے اس میں سنن موکدہ کا ذکر ہے۔ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی روایت فرماتی تھیں اور پابندی سے ان سنتوں کو پڑھتی تھیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو سننے کے بعد میں نے ہمیشہ یہ رکعات پڑھی ہیں۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال (جائز) نہیں ہے کہ تین رات سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے سوائے شوہر کی وفات کے کہ اس کی

وفات پر چار ماہ دس روز سوگ کرے۔ اسی حدیث کے پیش نظر جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی توان کی وفات کے تیسرے روز خوشبو استعمال کی اور فرمایا کہ مجھے خوشبو کی رغبت نہیں ہے لیکن استعمال اس لئے کر رہی ہوں کہ سوگ نہ سمجھا جائے۔

فکر آخرت اور عبادت :

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گزار اور پرہیز گار تھیں فکر آخرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلاکر کہا کہ زندگی میں ہم میں آپس میں سوکنوں والی رنجش رہی ہے لہذا تم میرا کہا سنا سب کچھ معاف کردو۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کردیا اوران کی مغفرت کی دعا کی۔اس کے بعد سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں خوش کرے جیسے تم نے مجھے ابھی خوش کیا ہے اس کے بعد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلاکر یہی گفتگو کی جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی تھی (الاصابہ)

وفات : ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تقریباً چار سال ازدواجی زندگی گذاری اور تقریباً ۳۴ سال کی بیوگی کے بعد ۴۴ھ میں وفات پائی، مدینہ منورہ جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے قبرستان میں مدفون ہوئیں، بوقت وفات آپ کی عمر شریف ۷۴ سال کی تھی۔

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام لمومنین سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی دسویں زوجہ مطہرہ ہیں۔حضور ﷺ نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام حی بن اخطب تھا جو بنونضیر کا سردار تھا ماں کا نام ضرتھا جو بنوقریظہ کے سردار سموال کی بیٹی تھی۔حی بن اخطب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام زینب تھا خیال رہے کہ عرب میں مال غنیمت کے اس حصہ کو جوامیر لشکر کے لئے مخصوص کرلیا جائے اسے صفی یا صفیہ کہتے ہیں۔سیدہ صفیہ چونکہ اسی طریقے سے حضور ﷺ کے حصے میں آئی تھیں اس لئے ان کا نام صفیہ پڑ گیا۔

نکاح اول : سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح سلام بن مشکم قریظی سے ہوا اس نے کسی وجہ سے آپ کو طلاق دے دی (بعض نے لکھا کہ سلام بن مشکم کی وفات ہوگئی) تو دوسرا نکاح کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا جو رئیس خیبر ابو رانع کا بھتیجا تھا۔کنانہ جنگ خیبر میں قتل ہوا اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گرفتار ہوئیں۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب :

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کئی خواب ایسے دیکھے تھے جن کی تعبیر یہ ظاہر ہوتی تھی کہ سید عالم ﷺ سے ان کا نکاح ہوگا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میری

گود میں چاند آ کر گرا' اس خواب کا اپنی والدہ سے تذکرہ کیا تو اس نے ان کے چہرے پر ایک طمانچہ مار کر کہا تو یہ چاہتی ہے کہ شاہ عرب (محمد رسول ﷺ) کے نکاح میں چلی جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے چہرہ پر طمانچہ مارا جس کا اثر حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آنے تک باقی رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ اسے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پورا واقعہ سنایا۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آفتاب میرے سینہ پر آ کر گرا' اس خواب کا اپنے شوہر کنانہ سے ذکر کیا تو اس نے بھی یہی کہا کہ تو اسی شاہ عرب کو چاہتی ہے جو ہمارے ہاں آ کر مقیم ہوا ہے۔ یہ اس وقت کی بات یہ ہے جب کہ حضور ﷺ جہاد کے لئے ان کے علاقہ خیبر میں پہنچ چکے تھے۔ مدارج النبوت اور سیرت امہات المومنین میں لکھا ہے کہ جب سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب کا ذکر اپنے پہلے شوہر کنانہ سے کیا تو وہ کہنے لگا کہ شاید تم حجاز کے سردار (محمد ﷺ) کو چاہتی ہو اور اس نے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ نیلی ہوگئی جب انھیں حضور ﷺ کے روبرو پیش کیا گیا تو اس چوٹ کا نشان باقی تھا حضور ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے واقعہ بیان کر دیا۔

حضور ﷺ سے نکاح :

محرم ۷ھ میں جب خیبر کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور تمام جنگی قیدی گرفتار کر کے اکھٹا جمع کئے گئے تو اس وقت حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک لونڈی طلب کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پسند سے ان قیدیوں میں سے کوئی لونڈی لے لو۔ انھوں نے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لینا چاہا مگر اس میں اختلاف ہو گیا اور بعض صحابہ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے

اس انتخاب پر اعتراض کیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنوقریظہ اور بنونضیر کی شاہ زادی ہیں رئیس زادی ہونے کے علاوہ حسن و جمال میں بھی یکتا ہیں اور ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ان کے خاندانی اعزاز کا تقاضا ہے کہ آپ ان کو اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرمالیں۔

صحابہ کرام میں دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند بہت ہیں اور غنیمت میں صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مانند کم' انھیں دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مخصوص کرنا بہت سے صحابہ کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔ مصلحت اس میں ہے کہ بہت سے صحابہ کی دل آزاری کے لئے حضور ﷺ انھیں اپنے لئے مخصوص فرمالیں' چنانچہ حضور ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا کی لڑکی دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بدلے میں مرحمت فرمائی (مدارج النبوت' رحمتہ للعلمین' سیرت امہات المومنین)

مدارج النبوت میں ہے کہ جب صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بارگاہ رسالت میں لایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انھیں خیمہ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد خود حضور ﷺ خیمہ میں تشریف لائے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا تو کھڑی ہوگئیں اور وہ بستر مبارک جو وہاں طے کیئے رکھا تھا حضور ﷺ کے لئے بچھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئیں۔ حضور ﷺ نے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اختیار دے دیا کہ چاہے تو آزاد ہوکر اپنی قوم کے ساتھ مل جائے یا اسلام لے آئے اور میرے نکاح میں آکر سرفرازی پائے۔ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عاقلہ اور حلیمہ تھیں عرض کرنے لگیں یارسول اللہ ﷺ میں اسلام کی آرزو رکھتی تھی اور میں نے آپ کی تصدیق آپ کی دعوت سے پہلے کی ہے اب جب کہ میں نے حضور ﷺ کے دربار گہربار میں حاضر ہونے کا شرف پایا ہے تو مجھے کفر و اسلام کے

درمیان اختیار دیا جاتا ہے۔ خدا کی قسم! خدا اور اس کا رسول مجھے آزادی اور اپنی قوم کے ساتھ ملنے سے زیادہ محبوب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے **ان النبی ﷺ اعتق صفیه وجعل عتقها صداقها** ۔ کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد فرمایا ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا (سنن ابوداؤد)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ نکاح سفر میں ہوا' اور سفر ہی میں (مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے نکاح کے بعد والے مرحلے گذر گئے اور سفر ہی میں) ولیمہ کیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ جب خیبر سے واپس ہونے لگے تو راستہ میں مقام صہبا پر قیام کیا' وہیں حضرت ام سلیم اور ام سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر میں کنگھی کی اور عطر لگایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس (خیمہ میں) بھیج دیں۔ آپ اس رات سوئے نہیں اور صبح تک ان سے باتیں کرتے رہے اس وقت ان کی عمر پورے سترہ سال کی بھی نہ ہوئی تھی (الاصابہ)

ولیمہ : حضور نبی کریم ﷺ نے تین دن تک منزل صہبا میں سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے خیمہ میں سرفراز فرمایا اور صحابہ کرام کو دعوت ولیمہ میں کھجور' گھی' پنیر کا مالیدہ کھلایا (بخاری شریف)

مدینہ منورہ پہنچنا : حضور نبی کریم ﷺ بڑے کریم اور شفیق ہیں اپنی بیویوں کے ساتھ اخلاق کریمانہ اور بہترین سلوک فرمایا کرتے تھے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خیبر سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئیں اور راستہ میں کئی دن لگے جب اونٹ پر سوار ہونے کا موقع آتا تھا تو آپ اونٹ کو بٹھا کر خود اونٹ

کے پاس بیٹھ جاتے تھے اور سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے مبارک گھٹنے پر قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں (بخاری شریف) سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا کوئی نہیں دیکھا۔ جب خیبر سے مجھے لیکر روانہ ہوئے تو اونٹنی پر مجھے نیند آ جاتی تھی اور میرا سر کجادہ میں لگنے لگتا تھا آپ اپنے ہاتھ سے میرا سر تھامتے اور فرماتے کہ اے حی کی بیٹی دھیان سے سوار رہو۔

مدینہ منورہ پہنچ کر حضور ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت حارثہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں قیام کرا دیا۔ مدینہ منورہ کی عورتیں دیکھنے آئیں۔

بنت ہارون علیہ السلام :

ترمذی شریف کی روایت یہ کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں آپ نے رونے کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں دربار رسالت میں تم سے بہت زیادہ عزت والے ہیں کیونکہ ہمارا خاندان حضور ﷺ سے ملتا ہے (ہم حضور ﷺ کی رشتہ دار بھی ہیں اس وجہ سے کہ ہم قریش سے ہیں اور حضور ﷺ بھی قریش سے ہیں) یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے صفیہ تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیونکر ہو سکتی ہو۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ میرے شوہر ہیں، حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں **کیف تکونان خیرا منی وزوجی محمد وابی هارون وعمی موسیٰ** (زرقانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چلا۔ **انی حفصہ قالت بنت یھودی فبکث۔** کہ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا نے انھیں یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں۔ اتنے میں ان کے ہاں نبی کریم ﷺ تشریف لائے وہ رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا۔ **مایبکیك** کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا **وانك لابنة نبی وان عمك لنبی وانك لتحت نبی ففیم تفخر علیك۔** کہ تم نبی کی بیٹی ہو تمہارے چچا نبی ہیں اور نبی کی بیوی ہو۔ پس وہ کس بات میں تم پر فخر کرتی ہیں پھر فرمایا۔ **اتقی اللہ یاحفصہ** اے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ سے ڈرو (ترمذی)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو تکلیف ہو گئی تھک کر چلنے سے رہ گیا۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک اونٹ زیادہ تھا حضور ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم اپنا وہ اونٹ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دو۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فوراً کہہ دیا کہ میں اس یہودیہ کو اپنی کوئی چیز نہیں دوں گی۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے ان پر غصہ فرمایا اور دو یا تین ماہ تک ان سے ترک تعلق رکھا اور اتنے عرصہ تک ان کے پاس نہیں گئے حتیٰ کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سے ناامید ہو گئیں کہ آپ ان کے پاس تشریف لائیں گے لیکن جب جدائی کی سزا دے دی تو ۲ یا ۳ ماہ بعد تشریف لے گئے۔ (مدارج النبوت)

حضور اکرم ﷺ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہت ہی خصوصی توجہ اور انتہائی

کریمانہ عنایت فرماتے تھے اوراس قدران کا خیال رکھتے تھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پربھی غیرت سوار ہوجایا کرتی تھی۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قد پستہ تھا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قد چھوٹا بیان کرتے ہوئے میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ صفیہ اتنی سی ہے یہ سن کرسید عالم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تو نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے بھی خراب کرڈالے (یعنی یہ غیبت ہے جو بہت ہی گندی بات ہے)(مشکوٰۃ شریف)

محبت رسول اللہ ﷺ :

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوحضور نبی کریم ﷺ سے بے انتہا محبت تھی جس بیماری میں حضور ﷺ کی وفات ہوئی اس بیماری میں سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا نبی اللہ ﷺ خدا کی قسم میرا دل چاہتا ہے کہ جوتکلیف آپ کو ہے آپ کے بجائے مجھے ہوجاتی۔اس وقت وہاں دیگر امہات المومنین بیٹھی تھیں انھوں نے اس بات کومصنوعی بتانے کے لئے کنکھیوں سے ایک دوسری کی طرف اشارہ کیا (اوربعض نے زبان سے بھی ایسی بات کہہ دی جس سے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات کو بناوٹی ظاہرکیا) حضوراقدس ﷺ کوبھی یہ محسوس ہوگیااورآپ نے امہات المومنین سے فرمایا کہ تم کلی کرو۔دریافت کیا کیوں؟ فرمایااس لئے کہ تم نے (اس کی غیبت کی) کنکھیوں سےاس کی طرف اشارہ کیا۔اللہ کی قسم یہ اپنی بات میں سچی ہے(الاصابہ)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت :

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس فتنہ میں شہید کئے گئے اس فتنہ کے دوران جب کہ فسادیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسباب زندگی (غلہ پانی) بند کرر کھے تھے تو سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پاس سے کھانا بھجوانے کا خاص اہتمام فرمایا۔ ایک مرتبہ اپنے غلام کنانہ کو ساتھ لے کر خچر پر سوار ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کی مصیبت دور کرنے کی نیت سے چلیں۔ راستہ میں اشتر نامی ایک شخص مل گیا (وہ غالباً سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں میں سے تھا) اس نے خچر کو مارنا شروع کر دیا یہ دیکھ کر سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غلام سے فرمایا مجھے واپس لے چل ذلیل نہ ہونے دے۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانے پینے کا سامان بھیجتی رہیں (الاصابہ)

سخاوت : سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے کانوں کے زیور (بالیاں وغیرہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری عورتوں کو دیدئے۔ یہ زیور سونے کا تھا (الاصابہ)

اخلاق وعادات : سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عاقلہ فاضلہ اور بردبار تھیں سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک باندی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی جب کہ وہ خلیفہ تھے کہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہفتہ کے دن کو (یہودیوں کی طرح) دوسرے دنوں سے اچھا سمجھتی ہیں اور یہود کے ساتھ روپیہ پیسہ سے اچھا سلوک کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں آدمی بھیج

کر دریافت کرایا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ ہفتہ کے دن والی بات تو غلط ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان بنا کر جمعہ کا دن عنایت فرمایا میں نے ہفتہ کے دن کو محبوب نہیں سمجھا اور یہود کو روپیہ پیسہ اس لئے دیتی ہوں کہ ان سے میرا رشتہ داری کا تعلق ہے (گو وہ کافر ہیں مگر رشتہ دار ہیں اور اسلام میں کافر رشتہ دار سے سلوک کرنا بھی باعث ثواب ہے اس کے بعد اس باندی سے سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ تجھے چغلی کھانے پر کس نے آمادہ کیا اس نے جواب دیا کہ شیطان مجھے پھسلایا فرمایا جا تو آزاد ہے (الاصابہ)

زہد وعبادت: البدایہ میں لکھا ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبادت وزہد اور تقویٰ نیکی اور صدقہ کرنے میں عورتوں میں سرداری کا مقام رکھتی تھیں (الاصابہ)

روایات حدیث: سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دس احادیث حضور ﷺ سے روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری ومسلم دونوں کتابوں میں ہے اور باقی نو احادیث دوسری کتابوں میں درج ہیں۔

وفات: سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہ رمضان المبارک ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ امارت مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت اقدس ﷺ میں چار سال رہیں۔

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی گیارہویں زوجہ مطہرہ ہیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی پہلا نام برّہ تھا حضور ﷺ نے آپ کا نام تبدیل کر کے یمن یعنی برکت سے ماخوذ میمونہ رکھا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی آخری زوجہ مبارک ہیں حضور ﷺ نے ان کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت متقی پرہیز گار خاتون تھیں۔ نماز روزہ اور گھر کے کام کاج میں مشغول رہتی تھیں اور احکام رسول اللہ ﷺ کی پابندی کرتی تھیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج رسول اللہ ﷺ میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی تھیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام حارث بن حزن ہے اور والدہ ہند بنت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ہند بنت عوف کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین پر کوئی بڑھیا ان سے زیادہ خوش نصیب نہیں ہوئی کیونکہ ان کے دامادوں کی فہرست میں مندرجہ ذیل ہستیاں ہیں۔ (۱) رسول اللہ ﷺ (۲) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سب کے سب ہند بنت عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے داماد ہیں (زرقانی، مدارج النبوت)

سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہنوں کے نام یہ ہیں (۱) ام الفضل لبابہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان ہی کی شکم سے پیدا ہوئے۔ (۲) لبابتہ الصغریٰ۔ یہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں ۔(۳) عصماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ ابی بن خلف سے بیاہی گئی تھیں انھوں نے اسلام قبول کیا اور صحابیات میں ان کا شمار ہے۔(۴) غرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ بھی صحابیہ ہیں جو زیاد بن مالک کے گھر میں تھیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ان چار حقیقی بہنوں کے علاوہ وہ بہنیں جو صرف ماں کی جانب سے ہیں وہ بھی چار ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ وعون ومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنھم تین فرزند پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کرلیا اور ان سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا اور ان سے بھی ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام یحییٰ تھا۔ (۲) سلمٰی بنت عمیس: یہ پہلے سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں اور ان سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جن کا نام امۃ اللہ تھا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کرلیا اور ان سے عبداللہ وعبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو فرزند پیدا ہوئے۔ (۳) سلامہ بنت عمیس: ان کا نکاح عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا (۴) ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ام المساکین کے لقب سے مشہور ہیں۔

عقداول : سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقداول میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک آپ کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا' باہمی نا اتفاقی کی بناء پر مسعود نے ان کو طلاق دے دی اور دوسرا نکاح ابورہم بن عبدالعزی سے ہوا۔ اور بعض نے پہلا نکاح عمیر بن عمرو تقفی سے لکھا ہے اور دوسرا ابوزیر بن عبدالعزی سے اور بعض نے پہلا خویطب بن عبدالعزی سے اور دوسرا ابورہم بن عبدالعزی سے تحریر کیا ہے (واللہ اعلم)

حضور کریم ﷺ سے نکاح :

جب حضور سید عالم ﷺ ۷ھ میں عمرۃ القضاء کی ادائیگی کی غرض سے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے تو اس وقت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوچکی تھیں حضور ﷺ کے چچا (سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بہنوئی) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم ﷺ سے تذکرہ کیا کہ آپ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیں چنانچہ حضور ﷺ نے منظور فرمالیا اور نکاح فرمالیا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ سید عالم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تھا انھوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا وکیل بنادیا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا نکاح حضور سید عالم ﷺ سے کردیا۔ یہ نکاح بحالت مسافرت ہوا۔ جب حضور ﷺ عمرہ کے لئے مکہ معظّمہ تشریف لے جارہے تھے مکہ معظّمہ کے راستہ مقام سرف میں بحالت احرام نکاح ہوا (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے اکابر علماء فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح درست اور جائز ہے نکاح کے بعد والی باتیں احرام میں جائز نہیں ہیں)

حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ معظّمہ میں رخصتی ہو جائے مگر مکہ والوں نے قیام کی اجازت نہ دی اس لئے واپسی میں مقام سرف ہی میں سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا۔ مقام سرف میں ایک سفر میں نکاح ہوا اور دوسرے سفر میں وہاں رخصتی ہوئی۔ علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں حضرت ابن عباس قتادہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیغام پہنچا تو سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت اپنے اونٹ پر سوار تھیں اور جواباً یوں کہا۔**البعیر وما علیہ للہ ولرسولہ** ﷺ کہ اونٹ اور جو کچھ اس پر ہے وہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے (تفسیر روح المعانی)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہا اونٹ اور جو کچھ اونٹ پر ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿**وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ**﴾ (الاحزاب/۵۰) اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نظر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے یہ (اجازت) صرف آپ کے لئے ہے دوسرے مومنوں کے لئے نہیں۔

یعنی کوئی مومن عورت اپنے آپ کو بغیر مہر کے پیش خدمت کرے اور حضور ﷺ اسے قبول فرمائیں تو اس کا مہر ادا کرنا ضروری نہیں۔ یہ حکم صرف حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لئے بغیر مہر کے نکاح جائز نہیں۔لیکن اس رخصت کے باوجود حضور ﷺ نے ہر ایک کا مہر ادا کیا (تفسیر ضیاء القرآن)

علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: **ان میمونہ وھبت نفسھا للنبی** یہ کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا۔

مصاحبت رسول اللہ ﷺ

سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین سال حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رہیں ۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہکر دوسری بیویوں کی طرح دین کی معلومات حاصل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جواُن کے بھانجے ہیں شاگردوں میں ہے ایک مرتبہ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ماہواری کے دنوں میں اپنی بیوی سے بستر علحدہ کر لیتے ہیں اور اتنا پرہیز کرتے ہیں کہ اس کے پاس لیٹتے تک نہیں ہیں۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باندی بھیجی اور فرمایا کہ ان سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے تمہیں کیوں اعراض ہے آپ اس زمانہ میں بھی ہمارے بستروں پر لیٹتے تھے (مسند امام احمد بن حنبل) (ایام ماہواری میں میاں بیوی آپس میں ایک ساتھ لیٹنا بیٹھنا منع نہیں البتہ اس سے آگے نہ بڑھیں)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعریف کرنا :

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف میں فرمایا **اما ان کانت اتقنا للہ واوصلنا للرحم** خبردار! وہ ہم میں سب سے زیادہ متقی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں (الاصابہ)

ایک واقعہ: سفر حج میں سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں لوگوں کو نویں ذی الحجہ کے دن شک ہوا کہ سید عالم ﷺ کا روزہ ہے یا نہیں۔سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پیالہ دودھ آپ کی خدمت میں بھیج دیا جسے آپ نے پی لیا اور سب دیکھتے رہے اس ترکیب سے پتہ چلا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے بعض روایات میں ہے کہ دودھ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھیجا تھا (مسلم شریف) جو سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں۔ ممکن ہے کہ دونوں نے مشورہ کر کے بھیجا ہو' لہذا راویوں نے علحدہ علحدہ دونوں نام ذکر کر دیئے۔نویں ذی الحجہ کو حاجی حضرات عرفات میں ہوتے ہیں دعا کی مشغولیت کی وجہ سے ان لوگوں کو اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

کثرت نماز :

حضرت یزید بن الاصم بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر وقت نماز پڑھتی تھیں یا گھر کا کام انجام دینے میں ان کا وقت گزرتا تھا ان دونوں مشغلوں سے فرصت ملتی تو مسواک کرنے لگتی تھیں۔

روایات حدیث: سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (۷۶) احادیث مروی ہیں جن میں سے سات حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں مذکور ہیں اور ایک حدیث صرف مسلم میں ہے اور باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

وفات: ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۵۱ھ میں اسی سال کی عمر میں مکہ مکرمہ کے نزدیک مقام سرف میں وفات پائی اور اسی مقام پر مدفون ہوئیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں کہ عجیب اتفاق یہ ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح ایک سفر میں مقام سرف میں ہوا اور دوسرے سفر میں مقام سرف میں رخصتی بھی ہوئی اور عرصہ کے بعد ۵۱ھ میں وفات بھی مقام سرف میں ہوئی اور اسی مقام پر مدفون ہوئی (مدراج النبوت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی نماز پڑھائی اور قبر میں بھی انھوں نے یزید بن الاصم اور عبیداللہ بن شداد کے ساتھ مل کر اُتارا' یہ تینوں سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہنوں کی اولاد تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مجمع الزوائد میں ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ معظّمہ میں مقیم تھیں وہاں کچھ طبعیت بھاری ہوئی اور علالت محسوس ہوئی فرمایا مجھے مکہ معظّمہ سے لے چلو کیونکہ مجھے مکہ معظّمہ میں موت نہ آئے گی مجھے اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے چنانچہ ان کو مقام سرف میں لایا گیا اور وہیں وفات پائی (معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ مرنے والوں کا وقت اور مقام سب جانتے ہیں اور جسے چاہے خبر بھی کر دیتے ہیں) سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ جب قبر میں رکھنے کے لئے اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں سے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں (ان کا ادب کرو) جنازہ کو جھٹکا دے کر نہ اٹھاؤ اور ہلاتے جلاتے نہ لے چلو بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو (مشکٰوۃ)

حضرت یزید بن اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام سرف میں اسی خیمہ کی جگہ میں دفن کیا جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہلی بار اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا (زرقانی)

حضور ﷺ کی مقدس کنیزیں

حضور نبی کریم ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات کے علاوہ مقدس کنیزیں بھی تھیں جو آپ کے زیر تصرف تھیں۔

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۶ھ میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقش قبطی نے بارگاہ اقدس میں چند ہدایا اور تحائف کے ساتھ بطور ہبہ کے نذر کیا تھا پہلے عیسائی تھیں مدینہ منورہ کے راستے میں مسلمان ہوگئیں۔ حضور ﷺ نے ان کو اپنے حرم میں داخل کرلیا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں رومی تھیں اور باپ مصری' اس لئے یہ بہت ہی حسین وخوبصورت تھیں یہ حضور ﷺ کی ام ولد ہیں کیونکہ حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی کے مبارک شکم سے پیدا ہوئے تھے۔

کنیز ہونے کے باوجود حضور ﷺ ان کو پردہ میں رکھتے تھے اور ان کے لئے مدینہ طیبہ کے قریب مقام عالیہ میں آپ نے ایک الگ گھر بنوا دیا تھا جس میں یہ رہا کرتی تھیں اور حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زندگی بھر ان کے نان ونفقہ کا انتظام کرتے رہے اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خدمت انجام دیتے رہے یہاں تک کہ ۱۶ھ میں

اُن کی وفات ہوگئی اور امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے خاص طور پر لوگوں کو جمع فرمایا اور خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھا کر ان کو جنت البقیع میں مدفون کیا (زرقانی، سیرۃ المصطفیٰ)

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ یہود کے خاندان بنو قریظہ سے تھیں گرفتار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں مگر انھوں نے کچھ دنوں تک اسلام قبول نہیں کیا۔ جس سے حضور ﷺ ان سے ناراض رہا کرتے تھے مگر ناگہاں ایک دن ایک صحابی نے آ کر یہ خوشخبری سنائی کہ یا رسول اللہ ﷺ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اس خبر سے حضور کریم ﷺ بے حد خوش ہوئے اور آپ نے ان سے فرمایا کہ اے ریحانہ اگر تم چاہو تو میں تم کو آزاد کر کے تم سے نکاح کر لوں مگر انھوں نے یہ گذارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی لونڈی ہی بنا کر رکھیں یہی میرے اور آپ دونوں کے حق میں اچھا اور آسان رہے گا۔

یہ حضور ﷺ کے سامنے ہی جب آپ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے ۱۰ھ میں وفات پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں (زرقانی۔ سیرۃ المصطفیٰ)

حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مملوکہ لونڈی تھیں انھوں نے ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ کے نذر کر دیا اور یہ حضور ﷺ کے کاشانہ بنوت میں کنیز کی حیثیت سے رہنے لگیں (زرقانی)

حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضور ﷺ کی کنیز ہیں جو کسی سبایا میں حضور ﷺ کو حاصل ہوئیں (کتاب آل رسول ﷺ مصنفہ پیر سید خضر حسین چشتی)

حاصل گفتگو

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حالات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنی زندگی گذارنے میں ان پاک ماؤں کو زندگی کا نمونہ بنائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی زندگی کے لئے منتخب فرمایا اور جنھوں نے نبوت کے گھرانے میں رہ کر اپنی زندگی دین سیکھنے سکھانے اور رب تعالیٰ کی رضا اور اپنے دلوں میں آخرت کی فکر بسانے کے لئے وقف کر دی تھی ۔

احقر نے اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیھن کے ایسے حالات لکھے ہیں جن کی پیروی کے لئے تیار رہنا ہر مسلم عورت کے لئے ضروری ہے۔ کتاب پڑھتے پڑھتے کسی بیوی کی ہجرت کا دردناک واقعہ سامنے آئے گا اور کسی بیوی کے تذکرہ میں ملے گا کہ انھوں نے دین کے لئے دومرتبہ ہجرت کی اور حرم نبوت میں رہنے والی برگزیدہ خواتین کے حالات میں کثرت نماز اور کثرت ذکر کا تذکرہ ملے گا۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تذکرہ میں دین کے لئے مال قربان کر دینا اور حضور ﷺ کی خدمت اور تسلی اور ڈھارس بندھانے کی خدمت انجام دینا ملے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات میں علم وافر‘ تفقہ کامل اور اشاعت علوم دینیہ میں زندگی خرچ کر دینا نظر آئے گا۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات میں عظیم الشان سخاوت ملے گی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا محنت کر کے پیسہ حاصل کرتیں اور پھر صدقہ کرتی تھیں۔

ایک بہت بڑی بات ازواج مطہرات کے حالات میں یہ ملے گی کہ انھوں نے آپس میں سوکن ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی عملی عظمت برقرار رکھی اور جب کسی نے ایک سے مسئلہ پوچھا تو خود کو معلوم نہ ہوا تو دوسری کے پاس سائل کو بھیج دیا۔ نیز ان مقدس بیویوں کی یہ بات بھی بہت زیادہ قابل تقلید ہے کہ سوکن ہوتے ہوئے بھی دوسری سوکن کے اخلاق حمیدہ اور اچھی خصلتوں کی

تعریف کرتی تھیں ۔بعض بیویوں کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ وفات کے وقت اپنی سوکنوں سے کہے سنے کی معافی مانگی اورحقوق العباد سے پاک ہوکراس فانی دنیا سے رخصت ہوئیں ۔

آج کل شادی بیاہ کے لئے ایسے طریقے اورایسی رسمیں کررکھی ہیں جوسنت نبوی ﷺ سے ہٹی ہوئی ہونے کی وجہ سے مصیبت اوروبال بنی ہوئی ہیں لوگ پریشان نظرآتے ہیں کہ جوان بیٹی بیٹھی ہے اس کی شادی کیسے کریں؟ روپیہ کہاں سے لائیں ۔ بیٹے کی شادی کرنا ہے سینکڑوں رسمیں کرنا ہے روپیہ نہیں' زیورنہیں' کسی کی بیٹی لینے کیسے جا کھڑے ہوں؟

ان تمام مصیبتوں سے نجات کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ حضور ﷺ کے طریقہ پرشادی بیاہ کرنے لگیں جوسادگی کی اصل تصویر ہے اور جس میں مصیبت اور پریشانی کا نام نہیں ہے حضور ﷺ کی سادگی امت کے لئے نمونہ ہے امت کو چاہئے کہ اس طرز پراپنے بیٹوں اوربیٹیوں کی شادی کریں۔سیدہ صفیہ اورسیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور ﷺ نے سفرہی میں نکاح فرمایا۔ اورسفرہی میں پہلی ملاقات (رخصتی) ہوگئی اوروہیں ولیمہ ہوگیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ شادی وبیاہ مصیبت بنانے کی چیزنہیں ہے سادگی کے ساتھ ایک مردوعورت کا رشتہ شرعی ایجاب وقبول کرا کے جوڑ دیناہی کافی ہے اس کے لئے گھر پرمقیم ہونا بھی ضروری نہیں ہے پھر بھلا رسموں اور ریاونمود کا توذکرہی کیا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوْا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ (الاحزاب/۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی شریف سارے انسانوں کے لئے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زندگی شریف کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زورِ صنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقش قدم پر ہو۔ اگر ہمارا جینا مرنا' سونا جاگنا حضور ﷺ کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔ نمونے میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔(۱) اُسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے (۲) اُس کو بیرونی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے (۳) اُس کو چُھپایا نہیں جاتا (۴) اُس کی تعریف کرنے والے سے صانع خوش ہوتا ہے (۵) اُس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے ۔۔ نبی کریم ﷺ میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں)

حضور نبی کریم ﷺ نے جن بیبیوں سے شادی کی وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ سب بیوہ تھیں اور بعض ایسی تھیں جو حضور ﷺ سے پہلے دو شوہروں کی زوجیت میں رہ چکی تھیں۔ بعض قوموں میں جو یہ رواج ہے کہ عورت کی دوسری شادی کو عیب سمجھتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے اور عقیدہ کی خرابی ہے۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے خود کیا اس کو برا سمجھنا ایمان والوں کا طریقہ نہیں ہوسکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

تعدّد ازدواج کا فلسفہ

POLYGYMY

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (النسآء/۳) نکاح کرو جو پسند آئیں تمھیں عورتوں سے دو دو، تین تین اور چار چار، اور اگر تمھیں یہ اندیشہ ہو کہ تم اُن میں عدل نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی۔

اسلام نے سخت شرائط اور پابندیاں(Conditions and Bindings) عائد کرتے ہوئے مرد کو چار شادیوں کی حد تک اجازت دی ہے۔ اسلام کے ناقدین خصوصاً اہل مغرب (European) نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر بڑی لے دے کی ہے اور وہ مسلمان بھی اس کے متعلق بہت پریشان رہتے ہیں جن کے نزدیک خیر وشر اور حُسن وقبیح کا صرف وہی معیار قابل قبول ہے جو اُن کے ذہنی مربّیوں نے مقرر کر رکھا ہے اس لئے اس کے متعلق اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ یہ حکم نہیں جس کی پابندی پیروانِ اسلام پر لازمی ہو بلکہ یہ ایک اجازت (رخصت) ہے۔

۲۔ اجازت بھی بے قید وشرط نہیں، بلکہ سخت قیود سے مقید اور سنگین شرائط سے مشروط ہے۔

۳۔ طب جدید وقدیم (Medical Science) اس پر متفق ہے کہ مرد کی طبعی کیفیت عورت کی کیفیت (Physical Structure/Health) سے جُدا گانہ ہے۔

۴۔ مرد میں جنسی رغبت (Sex) عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جنسی عمل کے بعد عورت کو مدت دراز تک مختلف نازک سے نازک مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ استقرارِ حمل (Pregnancy) ، وضع حمل (Delivary) ، رضاعت (Breast Feeding) اور بچے کی تربیت (Brought-up) یہ سارے مرحلے اُسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی طلب کم ہی رونما ہوتی ہے لیکن مرد ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

۵۔ اکثر ممالک میں عورت کی شرح پیدائش (Birth Rate) مردوں سے زیادہ ہے اس کے علاوہ جنگ آزما قوموں کے مرد ہی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے مشغلوں کی نذر ہوتے ہیں۔ اس لئے عورتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ تاریخ اِنسانی جب سے مرتّب کی گئی ہے اس کے ہر اس قانونی نظام میں جس میں تعدّدِ ازدواج قانوناً ممنُوع ہے۔ زنا کی کھلی اجازت ہے اور یہ فعلِ شنیع اپنی اَن گِنت خرابیوں کے باوجُود جُرم ہی تصوّر نہیں کیا جاتا۔

۷۔ کیا بیوی اور اس کے بچّوں کے لئے اس کے خاوند کی دُوسری بیوی قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ ذہنی رُوحانی ، مادّی اور جسمانی صحت کے جُملہ پہلوؤں پر غور فرمایئے۔

۸۔ کیا کسی باحمّیت و باغیرت عورت کے لئے یہ مُناسب ہے کہ وہ گھر کی مالکہ بن کے رہے۔ اس کا خاونداس کے آرام کا ذمہ دار، اس کی ناموس کا محافظ ہو۔ اس کی اولاد جائز اولاد متصوّر ہو اور سوسائٹی میں اسے باعزّت مقام حاصل ہو یا ایسی عورت بن کر رہے جس کا حُسن و شباب ہوسناک نگاہوں کا کھِلونا بنا رہے لیکن نہ کوئی اس کی اولاد کا باپ بننا گوارا کرے اور نہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہو۔

۹۔ کیا یورپ اور امریکہ اپنی تمام سائنسی ترقّی کے باوجود حرامی بچوں اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوش رُبا اضافہ کے باعث پریشان نہیں۔ (یُو-این-او کی رپورٹ کے مطابق بعض یورپین ممالک میں ناجائز ولادتوں کا اوسط ساٹھ فیصدی تک پہنچ گیا ہے۔)

یہ حقائق ہیں کہ تسلیم کرتے ہوئے یہی مشکلات ہیں جن کا حل پیش کرتے ہوئے اسلام نے جو دینِ فطرت ہے ضرورت کے وقت ایک سے زائد بیوی سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ خود مغرب کے کئی مفکّر اپنے معاشرہ کی اخلاقی پستی اور اس میں ایسی عورتوں اور ناجائز بچوں کی زبُوں حالی کو دیکھ کر چیخ اُٹھتے ہیں اور برملا کہنے لگے ہیں کہ قرآن کے قانون پر عمل کئے بغیر اب کوئی چارۂ کار نہیں۔

لیکن اگر ہم ذرا حقیقت پسندی سے کام لیں تو ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہم نے اس رُخصت کا اکثر ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے۔ ہمارے ہاں گنتی کے چند افراد کے سوا جو لوگ بھی دُوسری شادی کرتے ہیں ہوس رانی اور لذّت

طلبی کے بغیر ان کے پیشِ نظر کوئی چیز نہیں ہوتی ۔ نیز نئی نویلی دُلہن کے حضور میں یوں متاعِ ہوش لُٹا دی جاتی ہے کہ پہلی بیوی کے جُملہ حقوق فراموش کر دئے جاتے ہیں ۔شریفانہ برتاؤ تک نہیں کیا جاتا ۔اُس کے شکم سے جو اولاد ہوتی ہے وہ بھی اپنے ہوش باختہ باپ کی شفقت سے یکسر محروم ہو جاتی ہے ۔ہم بھی تو ذرا انصاف کریں کہ کیا خدائے بزرگ و برتر کا،اس کے رسول معظّم کا ہمیں یہی حکم ہے دینِ اسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے ۔ وہاں تو یہ تصریح ہے کہ اگر تم دونوں بیویوں میں عدل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو ایک صرف ایک بیوی کی اجازت ہے ۔ کاش مسلمان اپنی بدعملیوں سے اپنے پاکیزہ دین کو داغدار نہ کریں ۔ اور اپنے حُسنِ عمل سے اسلام کی تعلیمات کی صداقت کو نمایاں کرنے کے بجائے اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کے باعث طالبانِ حق اور متلاشیانِ ہدایت کو اس دینِ حق سے متنفر کرنے کا سبب نہ بنیں ۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

قدرتی طور پر عورتوں کی پیداوار مردوں سے زیادہ ہے ۔ پھر جنگ وغیرہ میں مرد زیادہ مارے جاتے ہیں کہ فوجیں مردوں کی بنتی ہیں نہ کہ عورتوں کی ،اگر چند بیویوں سے نکاح جائز نہ ہوتا تو زیادہ عورتوں کی کھپت کیسے ہوتی ۔ نیز زیادہ اولاد بقائے قوم کے لئے ضروری ہے کہ آج کثرت رائے اور زیادہ مردم شماری سے ملک بنتے ہیں ۔ پاکستان مردم شماری سے قائم ہوا۔ (روس بکھر کر ٹکڑے ہونے کے بعد مردم شماری اور کثرت رائے کی بنیاد پر مسلم مما لک بنے ۔ بوسنیا مسلم کثرت کیوجہ سے مسلم ملک بنا۔ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں کثرت رائے سے ہی نمائندے منتخب ہوتے ہیں ۔ ہندوستان میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا

درجہ کثرت رائے کیوجہ سے حاصل ہوا) اگر ایک مرد کی چند بیویاں ہوں تو اولاد زیادہ ہوگی جن قوموں میں ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت نہیں، ان میں زنا کی کثرت ہوتی ہے کہ منکوحہ بیوی ایک ہوتی ہے داشتہ، رکھیل اور ٹمپرری بہت سی، جیسا کہ آنکھوں دیکھا جارہا ہے۔(مرد کے لئے ایک سے زیادہ منکوحہ بیویاں رکھنا دراصل عورتوں کے مفاد میں ہے۔ اسلام نے عورتوں کو عزت عطا کی ہے۔ اسلام عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے۔ عورتوں کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ دوسری قوموں اور مذاہب کے عبرتناک اور شرمناک حالات دیکھ کر اسلامی قوانین کا احترام کریں۔ دل سے اسلامی تعلیمات کو قبول کریں۔ ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ اپنی کنواری' بیوہ اور مطلقہ بہنوں سے ہمدردی پیدا کریں' انکی زندگیاں سنواریں، گناہوں اور برائیوں میں مبتلا ہونے سے انھیں بچالیں انکی زندگیوں پر ترس کھائیں۔ یہ دیکھا جارہا ہے کہ اکثر عورت کسی مرد کے ظلم کا شکار نہیں ہورہی ہے بلکہ عورت پر عورت ہی ظلم کررہی ہے۔ ساس' نند' بہو یہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کررہے ہیں۔ اور زندگیاں برباد کررہے ہیں۔ مرد تو صرف عورتوں کو سہارا دیتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے خاص حکمتوں کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت مرحمت فرمائی۔ دشمنان اسلام نے اس بات کو ہدف تنقید بنایا خصوصاً عیسائی پادریوں نے، لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ اجازت سراسر حکمت نظر آتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس خاتون کو حضور ﷺ

نے سب سے پہلے شرف زوجیت بخشا ان کا اسم گرامی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کا عنفوان شباب تھا۔ عمر مبارک پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری مرتبہ بیوہ ہونے کے بعد چالیسویں سال میں تھیں لیکن ان کے ساتھ زوجیت کے تعلقات اتنے خوشگوار تھے کہ ان کے وصال تک حضور ﷺ نے کسی دوسری کا کبھی خیال بھی نہیں فرمایا۔ اور ان کے وصال کے بعد بھی اکثر ان کا ذکر خیر فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی رشک کرنے لگتیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ایک سن رسیدہ خاتون حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد اگرچہ ہجرت سے پہلے ہو چکا تھا لیکن رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں جن کی شادی خنیس بن حذافہ سے ہوئی تھی وہ اُحد میں شدید زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لاکر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی اس صاحبزادی کے مستقبل کے متعلق بڑے پریشان تھے۔ حضور ﷺ کا انھیں شرف زوجیت بخشا نہ صرف ان کی دلجوئی کا باعث ہوا بلکہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی بہت بڑی پریشانی دور ہوئی۔ حضور ﷺ کی جتنی شادیاں ہوئیں ان سے دین کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں بڑا فائدہ ہوا۔ ان سے مقصود یا تو اپنے غلاموں کی دلجوئی تھی اور یا دشمن قبائل کے ساتھ محبت اور مودّت کے تعلقات قائم کرنے تھے۔ ان شادیوں میں سے کسی شادی کو عشرت کشی کی علامت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

عورتوں کو ایک شوہر کیوں؟

اسلام نے مردوں کو چار بیویوں کی اجازت دی ہے لیکن عورتوں کو صرف ایک ہی شوہر کی اجازت دی ہے۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں بے حیائی و بے غیرتی اول درجہ کی ہے دوسرے یہ کہ بچہ کا نسب باپ سے چلتا ہے۔ چند شوہروں کی صورت میں نہ معلوم ہوتا کہ بچہ کس مرد کا ہے کون اس کی پرورش و تربیت کرے۔ اس صورت میں بچہ کی عمر برباد ہوتی ہے۔

بازاری بے حیاء عورتیں جن کے جنسی تعلقات ایک سے زیادہ مردوں سے ہوتے ہیں وہ لاعلاج امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (AIDS) ایڈس کا مرض ان گندی عورتوں کیوجہ سے پھیل رہا ہے۔ اسلام نے مرد کے لئے چار بیویوں کی اجازت دے کر عورتوں کی زیادتی کو ٹھکانے لگایا اور بدکاری سے انسان کو روکا۔

جنّت میں ایک مرد کو چند بیویاں دی جائینگی مگر ایک عورت کو چند مرد نہیں کہ یہ بے حیائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حیائی کو پسند نہیں فرماتا۔

انبیائے کرام اور کثرت ازواج

ہر قوم کے پیشواؤں نے بہت بیویاں رکھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔ صحابہ کرام میں تقریباً سبھی کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں (جنت میں ادنیٰ جنتی کو ستر بیویاں عطا ہوں گی) اگر چند بیویاں رکھنا عورت پر ظلم ہے تو کیا ان سب نے ظلم کئے۔

عورت پرظلم جب ہے جب کہ ان میں انصاف نہ کرے قرآن کریم نے اس لئے قید لگا دی کہ اگر انصاف نہ کرو تو ایک ہی بیوی رکھو۔ (تفسیر نعیمی پارہ چہارم)

آج کل عام لوگوں نے اس آیت کریمہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا کہ بہت سے لوگ چند بیویاں کرتے ہیں مگر ان میں عدل وانصاف نہیں کرتے' شاید سو میں سے ایک ہوگا جو چند بیویوں میں صحیح طور پر اسلامی عدل وانصاف کرتا ہو۔ تعدد ازدواج کے جواز کے لئے یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں مگر اس آیت کا یہ جزء نہیں دیکھتے کہ اگر انصاف نہ کرسکو تو ایک ہی کرو۔ کتنے ظلم کی بات ہے اور ان ظالموں کے برتاؤ سے اسلام وقرآن کس قدر بدنام ہوتا ہے۔

یہود اور منافقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام دوسروں کو تو صرف چار بیویاں کرنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن اپنے لئے یہ پابندی نہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئیں۔

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُاللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا﴾ (الاحزاب/ ۳۸) نہیں ہے نبی پر کوئی مضائقہ ایسے کام کرنے میں جنہیں حلال کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیۓ اللہ تعالےٰ کی یہی سنت ہے ان (انبیاء) کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا فیصلہ ہوتا ہے جو طے پاچکا ہوتا ہے۔

معترضین کو کہا گیا کہ اگر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت ازدواج کی وجہ سے تم اعتراض کرتے ہو تو حضرت داؤد علیہ السلام جن کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام جنکے تین سو حرم تھے ان پر تم اعتراض نہیں کرتے۔

انھیں نبی مانتے ہوئے زبور اور دیگر صحیفے تمہاری مقدس بائبل میں درج ہیں۔ تمہیں چاہیے کہ ان پر بھی اعتراض کرو اور ان کی نبوت کا بھی انکار کرو۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر حلال کی ہیں کسی کو حرف گیری کا حق نہیں پہنچتا۔ حضور ﷺ سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو خصوصی رخصت عطا فرمائی تھی۔ خیال رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارک پر نظر ڈالنے سے یہ امر اظہر من الشّمس ہو جاتا ہے کہ آپ نے جتنے بھی نکاح فرمائے ان کی وجہ یہ ہرگز نہ تھی جو عام طور پر ظاہری عشق بازوں اور حسن پرستوں کی شادیوں میں پائی جاتی ہے بلکہ اُن کی بنیاد سراسر مقاصد حسنہ دینی فوائد اور قومی مصلحتوں پر قائم تھی۔

اہل اسلام اور مشرکین کی جنگوں میں کسی نہ کسی طرح یہودیوں کا ہاتھ ضرر ہوتا تھا مگر جب حضور ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو اس کے بعد یہودی مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے۔ ابوسفیان جن کے پاس قوم کا نشان جنگ تھا' جب یہ نشان باہر نکال کر کھڑا کیا جاتا تو تمام مشرکین مکہ اس جھنڈے کے نیچے فوراً جمع ہو کر مسلمانوں پر دھاوا بول دیتے' بدر واحد اور غزوۂ خندق کے میدان اس بات کے شاہد ہیں۔ جب آقا علیہ السلام نے ابوسفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے حبالہ عقد میں لیا تو اس کے بعد وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتے نظر نہیں آتے بلکہ خود بھی اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر پناہ لیتے ہیں۔

نبو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار جو مشہور رہزن اور ڈکیتی پیشہ تھا اس کا قبیلہ نہایت طاقت ور اور جنگ جو تھا جو اس کے اشارے پر مرمٹنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی ہر جنگ میں اس قبیلے کی شرکت ضروری سمجھی جاتی لیکن جب سید عالم ﷺ نے نبو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی زوجیت میں لیا تو اس کے بعد ساری عداوتیں نابود ہو جاتی ہیں اور سارا قبیلہ قزّاقی جیسی ظالمانہ روش کو چھوڑ کر مہذب زندگی اختیار کر لیتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہیں ہوتا۔

نجد کی سرزمین فتنہ وفساد اور شرانگیزی میں اپنا جواب نہیں رکھتی، نجدیوں کی فریب کاریوں سے زمانہ واقف ہے یہ وہی نجدی ہیں جنہوں نے ستر صحابہ کرام مبلغین اسلام کو اپنے ملک میں تبلیغ کے نام پر لے جا کر بڑی بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ جب سرکار ﷺ نے حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی زوجیت میں لیا تو نجد کی بے ذوق زمین اور تلخ فضاء میں امن وآشتی اور اسلام پھیلانے میں بہت اچھے نتائج پیدا ہوئے، اس لیے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بہن نجد کے سردار کے گھر میں تھی۔

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کے نکاح نے اس بے ہودہ رسم کو ملیا میٹ کر دیا جو عرب میں صدیوں سے چلی آرہی تھی جس میں منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام قرار دیا جاتا تھا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح بھی اسلامی اغراض وفوائد پر مبنی تھے ہر وہ شخص جو عقل وشعور رکھتا ہے اسے یہ امر تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہ تمام نکاح کس قدر بابرکت اور نہایت ضروری تھے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی رحمتہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۵۵ھ) اپنی سنن میں حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا اِنَّ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ کہ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہبہ کرتی ہوں (اس کی یہ بات سُن کر) حضور علیہ السلام نے فرمایا مَا لِیْ فِی النِّسَآءِ مِنْ حَاجَةٍ مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔

(سنن الدامی الجزء الثانی ۶۵ مطبوعہ نشر السنۃ' ملتان)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ کی کثرت ازدواج کی وجہ صرف اور صرف مذہبی اور دینی فوائد پر مبنی تھی۔

ازواج مطہرات اسلام کی تعلیم وتبلیغ اور امت کی رہنمائی کا ذریعہ بنے:

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات والا صفات سراپا رحمت و برکت ہے تبلیغ احکام اور تزکیہ نفوس اور ابلاغ قرآن آپ کا سب سے بڑا مقصد بعثت تھا آپ نے اسلام کی تعلیمات کو قولاً وعملاً دُنیا میں پھیلایا' انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں نبی کریم ﷺ کی رہبری کی ضرورت نہ ہو۔ نماز باجماعت سے لے کر بیویوں کے تعلقات آل واولاد کی پرورش اور طہارت تک کے بارے میں آپ کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب حدیث بھرپور ہیں۔ اندرون خانہ کیا کیا کام کیا' بیویوں سے کیسے میل جول رکھا اور گھر میں آکر مسائل پوچھنے والی

خواتین کو کیا کیا جواب دیا۔ اس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے ازواج مطہرات کے ذریعہ ہی امت کو رہنمائی ملی ہے تعلیم وتبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کثرت ازدواج ایک ضروری امر تھا۔ صرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احکام ومسائل اخلاق وآداب اور سیرت نبوی ﷺ سے متعلق دو ہزار دوسودس روایات مروی ہیں جو کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات کی تعداد تین سو اٹھہتر تک پہنچی ہوتی ہے۔ اگر ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فتاویٰ جمع کئے جائیں جو انھوں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد دیئے ہیں تو ایک رسالہ مرتب ہوسکتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روایت ودرایت اور فقہ وفتاویٰ میں جو مرتبہ ہے وہ محتاج بیان نہیں ان کے شاگردوں کی تعداد دوسو کے قریب ہے حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مسلسل اڑتالیس سال تک علم دین پھیلایا۔

ان دو مقدس بیویوں کے علاوہ دیگر ازواج مطہرات کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس تعلیم وتبلیغ کا نفع صرف ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے پہنچا۔

اسلام کے بلند مقاصد اور پورے عالم کی انفرادی واجتماعی خانگی اور ملکی اصلاحات کی فکر کو دنیا کے شہوت پرست انسان کیا جانیں۔ وہ تو سب کو اپنے اوپر قیاس کر سکتے ہیں اسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یورپ کے ملحدین اور مستشرقین نے اپنی ہٹ دھرمی سے حضور رحمت عالم ﷺ کے تعدد ازدواج

کو ایک خالص جنسی اورنفسانی خواہش کی پیداوار قرار دے رکھا ہے اگر حضور اقدس ﷺ کی سیرت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو ایک ہوشمند منصف مزاج کبھی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی کثرت ازدواج کو اس پر محمول نہیں کرسکتا۔

ازواج کے درمیان باری :

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے **وکان یقسم لکل امراۃ منھن یومھا ولیلتھا** اور اُن میں سے آپ ﷺ نے ہر زوجہ مطہرہ کے لیے ایک رات دن کی باری تقسیم فرمائی ہوئی تھی۔ سوائے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے دی تھی۔ (سنن ابوداؤد)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دو بیویاں ہوں اور دونوں میں عدل (انصاف) نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ بیکار ہوگا۔ (ترمذی) (جیسا کہ فالج والے کا حال ہوتا ہے) جس کی دو یا تین یا چار بیویاں ہوں اس پر عدل وانصاف فرض ہے یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں ان میں سب عورتوں کا برابر خیال رکھے اور ہر ایک

کا پورا حق ادا کرے۔ کپڑا، روٹی، خرچہ اور رہنے سہنے میں کسی کے ساتھ کچھ کمی نہ کرے اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور (Excused) ہے' جیسے ایک کی زیادہ محبت ہے دوسری کی کم' یوں ہی جماع (صحبت) سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔ (بہارِ شریعت)

باری میں رات کا اعتبار ہے لہذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلا ضرورت نہیں جا سکتا۔ دن میں کسی کام اور ضرورت کے لئے جا سکتا ہے۔

اور دوسری بیمار ہو تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جا سکتا ہے اور سخت بیماری ہے تو اس کے ہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمارداری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع (صحبت) نہیں کرسکتا۔ (بہارِ شریعت) یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کرسکتا ہے۔ (بہارِ شریعت) سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ قرعہ (Draw) ڈالے' جس کے نام کا قرعہ نکلے اُسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں ان سب کے پاس بھی رہے بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔ سفر سے مراد پندرہ دن سے کم مدت ہے۔ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سوت کو (Gift) ہبہ کر دے۔

وطی (جماع)، بوسہ اور ہر قسم کا فائدہ سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت) جس کی چند بیویاں ہوں اس پر اُن

میں شرعی عدل انصاف کرنا اہم ہے۔ اگر اس انصاف میں کوتاہی کرے گا تو سخت سزا کا مستحق ہوگا۔

حضرت جابر ابنِ عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میری دو بیویاں ہیں تو میں ان میں یہاں تک انصاف کرتا ہوں کہ بوس وکنار میں بھی برابری کرتا ہوں کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ حضرات اپنی بیویوں میں عطر وخوشبو تک میں برابری کرتے تھے کہ ہر ایک کو برابر عطر دیتے۔ حضرت ابنِ سیرین فرماتے ہیں کہ جس کی دو بیویاں ہوں وہ ایک کی باری کی شب دوسری کے گھر وضو بھی نہ کرے۔ (روح المعانی)

پردیس میں رہنے والوں کے اگر دو بیویاں ہوں تو وہاں باری باری سے ہر ایک کو رکھے۔ مثلاً چھ ماہ ایک کو ساتھ رکھے اور چھ ماہ دوسری کو۔ (تفسیر خازن)

خالق کائنات کا ارشاد ہے۔

﴿تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا﴾ (احزاب/۵۱)

(آپ کو اختیار ہے) دور کردیں جس کو چاہیں اپنی ازواج سے اور اپنے پاس رکھیں جس کو آپ چاہیں اور اگر آپ (دوبارہ) طلب کریں جن کو آپ نے علیحدہ کردیا تھا تب بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس (رخصت) سے پوری توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور آزردہ خاطر نہ ہوں اور سب کی

سب خوش رہیں گی جو کچھ آپ انہیں عطا فرمائیں گے اور (اے لوگو) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے۔

مذکورہ بالا اور اس سے پہلی آیت کے ضمن میں ضیاء الامت رقم طراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی تمام بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کریں لیکن نبی کریم ﷺ کو اس حکم سے بھی مستثنیٰ قرار دیا کہ آپ پر کوئی پابندی نہیں لیکن اس کے باوجود حضور ﷺ ہمیشہ ہر بیوی کے ساتھ مساویانہ اور عادلانہ سلوک فرماتے۔ اس رخصت کی دو وجہیں ہیں پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی طبع مبارک اتنی عادل اور انصاف پسند تھی کہ حکم نہ ہونے کی صورت میں بھی بے انصافی ممکن نہ تھی۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ ازواج طاہرات میں باہم نزاع پیدا نہ ہو، تھوڑی تھوڑی بات بڑھا کر گھر کے سکون کو مکدر نہ کریں۔ اب جب حضور ﷺ پر پابندی نہ رہی تو جس کو بھی حضور ﷺ شرف بخشیں اور جتنا وقت شرف بخشیں اس کو وہ غنیمت سمجھیں گی اور کسی قسم کا مطالبہ کر کے یا شکوہ کر کے خاطر عاطر کو مُشوش نہ کر سکے گی۔ اسی چیز کی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت کے ان کلمات میں تصریح فرمادی۔ ﴿**ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ**﴾

ان تمام رخصتوں کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کے درمیان ایسا عدل وانصاف قائم فرمایا کہ اس کی مثال دنیائے انسانیت میں کہیں نہیں ملتی۔

ان تمام شواہد کی موجودگی میں اگرکوئی شخص تعدد ازدواج کے موضوع کوزیربحث لاتاہے تو اسے بغض وعناد کے سوا اور کیانام دیا جاسکتاہے (تفسیرضیاءالقرآن)

جھکاؤ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کی دوبیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی جانب جھک گیا **جاء یومہ القیٰمۃ و شقہ' مآئل** تو قیامت کےروزاس حالت میں حاضرہوگا کہ اس کا جسم ایک جانب سے جھکا ہوا ہوگا۔ (سنن ابوداؤدشریف)

باری میں انصاف :

سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی ایک کودوسری پرترجیح نہیں دیتے تھے۔ ہمارے پاس رہنے کی باریوں میں شاید ہی کوئی ایسا دن ہوورنہ آپ ہم سب کے پاس پہنچ جاتے' پس آپ ہرزوجہ مطہرہ کےنزدیک ہوتے **من غیر مسیس** لیکن اسے ہاتھ نہ لگاتے یہاں تک کہ اس بیوی کے پاس پہنچ جاتے جس کی باری ہوتی اوررات اسی کے پاس گزارتے (سنن ابوداؤدشریف)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں اپنی تمام ازواج مطہرات کو بلوایا جب وہ تمام جمع ہوگئیں تو حضور علیہ السلام نےفرمایا **انی لا استطیع ان ادور بینکن فان را یتن ان تاذن**

لی فاکون عند عائشتہ کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ تم سب کے پاس پھروں، اگر تمہیں مناسب نظر آئے تو مجھے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنے کی اجازت دے دو۔ تو انہوں نے اجازت دے دی (سنن ابوداؤد شریف)

ایسی پاک باز ہستی، ایسا عظیم المرتبت رسول ﷺ، ایسا عادل و منصف نبی، جس نے بستر علالت پر بھی دوسری ازواج مطہرات کے حقوق کا خیال رکھا اور ان سے اس امر کی اجازت لینا ضروری سمجھا اور پھر انہیں یہ اختیار بھی دیا کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو مجھے ایک ہی جگہ یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہی حجرے میں رہنے کی اجازت دے دیں۔ اس کریم و شفیق شخصیت پر یہ اعتراض کہ انہوں نے عام مسلمانوں کے لیے صرف چار بیویاں رکھنے کی پابندی لگائی اور خود اس کے پابند نہیں، ایسی سوچ ایسا خیال پرلے درجے کی جہالت اور منافقت و عداوت کی پیداوار ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عام مسلمانوں کے لیے چار کی پابندی اور رسول اللہ ﷺ کے لیے چار سے زیادہ کی اجازت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہے

دوسری بات یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات ایسے ذہن میں جگہ پاتے ہیں جہاں نبی کریم ﷺ کو اپنی مثل تصور کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ۔ اہل اسلام کا یہ عقیدہ نہیں، مسلمان تو رسول کریم ﷺ کو تمام مخلوق خداوندی سے افضل و اعلیٰ بے مثال و لاجواب سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہر قسم کی قوتیں تسلیم کرتے ہیں۔

امہات المؤمنین کی شان میں وہابیوں کی گستاخیاں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی بیوی سے تعبیر کیا ہے (معاذ اللہ): ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عقد ثانی کا داعی پیش آیا تھا' فرمایا۔ان کی سادگی و دینداری اور بے نفسی۔ جی چاہتا تھا' کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں رہے۔۔۔ان کے گھر میں رہنے کی بجز عقد کے اور کوئی صورت نہ تھی۔۔۔ نیز اس کے متعلق میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جونسبتِ عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بوقتِ نکاح حضور کے ساتھ تھی' وہ ہی نسبت اُن کو ہے (معاذ اللہ) (افاضات الیومیہ تھانوی ج اص ۶۸ سطر ۲۳)

نوٹ۔: یہ مولوی اشرف علی صاحب کا ملفوظ ہے' چونکہ تھانوی صاحب دیوبندیوں کے حکیم الامت ہیں۔اس لیے ہم تو از حد حیران ہیں کہ کیا کہیں؟ بہتر یہی ہے کہ ناظرین تھانوی صاحب کے اس ناپاک نظریہ پر خود غور کر کے فیصلہ فرمالیں۔ تھانوی صاحب کا خواب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مکان میں آنے والی دیکھ کر یہ کہنا کہ اس سے میں یہ سمجھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر کی کوئی عورت میرے ہاتھ لگنے والی ہے۔ اس سے بڑھ کرام المومنین کی توہین کا اور کیا مظاہرہ ہوسکتا ہے اور تھانوی صاحب کی بے ادبی کا اور کیا مزید ثبوت ہوسکتا ہے۔ فرمان الٰہی تو یہ ہے

﴿وازواجه امهاتهم﴾ یعنی اس نبی اکرم ﷺ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، اورتھانوی صاحب ماں کو دیکھ کر بیوی سے تعبیر کرتے ہیں ۔لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں دن مجھے فلاں دیوبندی مولوی صاحب کی ماں خواب میں ملی تھی، تو میں نے یہ سمجھا کہ اس جیسی عورت میرے ہاتھ لگنے والی ہے۔۔تو دیوبندی مولوی جل اُٹھیں گے۔۔مگر آقائے کونین ﷺ کی پاک بیوی کو اپنی بیوی سے تشبیہ دیتے ہوئے انہیں کچھ خوف نہ آیا۔ فالی اللہ المشتکی ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی مزید توہین:

پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش۔ انہوں نے دریافت فرمایا رسول اللہ ﷺ کی تصویر دیکھوگی؟ انہوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا کہ ضرور، اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں۔ اب بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت وشکل وضع ولباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہوگئیں (معاذ اللہ) (حکیم الامت مصنفہ عبدالماجد دریا آبادی مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ۵۵۹)

نوٹ: یہ خواب اشرف علی صاحب کے خاص حواری عبدالماجد دریا آبادی نے گھڑا ہے۔ اس میں اُس نے تھانوی کی نئی بیوی کو معاذ اللہ حضور ﷺ کی بہو اور تھانوی کو حضور ﷺ کی خاص الخاص نسل بتایا ہے۔ پھر اس نے جب یہ خواب تھانوی جی کو لکھ کر بھیجا ہے تو وہ اس کی تعبیر میں لکھتا ہے کہ بعض اوصاف

میں میری نئی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ کی وارث ہے (نعوذ باللہ) کہاں ایک ہندوستانی عورت اور کہاں ذات پاک صدیقہ اور پھر اسی خواب کے متعلق تھانوی جی کہتے ہیں۔ رویائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا یہ حجت شرعیہ سے ثابت ہے۔ اس لیے اس کو بشارت سمجھنا اوراس پر مسرور ہونا ماذون فیہ ہے (حکیم الامت مصنفہ عبدالماجد دریا آبادص ۵۵۹)

مسلمان اندازہ فرمالیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر اپنی کمسن بیوی کے متعلق کہنا کہ (معاذاللہ) حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' مولوی اشرف علی کے گھر آنے والی ہیں (العیاذ باللہ ۔العیاذ باللہ) حضرت صدیقہ کی وہ ذات پاک جن کی سواری کی مبارک اونٹنی کے غبار پر ہماری مائیں قربان۔ جن کی نعلین پاک کے صدقے مسلمانوں کی مغفرت ہوگی۔ دیوبندی انہیں دیکھ کر کمسن بیوی ہاتھ لگنے کی تعبیر گھڑیں خدا کی پناہ ۔۔ہم اس ناپاک گستاخی کا حوالہ تھانوی جی کی کتاب افاضات الیومیہ سے دے آئے ہیں۔ اب ایک اور معتبر کتاب کی عبارت ملاحظہ ہو' تھانوی اپنی شادی کے متعلق لکھتا ہے۔

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر (معاذاللہ) حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔انہوں نے مجھ سے کہا معاً میرا ذہن اسی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا' حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔(الخطوب المدینہ تھانوی ص ۸)

نوجوان لڑکی سے بوڑھا آدمی نکاح کر کے کیا اپنی ماں کو گھر میں آنے کا خواب گھڑ کر اپنی بیوی کی بشارت سے تشبیہ دے سکتا ہے یہ تو دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الامت کا ہی کام ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ اورحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں عطاءاللہ شاہ بخاری کی گستاخی :

معاذاللہ امہات المومنین دیوبندی ملاؤں کے دروازے پر سائل اورفریادی بن کر آئیں' دیوبندیوں کے امیر شریعت عطاءاللہ شاہ بخاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

آج مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی کے دروازے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اورام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ آئیں اورفرمایا۔ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں ۔ارے دیکھو ام المومنین عائشہ دروازے پر تو کھڑی نہیں۔

(سید عطاءاللہ شاہ بخاری مصنفہ شورش کاشمیری ص ۱۹۹)

ناظرین غور کریں کہ امہات المومنین جن کی عزت کا خدا حافظ' جن کے دامن تطہیر کی تنویر میں اللہ تعالیٰ قرآن نازل فرمائے' کائنات کی مشکلات جن کے نعلین مبارک کے صدقے حل ہوں' دیوبندی ملاؤں کے شان گھڑنے میں ازواج مطہرات رسول کی شان میں ایسی گستاخی کہ وہ کفایت اللہ جیسے ضمیر فروش ہندوستانی ملاؤں کے دروازے پر فریاد لے کر آئیں۔ العیاذ باللہ۔خدا کی پناہ (دیوبندی مذہب ۔مصنفہ مناظر اسلام مولانا غلام مہر علی)

مودودی صاحب کا روایتی جارحانہ انداز

آپ جانتے ہیں کہ نبوت و رسالت کا مقام کتنا نازک ہے؟

ادب گاہ ہست زیر آسمان از عرش نازک تر   نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

نبوت و رسالت کا مقام بہت ہی نازک ہے۔ کسی نبی (علیہ السلام) کے بارے میں کوئی ایسی تعبیر روا نہیں جو اُن کے مقام رفیع کے شایان شان نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ پورا ذخیرۂ حدیث دیکھ لیا جائے' ایک لفظ ایسا نہیں ملے گا جس میں کسی نبی کی شان میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کمی کا شائبہ پایا جاتا ہو' لیکن مودودی صاحب کا قلم حریم نبوت تک پہنچ کر بھی ادب نا آشنا رہتا ہے اور وہ بڑی بے تکلفی و جسارت کے ساتھ تنقید کرتے ہیں۔ موصوف اپنے آزاد قلم سے لکھتے ہیں۔

وہ (امہات المومنین) نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں کچھ زیادہ جری ہوگئی تھیں اور حضور ﷺ سے زبان درازی کرنے لگی تھیں۔ (ہفت روزہ ایشیا لاہور مورخہ ۱۹۔نومبر ۱۹۷۶ء)

امہات المومنین کے حق میں موصوف کا یہ فقرہ نہ صرف غیر شائستہ بلکہ گستاخانہ ہے اگر یہی فقرہ مودودی صاحب کی بیوی کے حق میں استعمال کیا جائے تو اُن کے حلقہ میں کہرام مچ جائے گا۔ مودودی قلم کے یہی سب تیور ہیں جن کو شیعوں نے 'حق گوئی' سے تعبیر کیا ہے نیز انہیں اور اُن کے گروپ کو اپنے کام کا سمجھ کر اپنایا ہے۔

غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس فقرہ میں مضاف (امہات المومنین) سے زیادہ مضاف الیہ (حضور نبی کریم ﷺ) کے حق میں بے ادبی نظر آئے گی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مودودی صاحب کی بیوی نہ ہی امہات المومنین سے بڑھ کر مہذب اور شائستہ ہے اور نہ ہی مودوی صاحب حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ مقدس ہیں۔ اب اگر مودودی صاحب کا کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ مودودی صاحب کی بیوی اُن کے سامنے زبان درازی کرتی ہے تو مودودی صاحب اس فقرے میں اپنی خفت اور ہتک عزت محسوس فرمائیں گے۔ پس جو فقرہ خود مودودی صاحب کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے' میں نہیں سمجھتا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ اور امہات المومنین کے حق میں سوء ادب کیوں نہیں؟

الغرض مودودی صاحب کے قلم سے جو گستاخیاں سرزد ہوئے ہیں وہ سوء ادب میں داخل ہیں یا نہیں؟ اس کا ایک معیار تو یہی ہے کہ اگر ایسے فقرے خود مودودی صاحب کے حق میں سوء ادب میں شمار ہو کر اُن کے عقیدت مندوں کی دل آزاری کا موجب ہو سکتے ہیں تو اُن کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ یہ انبیاء کرام علیھم السلام کے حق میں بھی سوء ادب ہیں اور جو لوگ نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اُن کی دل آزاری کا سبب ہیں۔

دوسرا معیار یہ ہوسکتا ہے کہ آیا اردو میں جب یہ فقرے استعمال کئے جائیں تو اہلِ زبان اُن کا کیا مفہوم سمجھتے ہیں؟ اگر ان دونوں معیاروں پر جانچنے کے بعد یہ طے ہو جائے کہ واقعی ان کلمات میں سوء ادب ہے تو اس بات پر یقین کر لینا چاہیے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے حق میں ادنیٰ سوء ادب

بھی سلب ایمان کی علامت ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن مومنین کی مائیں ہیں۔ اب جس شخص کا ایمان سلب ہو جائے وہ مومن ہی نہیں ۔۔ لہذا وہ مقدس ماؤں کا بیٹا ہی نہیں رہا۔

شیعوں کی گستاخی:

صحابہ کرام پر طعن وتشنیع اور اُن سے اظہار برأت شیعیت کا شعار ہے شیعوں کا عقیدہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اہل ایمان سے دشمنی یہود کا شیوہ اور کافروں کی علامت ہے۔ شیعہ بھی چونکہ اپنی عادات واطوار عقائد وخصوصیات کے اعتبار سے یہود کا ایک فرقہ ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعیت یہودیت ہی کا چربہ ہے۔۔ یہودی اور رافضی ایک ہی سکہ کے دو رُخ ہیں۔

شیعہ، یہود کے مانند مخلصین مومنین خصوصاً صحابہ کرام اور امہات المؤمنین سے جو کہ روئے زمین پر پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت ہیں دلی بغض اور عداوت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں یہود ومشرکین کو مومنین کا شدید دشمن بتایا ہے ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ (المائدہ) مومنین کا سخت ترین دشمن لوگوں میں سے یہود اور مشرکین کو پائے گا۔

یہود کے مانند شیعہ بھی صحابہ کرام کے سب سے بڑے اور بدترین دشمن ہیں۔ عمرو بن شرجیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے کہتے ہیں کہ رافضی، یہود ونصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں

سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ۔ عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔ لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ **من شر اهل ملتکم** تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد ﷺ۔ (العیاذ باللہ)

باقر مجلسی اپنی کتاب حق الیقین میں لکھتا ہے: 'جب قائم الزماں ظاہر ہوں گے عائشہ کو زندہ کر کے اُس پر حد جاری کریں گے اور اُس سے حضرت فاطمہ کا انتقام لیں گے'

اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ جو صحابہ کرام پر طعن کرے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے اس کا علاج اگر توبہ نہ کرے تو تلوار ہے ۔۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والا زندیق اور منافق ہے (الکبائر للذہبی)

اہلحدیث کی گستاخی:

اہلحدیث میں چونکہ رفض وتشیع کے جراثیم پوری طرح سرایت کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے فقہی اور اعتقادی مسائل میں دونوں جماعتوں کے درمیان توافق پایا جاتا ہے اور یہی چیز دونوں فرقوں کے درمیان گہرے روابط کی نشاندہی کرتی ہے۔ شیعوں کے مانند اہلحدیث بھی صحابہ کرام کو طعن وتشیع اور باطنی خباثتوں کا نشانہ بنانے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔ شیخ عبدالحق بنارسی کا نام کون نہیں جانتا' اہلحدیث کے مشہور ومعروف عمائدین اور علماء میں سے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں اُن کے تشیع زدہ الفاظ کو تاریخ نے محفوظ کر رکھا ہے:

’حضرت علی سے جنگ کر کے حضرت عائشہ مرتد ہو چکی تھیں، اگر بلا توبہ مری تو کفر پر مری‘ (کشف الحجاب ص ۲۱ بحوالہ آئینہ غیر مقلدین ص ۲۳۹)

اہلحدیث مذہب میں جس طرح صحابہ کرام کا قول و فعل اور اُن کی رائے حجت نہیں ہے اسی طرح صحابہ کرام کا فہم بھی حجت نہیں ہے۔ فتاویٰ نذیریہ میں ہے: عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے، فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے (فتاویٰ نذیریہ/ص ۶۲۲)

اس مسئلہ کے ضمن میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کو مسجد میں جانے والی بات اپنی فہم سے فرمائی ہے، جو حجت شرعی نہیں۔ فتاویٰ نذیریہ کے مفتی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں زبردست گستاخی کی ہے، انھیں حضور ﷺ کے حکم کا مخالف بتایا ہے اور اُن کو قرآن کی آیت کے مصداق قرار دیا ہے ﴿**ومن یشاقق الرسول من بعدها تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ونصله جهنم وساء ت مصیرا**﴾ جو رسول سے اختلاف کرے گا جب کہ کھل چکی ہے اس پر سیدھی راہ اور مومنین کے علاوہ راستہ چلے گا تو ہم اس کو وہی حوالہ کر دیں گے جو اس نے اختیار کیا ہے اور اس کو جہنم میں پہونچا دیں گے۔

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی کی بات ملاحظہ ہو: پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کے مصداق ہے، جو حکم صراحۃً شرع شریف میں

ثابت ہوجائے اس میں ہرگز رائے وقیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اس قیاس سے کہ **انـا خیـر منه** حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے (فتاویٰ نذیریہ/ص ۶۲۲)

فتاویٰ نذیریہ کے مفتی کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں، اُس نے دَر پردہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کیسا زبردست حملہ کیا ہے۔ افسوس اس فتویٰ پر میاں نذیر حسین صاحب کا بھی بلا اختلافی نوٹ کے دستخط موجود ہے۔ مفتی کے اس بیہودہ کلام کا حاصل یہ نکلتا ہے:

(۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ہے۔

(۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مسئلہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آیت مذکورہ بالا کا مصداق ہوئیں۔

(۳) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دین کے حکم میں رائے اور قیاس کو دخل دے کر وہی کام کیا جو شیطان نے **انا خیر منه** کہہ کر کیا تھا۔

(۴) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا معاذ اللہ یہ کہہ کر کہ موجودہ وقت عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ جانا مناسب نہیں ہے، شریعت کو بدل ڈالنے کی جرأت کی۔

جس مسلمان کو ایمان کا ایک ذرہ بھی نصیب ہو جائے اُس کے لئے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں اس طرح کی گستاخیوں کا تصور بھی محال ہوتا ہے۔ کسی بھی صحابیِ رسول کے بارے میں بغض ونفرت کا جذبہ پالنا حرام قطعی ہے۔۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور انھیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے

اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کی' اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا' جس سے انھیں تکلیف پہونچائی اُس نے مجھے تکلیف دی' اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہونچائے گا تو قریب ہے کہ اس کو اپنی پکڑ میں لے لے۔ (ترمذی)

اکابر اُمت نے صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ کو جانا تھا اس وجہ سے اُن کے قلوب میں اُن کی عظمت و محبت اور اُن کا احترام تھا۔ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کا تذکرہ عقیدت و محبت سے کیا جائے' اُن کا ذکر بُرائی سے کرنا حرام ہے۔

ہزاروں سلام ہوں ازواج رسول ﷺ (امہات المومنین) پر جنہوں نے دنیا کی تمام آسائشوں کو ترک کرکے دامن رسول ﷺ سے وابستہ رہنے کا فیصلہ کیا۔

ادب سے ہی انسان' انسان ہے ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے
جہاں میں ہو پیارا نہ کیونکر ادب کہ ہے آدمیت کا زیور ادب
بٹھاتے نہیں بے ادب کو قریب یہ سچ بات ہے با ادب با نصیب

لاکھوں سلام ہوں امت کی ان تمام ماؤں پر جو اپنے ہاتھوں سے چکی پیس کر رسول خدا ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتی تھیں۔

کروڑوں سلام ہوں ان پاک بیبیوں پر جن کے مزارات کو بڑی بے دردی سے مسمار کیا گیا اور جن کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی۔

اے الہٰ العالمین ! اے رب کائنات ان عصمت مآب ازواج رسول ﷺ کے طفیل مجھ بے کس پر کرم فرما، میرے گناہوں کو معاف فرما، مجھے، میری اہلیہ اور میری اولاد کو دین اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرما اور تمام اہل اسلام کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت عطا فرما اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما۔
آمین بجاہ سید المرسلین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِيْن
وَصَل اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن

جماعتِ اہلحدیث کا فریب : جماعتِ اہلحدیث کا نیا دِین
اہلحدیث اور شیعہ مذہب

اہلحدیث دورِ جدید کا ایک نہایت ہی پُرفتن بدعقیدہ، دہشت گرد، وحشتناک اور بدعتی فرقہ ہے۔ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے انگریزوں نے جاگیر، مناصب اور نوابی دے کر اس باطل فرقے کے ہاتھ میں آزادی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا تھما دیا تھا۔ اہلحدیث کا بنیادی مقصد اسلامی اقدار نظریات وافکار اور صحابہ کرام، تابعین عظام، محدثین ملت، فقہائے اُمت، اولیاء اللہ، ائمہ دین، مجتہدین ومجددینِ اسلام اور اسلاف صالحین کے خلاف اعلان بغاوت ہے۔ تفسیر بالرائے، احادیث مبارکہ کی من مانی تشریح، خودساختہ عقائد ومسائل، انکار فقہ اور ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی وبکواس اس فرقہ کا خصوصی وصف ہے

مذہب اہلحدیث کے خصوصی عقائد ومسائل اور پوشیدہ رازوں سے واقفیت کے لئے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کا مطالعہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

حقیقتِ شرک : توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔عبادت اطاعت اور اتباع، ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت و استعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح ۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکینِ مکہ اور کفارِ عرب کے حق میں نازل ہوئیں، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بدمذہبوں کا مدلل و تحقیقی جواب ۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے ۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہو گے (بخاری شریف)

امام حسین اور یزید : حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ کے قلم کا شاہکار ۔۔حامیان یزید کے سامنے یزید کا حقیقی چہرہ بے نقاب کردیا گیا ہے۔ یزیدی فتنہ کے خلاف مبارک قلمی جہاد۔

علی مرتضٰی اور خلفائے راشدین : حضرت محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے اسلام کے نظامِ سیاست پر بحث کی ہے۔کتاب میں ایسے واقعات بھی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، خلفائے ثلاثہ کے معتمد علیہ مشیر اور اُن کی مجلسِ مشاورت کے رکن رکین رہے۔اس کے علاوہ آپ کو اقوالِ علی سے ایسے نمونے بھی ملیں گے جن سے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں غایت احترام وعقیدت کا پتہ چلے گا۔

شیعوں کے گیارہ اعتراضات : صاحبِ ضیاء القرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ نے روافض کی طرف سے اُٹھائے گئے گیارہ سوالات کا تحقیقی والزامی جواب دیا ہے۔ 'شیعیات' پر ایک معلوماتی کتاب۔

اسلام کا نظریہ الٰہ اور مودودی صاحب : دین اور اقامتِ دین

اسلام کا نظریہ عبادت اور مودودی صاحب

حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی معرکۃ الاراء تصانیف

جماعت اسلامی کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے ایک کتاب 'قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں' تالیف کی ہے جس میں الٰہ' رب' عبادت اور دین کو قرآن کی بنیادی اصطلاحیں قرار دیتے ہوئے اُن کا ایک اور نیا مفہوم پیش فرمایا ہے۔ تفسیر بالرائے کی بنیادی غلطی کرتے ہوئے مودودی صاحب نے تحریف قرآنی کے شیعی عقیدہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ حضور شیخ الاسلام کے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے اندر پیش کردہ اعلیٰ معیار تحقیق' شرح وتوضیح کا اچھوتا اور دل پذیر انداز اور مطمئن کر دینے والے طریقِ استدلال سے جہاں حضرت مصنف کے تبحرِ علم' اسلامی علوم کے مختلف شعبوں پر وسیع وعمیق نظر اور سلف سے کامل طور پر علمی واعتقادی وابستگی کا پتہ چلتا ہے وہیں مودودی صاحب کی اصل حقیقت بے نقاب ہوجاتی ہے اور یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین پر بے محابا تنقید کرنے والا انسان خود علمی اعتبار سے کتنا کوتاہ قد ہے۔

(۹۲۸) صفحات پر مشتمل محققانہ جائزہ۔ متلاشیان راہِ حق کے لئے ملکُ التحریر کا بیش قیمت تحفہ

فتنہ اہلحدیث : غیر مقلدیت اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہے جس نے ائمہ اربعہ بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (اور حضرات حنفیہ) کے خلاف بدزبانی، طعن و تشنیع اور تہمت طرازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ اہل حدیث کے نام سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں، اپنے سوا سب کو مشرک سمجھتے ہیں تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں، ان کے عقائد و مسائل سے واقفیت کے بعد غیر مقلدیت سے طبعاً وحشت و نفرت ہوتی ہے۔ ان کی صحبت جذامی اور ایڈس کے مریض سے زیادہ خطرناک ہے، ان کی صحبت ایمان کے لئے خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ ائمہ مجتہدین، محدثین اُمت اور اسلاف صالحین سے مروی معتبر و مستند ہزار ہا احادیث کو ضعیف، موضوع، من گھڑت اور باطل قرار دیتے ہیں لہذا ایہی اولین درجہ کے 'منکرین حدیث' ہیں۔ یہ فرقہ تمام (۷۲) گمراہ فرقوں کا ملغوبہ ہے یہ لوگ سلف صالحین اور احادیث مرفوعہ وغیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتے ہیں یہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقات مسلمہ کو بدعتی، مشرک اور کافر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بذاتِ خود بدعتی ہیں۔

خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی کا استعمال

گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے

زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سُنّی بہشتی زیور اشرفی

مکتبہ انوار المصطفیٰ 6/75-2-23 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)